حق حق حق یا حی ھو

علیہ الرحمۃ والرضوان

شان مخدوم صابر پاک

احوال و مناقب

حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری

ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء قطب عالم اغیاث الہند علیہ الرحمۃ

390
26
6-02
THE REGISTRAR
200

مولفہ

غلام حقیر محمد امان علی ثاقب صابری و قادری حیدرآبادی

زیر اہتمام

فیضان ولایت ٹرسٹ عارف نگر حیدرآباد

حق حق حق

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

نام کتاب : شان مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ

نوعیت کتاب : احوال و مناقب

ضخامت : ۲۸۸ صفحات

کمپیوٹر کتابت : سید عدیل احمد یسین، محمد مبشر علی، سیدہ عالیہ شاہین

SAM کمپیوٹرس، مغلپورہ، حیدرآباد

Ph: 040-4568373, Cell: 98480-30272

طباعت معہ ٹائٹل : ایمر الڈ فائن پرنٹنگ پریس، نیو ملے پلی، حیدرآباد

سن اشاعت : رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ دسمبر ۲۰۰۰ء

ہدیہ : -/130 (ایکسو تیس) روپیے

ملنے کا پتہ

☆ ثاقب صابری مکان نمبر 22-8-467 عقب مسجد میخانہ،

پرانی حویلی، حیدرآباد 500002

فون نمبر : 040-4573471

☆ مسجد عرفان، سرپور کاغذ نگر، عادل آباد۔ اے پی

تعارفی منقبت حضرت قطب عالم شاہ محمد عبد القدوس گنگوہی صابری نعمانی سلطان التارکین علیہ الرحمۃ جنھوں نے صابر پاکؒ کی تدفین ثانی اور مزار کی تعمیر کرائی

قطبِ عالم ہیں یہ دستگیرِ جہاں — اتنا اونچا مقام اور ہے مرتبہ
آپ اُمّی مگر تھے فقیہِ اجل — عالمِ بے بدل، شاعرِ پُر ضیا
آپ کی خدمتِ دیں کے سب معترف — جانشینِ رسولؐ و علی مرتضیٰؓ
آستانہ ہے گنگوہ میں دلنواز — دیکھ کر آنکھ پاتی ہے اس سے جِلا
جن کے خاطر میں آیا نہ کوئی امیر — ان کی خدمت میں بابرؔ ہمایوںؔ بھی تھا
ان کے آگے ہر اک صابری سرنگوں — صابرؔ پاک تک انؒ کو پہونچادیا
آپ تو صابری اور نظامی بھی ہیں — فیض دونوں سلاسل کا ان کو ملا

عبدِ حقؒ نورِ حقؒ کی خوشی ہیں — آپ صابر پیا کے پیارے
غوثؒ و محبوبؒ و احمدؒ کے محبوب — کرلئے آپ سب کے نظارے
آپ جوئے طریقت ہیں جس کے — صابری و نظامی کنارے
پیر انؒ کے کمالؒ اور جیونؒ — آپ دونوں کی آنکھوں کے تارے
انؒ کے خادم تھے بابرؔ ہمایوںؔ — قطبؒ عالم تھے ان کے سہارے
ہم کو صابرؔ پیا سے ملایا — ناز ہیں آپ ہی سے ہمارے

☆☆☆☆☆

تعارفی منقبت حضرت شاہ محمد حسن قدوسی صابری نعمانی معشوق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ
جنہوں نے صابر پاک کے احوال میں کتاب حقیقت گلزار صابری مرتب فرمایا

بادشاہ دو جہاں ہیں عارفِ والا گہر
شانِ ختم المرسلین ہیں بے شبہ یہ سر بسر

نیّر برجِ احد ہیں اور دُرِ دُرجِ کمال
آپ منظورِ نبیؐ، معشوقِ ربِّ بحر و بر

تین سو پندرہ سلاسل کے ہیں وہ مسند نشیں
والیِ ملکِ ولایت ہیں شہِ جن و بشر

حضرتِ عارفؒ کے آقا اور ہیں جانِ امیرؒ
ثانی مخدوم ہیں معصومؒ کے نور نظر

اے مجدد اے حسنؒ اے شاہ معشوقِ الٰہ
خاندان حنفیہ کے آپ ہیں لختِ جگر

مدتوں تک جو رہے حالات پردے میں نہاں
آپ نے ظاہر کیا اسرار ہائے مستتر

بو حنیفہؒ کے لختِ جگر چاند ہیں
ان کے انوار مخدوم حسنؒ صابری

خواجہ خواجگانؒ کے دلارے ہیں وہ
لطف برادر مخدوم حسنؒ صابری

جانشین شہنشاہ صابرؒ پیا
ان کے اسرار مخدوم حسنؒ صابری

قطبِ عالمؒ کے نور نظر آپ ہیں
حنفی سردار مخدوم حسنؒ صابری

شہرِ سرکار میں تھے وہ پندرہ برس
قطب اسرار مخدوم حسنؒ صابری

آپ کے زیرِ فرمان جن و بشر
اُن کے سردار مخدوم حسنؒ صابری

اولیائے زمانہ ہیں سب معترف
سب کے سالار مخدوم حسنؒ صابری

☆☆☆☆☆

حق حق حق　　یا حی ھو

اظہارِ حقیقت

الحمد للّٰہ علیٰ اِحسانہٖ

زیر نظر کتاب "شان مخدوم صابر پاکؒ" کی ترتیب و پیش کش کی سعادت اس حقیر و بے مایہ وابستہ سلسلہ عالیہ صابریہ شاعر کے حصے میں اسی طرح آئی جیسے "شان غریب نوازؒ" و "شان غوث الوریٰؒ" و "شان بندہ نوازؒ" کتابیں پیش کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ "شان غریب نوازؒ" سراسر منظوم ہے۔ "شان غوث الوریٰؒ" کی پیش کش کے سلسلہ میں مخلصین کے مشورہ اور خواہش کے مطابق مستند کتب سے سوانحی حصے کو منتخب کر کے شامل کیا گیا۔ اور "شان بندہ نوازؒ" بھی سوانحی اور منقبتی حصوں کی شمولیت کے ساتھ شائع ہوئی ان دونوں مذکورہ کتابوں کے سوانحی حصے کا انتخاب آسانی کے ساتھ میسر ہوا۔ جس طرح حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور حضور خواجہ خواجگان غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے سوانحی احوال اور آستانے ظاہر و باہر ہیں اور کئی معتبر و مفصل کتابوں میں محفوظ ہیں اور عوام و خواص کے احاطہ علم و ادراک میں ہیں۔ اسی انداز میں حضور مخدوم صابر پاکؒ کے احوال پر مشتمل کتب موجود نہیں ہیں۔ ایک دو رسالے جو تذکرہ مخدوم صابر سے متعلق بعض گوشوں میں موجود ہیں وہ مختلف البیان اور

غیر معتبر ہیں۔ چونکہ حضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ ملک ولایت کے مظہر جلال و جبروت سلطان الاولیاء ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد صدیوں آپ کا وجود مقدس روایتی مزار مبارک کے بغیر مخفی رہا اور احوال بھی۔ ساتویں صدی ہجری میں آپ کے وصال کے بعد دسویں صدی ہجری کے اوائل میں حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدس کے دوران مشیت ایزدی کے تحت اور بموجب پیش خبری مندرجہ مکاتیب نطاب مصنفہ حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ و حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت قطب عالم کی ہمت اور مساعی کے سبب کلیر شریف کے جائے محفوظہ سے چاروں طرف بارہ کوس کے اندر شمشیر قہاری کی گردش کی موقوفی اور حضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمہ کے جسد اطہر کی تدفین ثانی اور مزار مقدس کی تعمیر اور عوام الناس کیلئے زیارت کی اجازت کے بعد سے تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اکرم سے بموجب پیش خبری مندرجہ مکاتیب نطاب حضرت شاہ مخدوم محمد حسن صابری مجدد وقت معشوق الٰہی رحمۃ اللہ علیہ جو زبردست عالم و شاعر تھے۔ عرصہ ۳۲ سال تک ساری دنیا کے مختلف ممالک کی سیر کرتے ہوئے جس میں پندرہ سال تک مدینہ منورہ کا قیام شامل ہے۔ آپ ۲۱۱ سلاسل طریقت میں اس دور کے

پیران کامل سے فیض تعلیم باطنی حاصل کرتے رہے۔ ان مذکورہ سلاسل کی مستند تاریخ بنام "تواریخ آئینہ تصوف" مرتب فرمائی جس میں تمام اولیائے عظام کے ۳۰۰ مکاتیب نطاب (علم و احوال باطن کی شخصی تصانیف) حاصل کر کے بہ تحقیق و تلاش ۲۴ سال کے عرصہ میں حضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ اور آپ کے خلفائے مکرم کے مستند احوال مرتب کر کے حقیقت گلزار صابری کے نام سے ۱۸۵۶ عیسوی رامپور شریف یوپی میں طبع کروایا۔ جس کے ذریعہ حضور مخدوم پاک علیہ الرحمۃ کے احوال تعلیمات اور خوارق اہل سلسلہ کے علم میں آئے۔ یہ کتاب جو ہمارے ہادی برحق حضرت قطب العرفان شاہ سید خواجہ قطب الدین احمد ہاشمی صابری رحمۃ اللہ علیہ کے مجالس میں بعض مواقع پر پڑھی گئی تھی۔ وہ اس مابعد پچاس سالہ دور میں دستیاب نہ ہو سکی مگر اس کی طلب جاری رہی۔ الحمد للہ ۱۹۹۱ء کے دوران اپنے ہادی برحق پیر طریقت علیہ الرحمہ کے خلیفہ رشید حضرت الحاج سید شاہ خواجہ معین الدین صاحب صابری ہاشمی برکاتہم العالیہ کے ہمراہی میں پاک پٹن شریف میں عرس حضور بابا گنج شکر علیہ الرحمہ میں حاضری کا موقع نصیب ہوا۔ وہاں کے ایک کتب خانہ سے حقیقت گلزار صابری کتاب کے چوتھے ایڈیشن کی جلدیں جو مولف محترم علیہ الرحمہ کی اولاد کی وہاں منتقلی سے وہاں کے پریس میں طباعت عمل میں آئی ہے چند جلد حاصل کرنے کا موقع نصیب ہوا۔ ☆

تشکر

آرزوں اور تمناؤں کی روشنی میں اس صحیفہ صابری کی ترتیب و اشاعت جو فیضان ولایت ٹرسٹ کا گراں قدر سرمایہ ہوگی اس کی پیش کش کے سلسلہ میں میری رہنمائی اور حوصلہ افزائی کیلئے سلسلہ صابریہ کے قابل ناز پیر طریقت حضرت الحاج سید شاہ خواجہ معین الدین صاحب صابری ہاشمی مدظلہ کا مرہون منت ہوں۔ نیز آپ کے خلیفہ مکرم محترم المقام مولانا ڈاکٹر حافظ سید شاہ بدیع الدین صاحب کامل جامعہ نظامیہ و لیکچرار شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ اور اپنے ہمدرد و دمساز جناب محترم قمر الدین صاحب صابری یم اے ایڈوکیٹ و ریسرچ اسکالر شعبہ اردو حیدرآباد یونیورسٹی کی جانب سے کتابت میں تصحیح اور تعاون کا شکر گزار ہوں۔ نیز طباعتی اخراجات میں روایتی فراخدلی کے ساتھ عزیز مکرم جناب سلطان احمد صاحب صابری چنوری مستاجر و قائد کانگریس کے ساتھ اپنے چاروں لڑکوں ڈاکٹر احمد ابوالقاسم عرفان صابری، ڈاکٹر احمد ابوالحسن نعمان صابری، احمد ابوالمعالی سلمان صابری سیول انجینئر اور احمد ابوالحسن حسان صابری لیکچرار یوپی یم اور برادر عزیز جناب عبدالقادر عزیز صابری مقیم امریکہ ان کی بہنوں بھانجیوں اور ڈاکٹر اعجاز سجانی حیدرآبادی فرزند جناب غلام جیلانی صاحب صابری اور نظام آباد کے برادران طریقت میں سعید میاں صابری اور اختیار الدین میاں صابری کا مشکور اور ان سب کی سرفرازی کا آرزومند ہوں۔

امان علی ثاقب صابری عفی عنہ

فہرست

باب	فہرست	صفحہ نمبر
۱	پیش خبری سرکار مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ و سرکار محبوب سبحانی غوث الصمدانی رضی اللہ عنہ	۱
۲	احوال پیش خبری بموجب ارشاد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ہفت حضرات خلفائے راشدین سلسلہ تعلیم باطنی حضرت سرور کائنات میں سے کہ انہی حضرات سے تعلیم طریقت میں سلسلے جاری ہیں	۵
۳	احوال پیش خبری حضرت مخدوم علی احمد صابر و ولادت شاہ عبدالوہاب صاحب جدامجد حضرت مخدوم صابر پاک	۱۱
۴	احوال ولادت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ و تعلیم کیفیت باطن سلسلہ حنفیہ روح جذبیہ کشف کونیہ صفاتی	۱۳
۵	احوال حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب کے حالتِ سلوک میں ہرات پہونچنے کا	۱۷
۶	احوال نکاح شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضور مخدوم صابر پاک رحمۃ اللہ علیہ و کیفیات عجائب ایام حمل	۲۴
۷	احوال ولادت باسعادت و کرامت اور شیر خواری حضور مخدوم صابر پاک اور مولوی برہان حاجی حاسد کے قتل ہونے کا	۳۱
۸	احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا بعد وفات والد ماجد کے اور بعد ظہور خوارق عجیبہ کے پاک پٹن شریف کو جانے کا	۴۱
۹	احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا حضور بابا صاحب گنج شکر کے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اجازت سے مشرف ہونے کا	۴۸
۱۰	احوال حضرت مخدوم صابر پاک کے لنگر تقسیم کرنے کا	۵۱
۱۱	احوال حضور بابا صاحب گنج شکر کے تین فرزندوں کے وفات پانے کا	۵۴

۱۲	احوال والدہ ماجدہ حضور مخدوم صابر پاک کا ہرات سے آنا اور حضرت مخدوم صابر پاک کے عقد نکاح کرنے کا	۵۷
۱۳	احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی بیعت حوالت خاندان چشتیہ میں حاصل کرنے کا اور حضرت خواجہ نظام الدین صاحب کی بیعت توبہ کا اور مخدوم پاک کی مہر ولایت کے افشائے عام ہونے کا	۶۲
۱۴	احوال حضرت مخدوم صاحب کے کلیر شریف جانے اور مسجد کو الٹنے کا	۷۰
۱۵	احوال سب اولیائے ہم عصر کے نزول کیفیت ہو جانے کا اور حضرت مخدوم پاک کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا اور آتش قہر سے زمین کلیر کے جلنے کا	۹۰
۱۶	احوال خلفاء و حاضرین مجلس بابا صاحب کا حضرت مخدوم پاک سے کلیر شریف میں فیضیاب ملازمت ہو کر حضور بابا صاحب کی خدمت میں آنے کا اور پیش خبری مندرجہ مکتوبات نطاب "کربت الوحدت" اور "احدیت المعارف" کے	۱۰۰
۱۷	احوال خلافت حضرت خواجہ سید نظام الدین محبوب الٰہی سلطان المشائخ رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۵
۱۸	احوال حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں جناب خواجہ شمس الدین صاحب کے حاضر ہونے کا	۱۰۸
۱۹	احوال وفات حضرت بابا صاحب کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے تبرکات لانے کا	۱۱۵
۲۰	احوال حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کا پاک پٹن شریف جا کر حضرت بابا صاحب کا دفینہ ثانی کرنا اور وہاں سے دہلی واپس آکر حضرت مخدوم صاحب کے پاس جانے کا اور حضرت مخدوم کا حضرت شمس الدین صاحب کو خلافت دینے کا	۱۲۷
۲۱	احوال حضرت خواجہ نظام الدین صاحب سلطان المشائخ کا حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت سے اجازت تعلیم کیفیت ولایت روح جذبیہ باطن کے لینے کا اور حلیہ مبارک حضرت مخدوم پاک کا	۱۳۵

۲۲	احوال تیاری بہشتی دروازہ روضہ منورہ حضرت بابا گنج شکر کا پاک پٹن شریف میں حضرت سلطان المشائخ کے ہاتھ سے اور شروع ہونا لنگر کا دہلی میں	۱۳۹
۲۳	احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت کا حکم حضرت مخدوم صابر پاک چھ سال کا حبس کبیر ادا کرنے کا	۱۴۴
۲۴	احوال حضرت شاہ ولایت کا حبس کبیر سے باہر آنے کا حکم حضرت مخدوم صابر پاک کے	۱۴۸
۲۵	احوال احکامات وصیت آمیز حضور مخدوم صابر پاک کے اور حضرت شاہ ولایت کے سوالات	۱۵۱
۲۶	احوال حضرت حضرت شمس الدین صاحب کا حکم حضرت مخدوم پاک قلعہ آمیر کو جانے کا	۱۶۴
۲۷	احوال حضرت شاہ ولایت کا کلیر شریف آنے کا اور حضرت مخدوم پاک کی وفات اور تکفین اور نماز جنازہ کا اور دو سنگ سرخ سے برزخ کبری کی صورت بنا دینا اور حضرت شاہ ولایت کے جانے کا	۱۷۱
۲۸	احوال حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کا صحرائے شہر فرخار میں پہنچ کر بیدار ہونے اور سیر کرتے ہوئے پانی پت پہونچنے کا	۱۷۷
۲۹	احوال بیعت نہ کرنے مجیب النساء کا خلفائے قطب عالم سے بہ سبب دفینہ نہ ہونے حضرت بادشاہ دو جہاں کا اور حال وجد میں حضرت قطب عالم کے غائب رہنے کا	۱۸۵
۳۰	احوال حضرت قطب عالم کا خرقہ اور چادر میں آنے کا اور مجیب النساء کا گنگوہ آنا بعدہ اولیاء اللہ و خلق کا واسطے دفینہ مخدوم پاک حد بارہ کوس زمین سوختہ پر حاضر ہونے کا	۱۹۱
۳۱	احوال حضرت قطب عالم صاحب کے ہمراہی اولیائے ہم عصر واسطے دفینہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کلیر شریف جانے کا	۱۹۸
۳۲	احوال صدور خوارق عجیبہ و فیضان مزار اقدس حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۱

۳۳	حال حضور مخدوم پاک سلطان الاولیا کا بعد وصال حضرت شاہ ولایت کی محفل راگ میں حالت استغراق کے دوران تشریف لانے کا	۲۲۷
۳۴	احوال حضرت شاہ نور الحق احمد عبد الحق صاحب ردولوی زندان پیر کا حسب الطلب حضرت بادشاہ جہاں کے توشہ لینے کے واسطے کلیر شریف جانے کا	۲۲۹
	منقبتی حصہ	۲۳۶
۳۵	شان مخدوم صابر پاک رحمتہ اللہ علیہ کا (۱) منقبت حضور شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر حضرت غریب نواز رضی اللہ عنہ	۲۳۷
۳۶	منقبت حضور قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی اولین الارواح رحمتہ اللہ علیہ	۲۳۹
۳۷	منقبت حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک رحمتہ اللہ علیہ	۲۴۱
۳۸	منظوم احوال شان حضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمتہ والرضوان و نظارہ بارگاہ کلیری	۲۴۳
۳۹	بہار آستانہ صابر پیا	۲۵۳
۴۰	نظارہ کلیر نگر	۲۵۵
۴۱	پہلی حاضری کے موقع پر نذر عقیدت	۲۵۷
۴۲	جذبات حضوری بہ آستانہ	۲۵۸
۴۳	محسوسات حاضری آستانہ	۲۶۰
۴۴	التجائے غلام حضور مخدوم پاک	۲۶۱
۴۵	مناقب حضور مخدوم پاک	۲۶۳
۴۶	عرض ثاقب غلام	۲۶۷
۴۷	عظمت پرچم صابری	۲۷۲
۴۸	سلام حضور مخدوم پاک علیہ الرحمتہ والرضوان	۲۷۴
۴۹	تاثرات	۲۷۶

حق حق حق --- یا حی ھو

سوانحی حصہ

شان مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ

باب (۱)

پیش خبری سرکار مخدوم دو جہاں صابر پاک علیہ الرحمۃ و سرکار محبوب سبحانی غوث الصمدانی رضی اللہ عنہ، بحوالہ حقیقت گلزار صابری ص ۵۹

حضرت سیدنا امام جعفر صادق کشف العلمین علیہ السلام اپنی تصنیف مکتوب کتاب موسوم "کشف الغیوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ شب جمعہ تاریخ گیارہویں ماہ رجب ۱۴۰ ہجری کو میں تلاوت درود شریف وہی میں مشغول تھا اور قریب نصف شب گزر چکی تھی کہ خلاف عادت غلبہ نوم کا نہایت طاری ہوا۔ ہر چند چاہتا تھا کہ معمول کے مطابق تلاوت کر لی جائے لیکن کسی طرح غلبہ نوم سے نجات نہیں ملی لاچار ہو کر کیفیت باطن کی طرف متوجہ ہوا۔ اس وقت باطن سے الہام ہوا کہ ترک کرو اس تلاوت کو اور رجوع ہو جاؤ عالم رویا کی طرف کہ اسرار عجیبہ کا معائنہ ہونے والا ہے۔

اسی کیفیت میں عالم ملکوت منکشف ہوا اور بہت جلد عالم ملکوت سے عالم جبروت میں گزر ہوا۔ جہاں ایک باغ دیکھا کہ ہر ایک درخت کی شاخ و برگ کے انوار کی لمعات تجلی طور سے مشابہ ہیں اور وہاں کی بہار فرحت خیز روح کو ایسی تر و تازگی بخش رہی ہے کہ اس کے سرور سے کیفیات عرفان فرما رہے ہیں اور ملائکہ اپنے اپنے محل پر تسبیح اور تحمید میں مشغول ہیں اور ارواح حضرات انبیاء علیہم السلام و الصلوٰۃ علیٰ نبینا منتظر کسی ایسے امر کے ہیں کہ جس کے انکشاف پر قدرت حاصل نہیں اور ارواح حضرات اولیاء رحمۃ اللہ علیہم (جو عالم ناسوت سے رحلت فرما چکے تھے) بہ زبانِ حال فرما رہے ہیں کہ کاش ہم بھی یہ کیفیت عالم حیات میں حاصل کرتے اور ارواح حضرات اولیاء (جو عالم ناسوت میں تشریف رکھتے تھے) ان پر یہ حال طاری ہے کہ ایک لحظہ کسی کو ایک حال پر قرار نہیں طرفۃ العین میں کسی کو مرتبہ حضرت وحدت سے ساتھ ایسی کیفیت لطیف کے وصل ہوتا ہے کہ اسی وقت ہر ایک بصورت حبیب خدا احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کر فنا فی الرسول ہو جاتے ہیں اور ایک سانس لینے کے بعد اس حال سے فراغ ہونے نہیں پاتا کہ مرتبہ احدیت صرفہ میں ایسی کیفیت عجیب سے قرب ہوتا ہے کہ عالم ناسوت میں حضرت شیخ کی تعلیم سے

مطلع ہو کر ایک مدت تک مشتاق اور متمند اس تجلی ذاتی کے ہورہے تھے اور ارواح حضرات اولیائے زمانہ استقبال کی تجدید ہورہی ہے یہ حال دیکھ کر میں نے ایک جگہ تامل کیا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے پاس آکر مجھ سے فرمایا کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے منتظر ہیں اور وہاں پر یہاں سے زیادہ عجائبات کا مشاہدہ ہوگا اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مجھ کو اپنے ہمراہ لے گئے دیکھا کہ ایک موتی کا خیمہ ایستادہ ہے اور اس میں تختِ تجمل بچھا ہے اس تختِ تجمل پر حضرت سرورِ کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور گیارہ حضرات اہل بیت عظام اور صحابہ کرام میں سے حاضر ہیں۔ مجھ کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے فرزند تین روز بعد تو بھی ہمارے پاس آجائے گا مگر معائنہ اور مشاہدہ اس عالم کا عالم ناسوت میں قلمبند کر کے آنا چاہیے۔ یہ ارشاد سن کر میں آداب بجالایا اور قصد بیٹھنے کا کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اپنے سامنے تخت مبارک کے بٹھلایا تھوڑے عرصہ میں دیکھا کہ محفل چاروں طرف بیٹھی ہوئی ہے اور دو ارواحِ مقدسہ آگے پیچھے آتے آتے قریب تخت مبارک کے آپہونچے جو روح اطہر کہ آگے تھی۔

اس میں لون سفید مثل الماس کے منور تھا اور دوسری روح اقدس جو پیچھے
تھی اس میں لون سرخ مثل یاقوت کے لمعان تھا پہلی روح کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ الفاظ زبان مبارک سے فرماکر اپنے سیدھے زانو
پر بٹھالیا۔

وَالتَّقْضَغَامُ الْمُبَعْطُق اور دوسری روح کو یہ الفاظ فرما کر اپنے بائیں
زانو پر بٹھالیا۔ عم خذم و یلحدب امصر اور حضرت امام حسن اور امام
حسین رضی اللہ عنھما کی جانب خطاب کر کے فرمایا قرۃالعینین، جس وقت
ہم سب نے تمہاری شہادت کے محضر نامہ پر بخوشنودی مہرلگادی تھی۔
عین عالم خیال پریشانی امت میں جبرئیل امین علیہ السلام نے خوشخبری سنائی
تھی کہ ان دونوں شہیدین کی اولاد میں دو ارواح ساتھ شانِ جمال و جلال کے
پیدا کی جائیں گی جن کے باعث تاقیام عالم مستحکمی اسلام کی رہے گی وہ
دونوں ارواحِ مقدسہ یہی ہیں جو روح کہ سیدھے زانو پر بیٹھی ہے صاحب
مقام فنا فی الرسول کی ہے کہ مرتبہ نبوت کہلایا جاتا ہے نبوت شان رحم کی
ہے نام اس کا عالم ناسوت میں غوث پاک قطب عالم ہوگا اس روح کو
میرے جسم سے مناسبت ہے اس سے ارشاد عظیم ظہور میں آئے گا اور یہ
روح جو بائیں زانو پر بیٹھی ہے ظہور اس کا بعد غوث پاک قطب عالم کے

ہوگا نام اس کا مخدوم علی احمد صابر ہوگا اس کو مرتبہ ولایت کا اتم حاصل ہوگا کہ ولایت شانِ قہر کی ہے اس سے تخریب منکرین اور حاسدین دین کی ہوگی۔ یہ فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تخت سے نیچے تشریف لائے اور مجھ کو حالت نوم سے افاقہ ہوا۔ (ماخوذ از صفحہ ۹۰۔ ۹۱۔ حقیقت گلزار صابری)۔

باب (۲)

دیگر احوال پیش خبری بموجب ارشاد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

ہفت حضرات خلفائے راشدین سلسلہ تعلیم باطنی حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں سے کہ انہی حضرات والا صفات سے تعلیم طریقت میں سلسلے جاری ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب نطاب "شہاب المعرفت" میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب نطاب "مجاہدۃ الوحدت" میں اور حضرت عثمان بن عفان جامع القرآن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مکتوب نطاب "کلیات الحیات" میں اور حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ وجہہ نے اپنے مکتوب نطاب "قوی القدرت"

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے مکتوب نطاب " طول المعظم " اور حضرت عبدالعزیز مکی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے مکتوب نطاب " قوی القربت " میں اور کتاب ظاہری اجمال الکرامت میں ایک روایت پیش خبری حضرت غوث پاک قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب قدس سرہ العزیز کی متفق اللفظ و المعنی تحریر فرمائی ہے ۔ اور حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کہ صاحب مکتوب نہیں ہیں اس لئے بحوالہ مذکورہ حضرات صاحب مکتوبات تحریر کیا جاتا ہے کہ شب جمعہ تاریخ تیرھویں ماہ ربیع الاولی ۱۰ ہجری کو حضرت رسالت پناہ احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء سے فارغ ہو کر ہمکو اپنے ہمراہ لیکر جانب مسقط روانہ ہوئے ۔ قریب پانچ ہزار قدم جاکر ایک درخت کیکر کا تھا اس کے نیچے قیام کیا اور وہاں تین درخت خرمہ کے باہم دگر اس قدر وصل سے تھے کہ شرق سے غرب کو ستر قدم اور غرب سے شمال کو ۷۰ قدم اور شمال سے مشرق کو پندرہ قدم ۔ تھوڑے عرصہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ تفریح خاطر فیض مآثر کے اسی حدود میں پھرتے رہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ تعلیم طریقت کی بعد آپ کے کس طرح پر مسلوک رہے گی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ خدا نے تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کرلیا ہے کہ تیری امت تیرے اولیاء کے وجود کی برکت اور ان سے سلسلہ تعلیم طریقت کے سبب ہرگز پریشان نہ ہوگی اور تھوڑی دیر تامل فرماکر ارشاد فرمایا کہ جو تعلیم تم کو دی گئی ہے اس سے جداگانہ دو طرح پر طریقت کی تعلیم تاقیام عالم جاری رہے گی اور ہر ایک مجدد اپنے اپنے زمانہ کا بموجب حکم الہام باطن کے تجدید ایک دوسری تعلیم کی کیا کرے گا۔ "کل یوم ھو فی شان" کا مرتبہ اسکو حاصل ہوگا۔ گاہے طالب کو اسفل طبیعت سے مرتبہ ذات احدیت صرف تک سیر عروجی اور گاہے طالب کو مرتبہ ذات احدیت صرف سے اسفل طبیعت تک سیر نزولی کی تعلیم ہوگی۔

اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھکو خوب تحقیق ہے کہ جب خالق ارواح نے علم ازل میں روحوں کو چار صف قائم کر کے اول صف میں انبیاء علیہم السلام اور دوسری صف میں اولیاء اور تیسری صف میں تابعین اور تبع تابعین اور چوتھی صف میں عوام الناس کی روحوں کو کھڑا کیا تھا اور حکم فَاسْجُدُوْا کا دیا تو روح غوث پاک قطب عالم نے صف اولیاء سے بڑھ کر میرے کف پا پر سجدہ کیا تھا کہ

جبرئیل امین نے اس کو پروں سے اٹھاکر اس کی جگہ صف اولیاء میں پہونچادیا وہاں پر اس نے یعنی روح غوث پاک قطب عالم نے میرے کف پا کے تصور پر سجدہ کیا اور اسی طرح تینوں مرتبہ یہی معاملہ ہوا مگر یہ راز سوائے عارف کے کسی کی سمجھ میں نہیں آئے گا اور روح مخدوم علی احمد صابر نے صف اولیاء میں سے بڑھ کر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پاس جاکر سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے اس کو بھی پروں میں اٹھاکر اس کی جگہ صف اولیاء میں پہونچادیا اور دوسری مرتبہ پھر صف اولیاء میں سے بڑھ کر حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس سجدہ کرنا چاہا تھا کہ جبرئیل امین نے پروں میں اٹھاکر اس کی جگہ پہونچایا اسی طرح تین مرتبہ یہی معاملہ ہوا۔

غوثِ پاک قطب عالم کو کہ مہر مصطفوی قریب پیشانی کے کہ محل لطیفہ مصطفوی مقام نبوت یعنی فنا فی الرسول کا ہے عطا ہوئی کہ وہ لطیفہ اول غوث پاک قطب عالم کو روشن ہوگا اور مخدوم علی احمد صابر کو مہر ولایت کی پس پشت نیچے سیدھے شانہ کے جگر کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے مرحمت ہوئی کہ وہ لطیفہ اول مخدوم علی احمد صابر کو منور ہوگا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے التماس کیا کہ یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں ارواحِ مقدسہ کا ظہور کس زمانہ میں ہوگا اور ان کی کیفیت کیا ہوگی؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ دونوں اولاد علی مرتضیٰ میں حسنی اور حسینی ہوں گے اور ان جیسا کوئی مجدد نہ ہوگا اور علی مرتضیٰ سے وردِ حرزیمانی سیف اللہ کی اجازت بہ اجازت بترکیب معنوی و روحی ساتھ صفاتِ جلالی و جمالی کے پہونچے گی اور تاقیام عالم ان کے اہل خاندان کے ورد میں رہے گا اور ظہور غوث پاک قطب عالم کا زمانہ ۴۷۱ ہجری میں ہوگا۔ اور شان رحم اور قہر کی برابر ہوگی اور ظہور مخدوم علی احمد صابر کا اولاد میں غوث پاک قطب عالم کے زمانہ ۵۹۲ ہجری میں ہوگا اور شان قہر شان رحم سے زیادہ ہوگی اور یہ دونوں جس کو چاہیں گے اول ہی مرتبہ میں حضرت واحدیت سے آشنا کر کے بار دوم حضرت وحدت سے مستفیض کرا کر بار سوم حضرت احدیت صرفہ میں محویت تامہ حاصل کرادیں گے اور انہی تینوں مقامات میں طالب کو سَیرِ اِلَی اللہ اور فِی اللہ اور مِنَ اللہ اور مَعَ اللہ کا سیاح کر کے ہر چار قلب یعنی سیرت اور صنوبر اور ابرت اور مدوّر کو منور کرادیں گے اور ہر ایک شیخ وقت اپنے اپنے زمانہ میں پابند اس امر کا ہوگا کہ جب تک طالب کی گردن پر قدم غوث پاک

قطب عالم کا اور مہر مخدوم علی احمد صابر کی خلافت نامہ ولایت پر عالم
جبروت میں معائنہ اور مشاہدہ نہیں کرے گا کسی طالب صاحب مجاز مرفوع
الاجازت اولوالعزم و المرتبہ شہنشاہ ولایت کو خلافت نامہ امامت کا عطاء نہیں
کیا کرے گا اور طالب خلافت نامہ امامت کا پانے ہوئے کو جب مقام فنا
فی الرسول کا تمام و کمال کو پہنچے گا خود بھی قدم غوث پاک قطب عالم کا
گردن پر اور مہر مخدوم علی صابر کی خلافت نامہ پر عالم جبروت میں معائنہ اور
مشاہدہ کرے گا اور شیخ وقت ہر زمانہ کا بغیر مشاہدہ و معائنہ ان دونوں امر کے
دیگر چند قسم کی خلافتوں میں سے طالب کو اپنے سلسلہ میں صاحبِ مجاز
کرنے کا مختار ہوگا۔ ☆

باب (۳)

احوال پیش خبری حضرت مخدوم علی احمد صابر

ولادتِ شاہ عبدالوہاب صاحب جد امجد حضرتِ مخدوم پاک

حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی رضی اللہ عنہ اپنے مصنفہ مکتوب نطاب "کربۃ الوحدت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ عقد نکاح سے چند ماہ بعد ایک شب عالم جبروت میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے غوث پاک قطب عالم خدائے عزوجل نے مجھ کو حسن اور حسین کے عوض میں ایک تجھ کو اور دوسرے مخدوم علی احمد صابر کو عطا کیا تھا۔ قریب ہے کہ وہ عبدالوہاب اور عبدالرحیم تیرے فرزند ابن فرزند سے ظہور کرے۔ صبح کو میں نے مکتوب نطاب حضرت امام جعفر صادق صاحب کشف العالمین اور حضرت امام موسیٰ کاظم گرفتن اسرافیل رحمۃ اللہ علیہم اور جمیع حضرات پیرانِ عظام سے احوال پیش خبری کا معائنہ کیا اور جس روز سے شاہ سیف الدین عبدالوہاب نے شکم مادر میں

قرار پایا تھا میں اس کی جانب پشت نہیں کرتا تھا اور اسی روز سے اکثر اوقات الہام اور القاء سے پیش خبریاں مخدوم علی احمد صابر کی صادر ہوا کرتی تھیں اور میں ان کو قلمبند کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ سترہویں ماہ شعبان ۵۱۲ ہجری کو شب پنجشنبہ درمیان مغرب اور عشاء کے شاہ سیف الدین عبدالوہاب تولد ہوئے اور گیارہ سال میں مجھ سے علوم ظاہری کو بھی تحصیل کر چکے کہ پھر خود درس پڑھایا کرتے تھے اور جب شاہ سیف الدین عبدالوہاب کی عمر چودہ سال کی ہوئی بتاریخ نہم ماہ رمضان المبارک ۵۲۶ ہجری کو بروز یکشنبہ وقت سہ پہر ان کا عقد نکاح بموجب حکم باطن مسماۃ شام بی بی بنت سید عثمان بغدادی بن سید عبداللہ بن سید اسمعیل بن سید شمس الدین اولاد حضرت امام محمد باقر صاحب حیات المعصوم رحمتہ اللہ علیہ کے منعقد کردیا اور بعد ایک سال کے جب ان کی عمر پندرہ برس کی ہوئی بتاریخ ۱۹ ویں ماہ جمادی الثانی ۵۲۷ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت عصر کے بیعت توبہ سے اپنے ہاتھ پر مشرف کر کے تعلیم کیفیت باطن سے فیضیاب کر کے ترقی کیفیت باطن میں متوجہ کردیا۔ عرصہ چار سال میں قرب حضرت واحدیت سے مستفیض ہوگئے اور رتبہ مستلزمہ قرب حضرت واحدیت کے حاصل کر چکے۔

بتاریخ ۲۲ ماہ رجب ۵۳۱ ہجری کو روز دوشنبہ وقت عصر کے مجلس عام

میں اپنے ہاتھ پر بیعت امامت و ارشاد سے اور نیز ہر دو خاندان حنفیہ علوی ولایت روح جذبیہ اور خاندان طوسیہ میں مشرف کر کے کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنا دیا اور مثال خلافت کی اہل مجلس کو سنا کر صاحب مجاز کر دیا اور مقامات مندرجہ مکتوب نطاب کُربۃ الوحدت کے معائنہ کرادے اور یہ مکتوب بھی ان کے تفویض کر دیا۔

باب (۴)

احوال ولادت حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہما و تعلیم کیفیت باطن سلسلہ حنفیہ روح جذبیہ کشف کونیہ صفاتی

(حقیقتِ گلزار صابری ص ۱۰۳)

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "مصور الودود" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ماہ ذیقعدہ ۵۴۱ ہجری کو روز دوشنبہ بوقت سہ پہر فرزند ارجمند عبدالرحیم عبدالسلام تولد ہوئے۔ روز اول سے آثار مجذوبیت کے پائے گئے جب عمر لائق مکتب کو

بھیجنے کی ہوئی اس قدر حواس درست نہ پائے کہ تعلیم علم ظاہر کی عمل میں آتی۔ اکثر غیب کا حال حالت جذب میں زبان پر آجاتا تھا تو بموجب اس کے ظہور میں آتا تھا اور میں نے بھی بموجب معمول حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی قبلہ و کعبہ کے ابتدائے حمل سے اپنے فرزند عبدالرحیم عبدالسلام کو کبھی پشت نہیں کیا اور اکثر اوقات حضرت والد ماجد قبلہ میرے فرزند عبدالرحیم عبدالسلام کو اپنے کنار شفقت میں لے کر پشت کو بوسے دیتے اس وقت ان حضرت ممدوح کو وجد ہوجاتا تھا اور بے اختیار فرماتے تھے الحمدللہ۔

اور جب حضرت موصوف عبدالرحیم عبدالسلام کو فرماتے میرے مست مجنوں جلالی یہ سن کر عبدالرحیم عبدالسلام حضرت محتشم کی گود میں سے اٹھ کر بھاگ جاتے تھے اور بعض اوقات عبدالرحیم عبدالسلام پر شدت غلبہ کیفیت جذب کی اس قدر ہوتی تھی کہ شطحات متواتر زبان سے صادر ہوتے تھے۔

جب عمر، عبدالرحیم عبدالسلام کی اٹھارہ سال کی ہوئی بتاریخ سترہویں ماہ ذی الحجہ ۵۵۸ ہجری کو بروز شنبہ بوقت مغرب میرے حضرت قبلہ و کعبہ

جناب معزی الیہ نے اپنے حضور میں بٹھلاکر عبدالرحیم عبدالسلام کو میرے ہاتھ پر بیعت توبہ و امامت اور ارشاد سے ایک وقت میں مشرف فرماکر کیفیات باطن ہر دو خاندان حنیفہ علوی یعنی حضرت محمد حنیف فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ کی تعلیم سے مستفیض کرایا۔ میں نے اپنی کلاہ اڑھاکر اپنے ہاتھ سے عمامہ سبز سر پر باندھا اور خرقہ پہنادیا اور ایک پٹکہ سرخ کمر سے باندھ کر مثال خلافت صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و المرتبہ اہل مجلس کو سناکر عطاء فرمائی۔ عبدالرحیم عبدالسلام اسی وقت سے کیفیت باطن کی ترقی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور غلبہ جذب ازلی خلقی نے اور زیادہ تعلی پکڑا، حواس و شکیب و خرد نے مفارقت کی تیرہ روز کے بعد بتاریخ یکم محرم ۵۵۹ ہجری کو شب پنجشنبہ وقت تہجد کے یَاھُوْ یَامَنْ ھُوْیَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّاھُوْ زبان سے کہتے ہوئے اور گریبان چاک کرتے ہوئے ایک طرف کو دوڑتے چلے گئے تھوڑی دور تک نظر آئے پھر نگاہ سے غائب ہوگئے۔ میں نے بموجب اپنے حضرت قبلہ و کعبہ علیم اللہ صاحب ابدال کو واسطے نگرانی احوال کے ان کے ہمراہ کردیا۔ مولف کتاب حقیقت گلزار صابری حضرت شاہ محمد حسن صاحب صابری رحمتہ اللہ علیہ ان دونوں خاندان حنیفہ علوی کی تفصیل یوں بیان فرماتے ہیں۔۔

کہ ایک سلسلہ رشیدیہ حضرت عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب موصوف سے منشق ہو کر حضرت مولانا شمس تبریزیؒ کو پہونچا اور بعد چند واسطوں کے حضرت سید اجمل امجد صاحب سے حضرت ابوالحسن ہنکاری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہوا اس تسلسل سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس کیفیت سے فیضیاب ہیں۔ حضرات اس سلسلہ کے صاحب کیفیت روح جذبیہ خدمات نقباء، رقبا، نجباء، ابدال، اوتاد، اغیاث و اقطاب پر مامور ہوتے ہیں اور حضرات رجال الغیب بھی کہ شمار میں تین سو گیارہ نفر ہیں اسی سلسلہ سے متعلق ہیں۔

دوسرا سلسلہ جلیلیہ حضرت عبدالجلیل صاحب شرقی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب ممدوح سے منفک ہو کر حضرت عبداللہ علمبردار کو حاصل ہوا اور بعد چند واسطوں کے حضرت جوز سراج صاحب سے حضرت شیخ ابوالحسن علی ہنکاری صاحب موصوف کو پہونچا۔ اس توسل سے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے زیب افزاء

ہوتے اور حضرات اس سلسلہ کے مجذوب صاحب کیفیت ولایت مغاق اور کشف کونی کے ہوتے ہیں۔

باب (۵)

احوال حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالت سلوک میں ہرات پہونچنے کا

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب " مُصُوَرِ اَلوَدُودُ " میں ارقام فرماتے ہیں کہ گیارہ مہینوں کے بعد بروز عید الاضحیٰ ۵۵۹ ہجری کو شب سہ شنبہ قبل نماز عشاء کے حضرت علیم اللہ ابدال نے واپس آکر بیان کیا کہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب چند روز ہوئے شہر ہرات میں پہونچے ہیں اور شیخ محمد بن اسحاق صاحب نے بموجب مضمون خط مرسلہ مولوی محمود صاحب عرف سلیمان کے مکان پر بہ تعظیم و تکریم ٹھہرایا ہے اور اب طبیعت پر جذب کا غلبہ نہیں ہے۔ تحصیل علوم ظاہری کا بھی خیال کرتے ہیں اور حضرت

عبدالرحیم عبدالسلام صاحب اپنی تصنیف مکتوب نطاب انوار الشهود میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں بتاریخ پنجم ماہ ذی الحجہ ۵۵۹ ہجری کو روز چہارشنبہ وقت نماز ظہر کے شہر ہرات میں داخل ہو کر ایک مکان پر جا کھڑا ہوا محمد بن اسحاق صاحب مکان نے مجھ سے میرا نام پوچھا اور پھر آبا و اجداد کا نام دریافت کیا اور مجھ کو اپنے مکان پر بکمالِ تعظیم و تکریم ٹھہرایا اور خط بنام مولوی محمود عرف سلیمان صاحب اولاد حضرت امیر المومنین سیدنا عمر فاروق ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ساکن بلدہ کھوتو وال ضلع ملتان کے اس مضمون کا ارسال کیا کہ میری خوبی قسمت سے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام بلاسعی و تلاش کے مجھ کو یسر آگئے ہیں اور میں نے آپ کی تحریر کے بموجب اپنے مکان پر ان کو فخر دارین سمجھ کر ٹھہرایا ہے۔

چند روز کے بعد حضرت محمد بن اسحاق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ آج حضرت مولوی مسعود صاحب یعنی شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العلمین قطب عالم اغیاث الہند رحمۃ اللہ علیہ کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کے والد بزرگوار حضرت مولوی محمود عرف سلیمان صاحب تمہارے یسر آجانے کی خوشخبری سن کر ادائے شکریہ خدائے عزوجل میں جاں بحق تسلیم ہوگئے اور انہی حضرت مرحوم و مغفور نے سابقہ خط میں تحریر فرمایا تھا

کہ میں نے ایک شب خواب میں دیکھا تھا کہ حضرت سید الانبیاء شہنشاہ دوسرا احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ عبدالرحیم اولاد غوث پاک قطب عالم سے شہر ہرات میں آتا ہے اس کا نکاح اپنی دختر ہاجرہ ملقب بہ بی بی خاتون جمیلہ کے ساتھ کردینا بموجب اس حکم معائنہ رویت سروری کے مولوی صاحب مرحوم و مغفور نے مجھ کو تمہاری تلاش کے واسطے تحریر کیا تھا اور ابھی وہ لڑکی تین برس کی عمر میں ہے۔

حضرت شیخ محمد بن اسحاق صاحب مکان اپنے مکتوب نطاب " ارکان الشہودین " اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب اپنی تصنیف تواریخ ظہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب قدس سرہ کو ان کے عقد نکاح شادی سے قبل دس برس اپنے پاس رکھا اور اس عرصہ میں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب تحصیل علوم ظاہری میں فضیلت حاصل کرچکے۔

محترم مولف کتاب حضرت شاہ محمد حسن صاحب صابری مختصر احوال حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا اس محل پر اسطرح بیان کرتے ہیں کہ حضرت شیخ ابوالعثمان مغربی رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب

نطاب " ورود نامہ " میں تحریر فرماتے ہیں کہ مجھ سے دو خلیفہ ہم نام تعلیم
کیفیت باطن سے فیضیاب ہوئے ایک محمد ابوالقاسم گرگامی سلسلہ طیفوریہ
اور انسیہ مفرد میں اور دوسرے ابوالقاسم کرمانی یعنی کشمیری سلسلہ جنیدیہ
میں اور محمد ابوالقاسم گرگامی کو کہ تین سو چوسٹھ برس کی عمر میں آکر مجھ سے
طالب ہوئے ۔ میں نے ایک ہی روز میں بتاریخ ششم ماہ ربیع الآخر ۳۶۴
ہجری کو بروز چہارشنبہ بعد نماز اشراق کے اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اجازت
اور حوالت اور امامت اور ارشاد سے خاندان انسیہ مفرد میں مشرف کر کے
کلاہ اپنی سر پر اڑھا کر اور عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنایا اور
مثال خلافت معہ جملہ اسناد خلافت نامجات اور تبرکات اور اوراد اور
مکتوبات نطاب اپنے اور پیران عظام سلسلہ موصوف کے عطاء کر کے
صاحب مجاز مرفوع الاجازت مثل اپنے کردیا اور محمد ابوالقاسم گرگامی میری
خدمت گزاری میں مصروف رہا۔

میں نے مدت مدید سے ایک بویام (پیالہ) سنگ زرد ایک درعہ مربع
کا ترشا ہوا اپنے پانی پینے کے واسطے مقرر کرلیا تھا اور مستحکم ارادہ کرلیا تھا
کہ اس مقدار سے زیادہ پانی اپنی عمر باقی ماندہ میں نوش نہیں کروں گا۔ اور
معمول یہ رکھا تھا کہ بعد فراغ اوراد منضبط اس بویام کے پانی پر ہر روز دم

کردیتا تھا اور بقدرِ مناسب اس میں سے نوش کرلیتا تھا اور اس کو لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ایک دیوار میں رکھا تھا۔ اس عہد کرنے کے سات برس بعد بروز جمعہ حالتِ بیداری میں، میں نے دیکھا کہ حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ساتھ انوار وحدت کے تشریف لائے اور اس بویام میں سے قدرے پانی نوش فرماکر تھوڑے پانی کی کلی اسی بویام میں ڈالدی اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے عثمان یہ پانی تیرے واسطے آب حیات ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ حد و قیداپنے نفس پر مقرر کر رکھی ہے زیادہ عرصہ تک اس کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو تو چاہے گا اس کے واسطے یہی باطن کا آب حیات ہوجائے گا۔ اتفاقاً ایک روز بتاریخ شب برات ۳۷۲ ہجری کو روز یکشنبہ بعد نماز عصر کے حضرت ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر اس بویام آب محفوظ پر پڑی اور نادانستہ اس نے ایک گھونٹ پانی اس بویام سے نوش کرلیا اور مجھ کو الہام باطن سے یہ معلوم ہوگیا۔ اسی وقت میں نے محمد ابوالقاسم گرگامی کو تکمیل تعلیم کیفیت باطن سے جس طرح پر کہ میرے ارادہ میں ایک عجیب راز اس بویام آب کے مخفی رکھنے میں تھا

مستفاد کر کے کہہ دیا کہ جو کچھ جناب باری کو منظور تھا وہ آج ظہور میں آیا یعنی ان کو عمر زیادہ معنوی و روحی قیومی آج بارگاہ خالق حقیقی سے مرحمت ہوئی اور اس وقت میں نے محمد ابوالقاسم گرگامی کے حق میں حضرت ذات احدیت سے استدعا کی کہ یا واہب العطایا، آج سے اپنے فضل و عنایت سے ابوالقاسم گرگامی کو ساتھ ترقیات مراتب باطنی کے اپنی ازدیاد محبت میں سلامت رکھیو اور اس کے سلسلہ کو تابقیام عالم جاری رکھیو۔

حضرت ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تواریخ ظہرت نامہ میں ترقیم فرماتے ہیں کہ میرے ایک سو سترہ نکاح ہوئے۔ جب زوجہ حاملہ ہوتی اور لڑکا پیدا ہوتا وہ لڑکا اور زوجہ دونوں فوت ہوجاتے تھے اسی طرح ایک سو سترہ اولادیں بھی ساتھ اپنی مادر کے فوت ہوئیں۔ بعد کو جب الہام باطن کے نکاح کرنا موقوف کیا اور جب عبدالرحیم عبدالسلام کو اپنے ہمراہ بلدہ کھوٹو وال علاقہ دیپالپور ضلع ملتان کو بموجب اغیاث الہند مسعود العالمین کے ان کی شادی کرنے کو لے گیا تھا اس وقت میری عمر کئی سو برس کی تھی۔

فقیر مؤلف کتاب شاہ محمد حسن صابری گزارش کرتا ہے کہ میرے جد امجد حضرت شاہ عبدالکریم صاحب قطب الدارین عرف ملا فقیر اخون صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت محمد ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ نے

بتاریخ انیسویں ماہ ذی قعدہ ۱۱۵۶ ہجری کو بروز دوشنبہ قریب دوپہر کے پانچویں تبت (پہاڑ) پر بقیود مستمرہ اور شروط مرعیۂ مرقوم الصدر کے صاحبِ مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و المرتبہ اس خاندان انسیہ مفرد میں معہ دیگر سرخاندان علومیہ ، عباسیہ ، انسیہ قربیہ میں مثل اپنے ممتاز فرمایا اور مثال خلافت معہ جملہ اسناد خلافت نامہ جات اور جملہ اوراد معہ گیارہ اسماء متبرکہ جو حضرت سرور کائنات اشرف الموجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرماتے تھے عنایت کئے اور اشغال و تبرکات و کمال لطف فرمائی اور چند روز حضرت موصوف میرے جد امجد صاحب جناب محمد ابوالقاسم گرگامی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے ۔ اکثر احوال عجیب اس جناب معزی الیہ کے اپنے مکتوب خطاب "حب الوجود" میں فرماتے ہیں ۔ *

باب (٦)

احوال نکاح حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب والد ماجد حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ و کیفیات عجائب ایام حمل

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب اپنے مکتوب نطاب " انوار الشھود " میں اور یہی مضمون حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی تواریخ ظہرت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۵۷۱ ہجری کو بروز سہ شنبہ حضرت ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ معہ علیم اللہ ابدال کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے ہمراہ واسطے نکاح کے بلدہ کھوتوں وال علاقہ دیپالپور ضلع ملتان کو حسب الطلب حضرت مولوی مسعود ملقب بہ حضرت گنج شکر شاہ شیخ فرید الدین مسعود اطلمین قطب عالم اغیاث الہند کے روانہ ہوئے بزور ولایت تیسرے روز بلدہ کھوتو وال میں پہونچے اور بتاریخ سترہویں ماہ جمادی الاخر ۵۷۱ ہجری کو شب پنجشنبہ وقت عشاء کے تقریب عقد نکاح کا انصرام اور انجام ہوا۔ اٹھارہ مہینوں تک وہاں مہمان رہے۔ بعدہ تینوں صاحب معہ اہل خانہ حضرت عبدالرحیم

عبدالسلام صاحب کے منزل بہ منزل شہر ہرات میں تشریف لائے اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب کے مکان پر بدستور سابق مسکن گزیں ہوئے شبانہ روز ارشاد تعلیم طریقت میں حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مصروف رہتے تھے اس عرصہ میں بتاریخ ۱۹ ویں ماہ ربیع الاول ۵۹۱ ہجری کو بروز دوشنبہ وقت عصر کے عبدالوہاب گمانی حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب سے داخل سلسلہ تعلیم طریقت کے ہو کر اپنی حقیقت کے طالب ہوئے۔

چالیس روز کے بعد مثال خلافت حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سے حضرت عبدالوہاب گمانی کا خلافت پانا مجاز مرفوع الاجازت مع جملہ اسناد خلافت نامہ جات اور تبرکات اور مکتوبات نطاب اور اوراد شبانہ روز حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب نے ان کو مرحمت فرمائے۔

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب " انوار الشہود" میں تحریر فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال کو جو میرے ہمراہ حضرت قبلہ و کعبہ دارین شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مامور فرمادیا تھا معرفت علیم اللہ ابدال کے اپنی خدمت کا احوال حضرت موصوف کے پاس ارسال کیا کرتے تھے اور وہاں کے احوال اور اشیاء

معنوتہ حضرت ممدوح اور تعلیم کیفیت باطن سے اکثر سرفراز ہوتا رہتا تھا
اسی طرح جو کچھ اسناد و خلافت نامجات اور تبرکات و اوراد اور مکتوبات
نطاب مجھ کو بروقت صاحب مجاز مرفوع الاجازت فرمانے کے حضرت شاہ
سیف الدین عبدالوہاب صاحب نے مرحمت کئے تھے اور میں حالت غلبہ
جذب میں وہیں چھوڑ آیا تھا سب میرے پاس آگئے ۔ اس عرصہ میں
مکتوبات نطاب حضرات اساتذہ یعنی پیرانِ عظام سے پیش خبری احوال
ولادت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے ساتھ تفصیل ہرگونہ کیفیات ظاہر و
باطن کی معائنہ کر کے پیش خاطر رکھے اور جس روز سے میں ساتھ عقد نکاح
کے منسلک ہوا تھا نور سرخ مثل یاقوت درخشاں کے میری پشت میں تا
ام الدماغ زیر و بالا آتا جاتا معلوم ہوتا تھا اس وقت مجھ پر ایک عجیب کیفیت
طاری ہوجاتی تھی چنانچہ بتاریخ گیارھویں ماہ ربیع الآخر ۵۹۱ ہجری کو بہ شب
جمعہ وہ نور سرخ میرے صلب سے منتقل ہو کر بطن مادر مخدوم علی احمد صابر
میں قرار پذیر ہوا اور اس شب وہ نور سرخ نہایت جلد جلد پے در پے زیر و
بالا کو آتا جاتا تھا کہ ایک لمحہ قرار نہ تھا بعد نماز تہجد کے حضرات ابدال اور
رجال الغیب میرے پاس آکر مبارکبادیاں دینے لگے اور صبح کو حضرات
رقبا، نجبا، نقبا، اغیاث اقطاب ہر ایک شہر و دیار و نواح کے بعض بہ جسد

اور اکثر یہ قوت روحانی کہ ان حضرات کو ستر جگہ ایک صورت سے پھرنے کا اختیار حاصل تھا۔ مبارکباد دینے کے واسطے میرے پاس تشریف لائے اور اسی طرح اولیائے ہم عصر بھی جو مرتبہ سلوک میں تھے تشریف لاکر مراسم تہنیت اور مبارکباد کے ادا فرماتے تھے۔

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس روز سے مخدوم علی احمد صابر نے حمل میں قرار پایا تھا اسی روز سے ہر ایک حضرات سالکان راہ حقیقت اور مجاذیب بادہ وحدت کو اس قدر مقام عروج کیفیت باطن کا حاصل تھا کہ کبھی کسی متقدمین کے احوال سے بھی یہ عروج سنا نہیں گیا اور بارہ مہینے نو روز مدتِ حمل میں ابتداء سے انتہاء تک یہی احوال رہا کہ اکثر اوقات شب کو اور بعضے روز دن کو بھی جوق درجوق حضرات رقبا، نقبا، نجبا اور ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور حضرات سالکین میرے مکان پر تشریف لاتے اور مخدوم علی احمد صابر کی طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور بیان کرتے کہ جس روز سے اس شہنشاہ مسند ولایت کا ظہور شروع ہوا ہے ایسی کیفیت عجیبہ کے آثار باطن میں صادر ہوتے ہیں کہ ان کا بیان ہو نہیں سکتا ہے۔ دل ہی اس مذاق باطن کا سرور اٹھاتا ہے اور جس طرح پر

کہ مجھ کو حمل قرار پانے سے قبل ایک نور اپنی پشت میں زیر و بالا آتا جاتا معلوم ہوتا تھا اور اسی طرح والدہ مخدوم علی احمد صابر کو نور سرخ مثل یاقوت درخشاں کے اکثر زیر ناف اور گاہے پس پشت اوپر سیدھے شانے کے جگر کے نیچے آتا جاتا نظر آتا تھا اور اکثر خواب میں لوگوں کو مخدوم علی احمد صابر سے باتیں کرتے دیکھتی تھیں اور جو کچھ مخدوم علی احمد صابر ان کو جواب دیتا تھا گاہے تمام گفتگو یاد رہتی تھی اور کبھی فراموش ہوجاتی تھی اور بیشتر اس گفتگو میں حضرات باتیں کرنے والوں کو اپنی حاجات ظاہرو باطن کے روا ہوجانے کا سوال ہوتا تھا اور کبھی مخدوم علی احمد صابر نے کسی سائل کا سوال رد نہیں کیا۔ اور میں نے بھی اکثر حضرات اہل باطن کی زبان سے یہ گفتگو بگوش خود سنی کہ ہم ایک مشکل اہم ضیقی باطن میں مبتلا تھے۔ شب کو عالم مثال میں چند روزہ بچہ نے ہم سے تردد اور تفکر کا باعث دریافت فرما کر اس ضیقی باطن سے نجات بخشی اور جب بارہ مہینے مدت حمل کو گزر گئے اور نو روز باقی رہے والدہ مخدوم علی احمد صابر نے شب کو جہر کرنے میں جانب جگر سے آواز "ظہور اللہ ہوں" سماعت کر کے مجھ سے بیان کیا۔ میں نے الحمد للہ کہہ کر مبارکباد دی اور بیان کیا کہ یہ آواز ذکر روح مخدوم علی احمد صابر کا ہے اور مکتوبات نطاب حضرات پیران

عظام میں یہ پیش خبری تحریر ہے چنانچہ نو روز تک وہ آواز اسی طرح روز بروز زیادہ ہوتی رہی۔

حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام صاحب اپنے مکتوب نطاب انوار الشہود میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم علی احمد صابر کے تولد ہونے میں تین روز باقی تھے کہ ایک شخص برہان حاجی حاسد بن منعم بن اقواص بن شیخ حفص بن شیخ عظیم الدین بن شیخ حماد بن احمد شوقی رجال الغیب کہ چار سو اناسی برس کی عمر میں فوت ہوئے اور محفل حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ مولوی برہان حاجی حاسد مذکور اسباب تجارت شہر ہرات میں لایا تھا مجھ کو دیکھ کر اور پہچان کر میرے جدامجد ممدوح کی مذمت کرنے لگا اور پہلے بھی اس مولوی برہان حاجی نے بغض و حسد سے دو کتابیں الویس تلویس، نام میرے جد امجد موصوف کی توہین میں تصنیف کی تھیں اور وہ کتابیں اہل روافض نے بطور دلیل کے اپنے پاس رکھی تھیں اور مولوی برہان حاجی مذکور میری ہلاکت اور ایذار رسانی کے درپے ہوا اور میں اس تردد میں غمگین و ملول اپنے مکان میں آیا۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے ملال کا سبب

دریافت کیا میں نے احوال مفصل بیان کیا کہ یہاں سے ایران قریب ہے اور اہل ایران میرے جد امجد کے دشمن ہیں میرے یہاں رہنے کا حال سن کر درپے ہلاکت ہوجائیں گے یہ احوال سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر نے معائنہ رویت شب کا بیان کیا کہ آپ کو غمگین پاکر کہا جاتا ہے ورنہ خود بخود کہنے کی ممانعت ہوگئی تھی۔ آج شب کو ایک بزرگ نے مجھ سے عالم مثال میں فرمایا کہ میرا نام غوث پاک قطب عالم ہے تجھکو بشارت دیتا ہوں کہ شب پنجشنبہ کو تجھ سے فرزند شان قہاری کے ساتھ پیدا ہوگا۔ نام اس کا مخدوم علی احمد صابر ہے اور عبدالسلام سے کہدے دشمن خدا کا مخدوم علی احمد صابر کے پیدا ہوتے ہی ہلاک ہوجائے گا اور تمام حاسدین ملک ایران کے قلب پر اس ہلاکت کی ہیبت سے عبرت ہوجائے گی۔ یہ نوید روح افزا سن کر خوش ہوا اور ادائے شکریہ جناب باری میں چار رکعت صلوۃ الصلوۃ ادا کیں۔۔ *

باب (۷)

احوال ولادت باکرامت اور شیر خواری حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب اور مولوی برہان حاجی حاسد کے قتل ہونے کا

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب اپنے مکتوب نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک شب قبل ولادت سے وقت جہر کے آواز بہت واضح "ظہور اللہ ہوں" سماعت کیا جاتا تھا۔ بتاریخ انیسویں ماہ ۰ ماہ ربیع الاول ۵۹۲ ہجری کو شب پنجشنبہ وقت تہجد کے پہر رات باقی رہے مخدوم علی احمد صابر تولد ہوئے اور اس وقت بلا تامل ایک طرفۃ العین میں برق خشک آسمان سے بآواز لاالہ۔ مولوی برہان حاجی حاسد کے سر پر گری کہ اسی وقت گردن قلم ہوگئی۔ ایک سانس لینے کی بھی فرصت نہ ملی۔ فی الفور فی النار والسقر ہوا جب اس قہر الہی کے نزول کی خبر ایک سے دوسرے کو ہوکر شہرت پذیر ہوئی تمام شہر ہرات پر زلزلہ ہوگیا اور ہر اقلیم و دیار میں جو اس خبر ہیبت اثر کو سنتا تھا مبہوت و پتھر ہوجاتا تھا اور اس واقعہ صولت طراز ہیبت پرداز کو سن کر اکثر روافض جوان کتابوں پر عمل رکھتے تھے میرے پاس حاضر ہوکر داخل سلسلہ تعلیم طریقت کے ہوئے۔

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب نطاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت مسماۃ بصری بنت طیاف بن ہاشم بن ابراہیم بن شیخ جمیل بن شیخ ابوالعباس بن احمد عربی دایہ نے مخدوم علی احمد صابر کو دیکھا تو سر مبارک کعبۃ اللہ کی جانب تھا۔ دایہ نے واسطے غسل دینے کے بغیر وضو جو قصد ہاتھ لگانے کا کیا آگ قاہرہ جسم میں پیدا ہوئی کہ اس کی سوزش سے توبہ کر کے خائف علیحدہ کھڑی ہو گئی۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے ہدایت کی کہ اے دایہ تجھ کو معلوم نہیں کہ یہ لڑکا اولاد حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی حسینی کریم الطرفین رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اور اس کی پیش خبری سے ایک دفتر مرتب ہے۔ جلد وضو کر اور صلوۃ و استغفار پڑھ کر واسطے غسل کے ہاتھ لگا۔ دایہ نے بموجب تعلیم کے تعمیل کی اور مخدوم علی احمد صابر کو بعد غسل کے کفنی پارچہ متبرکہ حضرت جدامجد ممدوح سے پہنائی اور گود میں لٹایا۔ مخدوم علی احمد صابر نے جو نظر جانب آسمان کے واکی اور جوں ہی نگاہ مکان کی چھت پر پڑی فی الفور ایک شدید آواز بلند ہوا اور اس مکان کی پختہ چھت شق ہو گئی۔

حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان نے وہ آواز بے تاب سن کر

والدہ مخدوم علی احمد صابر سے بآواز کہا کہ اے دختر نیک اختر جلد لڑکے کو مکان سے باہر لے آکہ مکان زمین پر گرا چاہتا ہے اس گفتگو میں تھے کہ چھت پختہ مکان کے اوپر کو اٹھ کر پس پشت مکان کے جا پڑی آسمان صاف نظر آنے لگا اور ابر کے سے ٹکڑے رنگ سرخ مثل یاقوت لمعان کے آسمان سے آتے اور جسم مقدس مخدوم علی احمد صابر کو ہم آغوش کر کے آسمان کو لوٹ جاتے تھے ۔ اور ان ٹکڑوں میں روشنی اور خوشبو، نہایت لطیف سارے مکان میں محیط ہو گئی تھی اور تھوڑے عرصہ میں وہ خوشبو اور روشنی تمام شہر میں پھیل گئی اور لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے ۔ چنانچہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ اس روشنی اور خوشبو کو سمجھ کر اپنے مکان سے میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا دیکھو تو آسمان پر کیا تجلی ہو رہی ہے ۔ میں نے بھی نوید ولادت مخدوم علی احمد صابر اور آمد ابر کے ٹکڑوں کی بیان کی اور دکھلائے صبح تک یہی حال رہا اور وقت طلوع آفتاب سے حضرات رجال الغیب اور ابدال اور رقبا و نجبا و نقباء اور اغیاث و اقطاب حضرت مخدوم علی احمد صابر کے دست و پا کو بوسہ دے کر شرفیاب ہوتے تھے اور حضرات سالکین پیشانی مبارک اور قلب کو چومتے تھے اور اس کیفیت لازوالی میں مست ہو کر وجد کرتے تھے ۔

حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ
مخدوم علی احمد صابر نے چھ مہینے چالیس روز کامل شیر والدہ نوش نہیں کیا۔
آثار تنبیہ (ایک اصطلاح صوفیہ مراد ظہور فعل ازلیہ) صبر و قناعت کے
روز اول ہی سے شروع ہوئے بوجہ شیر نوش نہ کرنے کے پستان والدہ
مخدوم علی احمد صابر پر ورم آگیا تھا اور بہ انتظار اس امر کے کہ کل کے روز
شیر نوش کریں۔ علاج بند ہونے شیر کے نہیں کیا جاتا تھا اور بخیال اس
کے کہ کوئی فعل اس اسعد السعداء کا حفاظتِ ذات، دافعِ بلیات سے خالی
نہیں تھا۔ تدبیر شیر نوش کرنے کی بھی عمل میں نہیں آئی۔ بتاریخ سلخ ماہ
ذی قعدہ ۵۹۲ ہجری کو وقت نماز مغرب کے میں نے بموجب حکم عالم مثال
کے چار رکعت نماز صلوٰۃ الصلوٰۃ شکریہ ادائے آثار صبر میں ادا کیں اور مخدوم
علی احمد صابر کے چہرہ منور پر بوسہ دے کر اکیس مرتبہ یا شیخ عبدالقادر
جیلانی شیئاً للہ مدد باذن اللہ تلاوت کر کے مخدوم علی احمد کے قلب پر دم
کردیا۔ مخدوم علی احمد صابر نے بہ برکت اس اسم اعظم کے معاً شیر نوش کیا
اور ایک سال کامل یوم ولادت سے مخدوم علی احمد صابر نے یہ معمول رکھا
کہ ایک روز شیر نوش فرماتے تھے اور ایک روز صائم رہا کرتے تھے جب
مخدوم علی احمد صابر دوسرے سال میں شروع ہوئے دو روز کے بعد

تیسرے روز شیر نوش کیا کرتے تھے اور دو روز صابر صائم رہا کرتے تھے۔

حضرت کے والد ماجد یہ بھی تحریر فرماتے ہیں کہ ہر روز دو چار خوارق عجیبہ مخدوم علی احمد صابر سے سرزد ہو جاتے تھے۔ چنانچہ ایک روز بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاخر ۵۹۳ ہجری کو بروز سہ شنبہ بعد نماز صبح کے مراقب بیٹھا ہوا تھا کہ ایک سانپ میرے اوپر آپڑا میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو مہیب شکل کا سانپ سر سے دم تک دو ٹکڑے چرا ہوا پڑا ہے ایک ٹکڑا اس میں سے تڑپ کر میرے اوپر آیا ہے اور دوسرا ٹکڑا زمین پر پڑا ہوا ہے اور مخدوم علی احمد صابر اس چرے ہوئے سانپ کے ٹکڑے کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے والدہ مخدوم علی احمد کو خواب سے جگایا اور دونوں ٹکڑے سانپ کے معائنہ کرائے والدہ مخدوم علی احمد صابر نے بیان کیا کہ ابھی میں خواب دیکھ رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر مجھ سے کہہ رہا ہے کہ آج سے کوئی سانپ میرے اہل خاندان کو نہیں کاٹے گا اور نہ سانپ کا زہر کسی پر اثر کرے گا میں نے سانپوں کے بادشاہ کو مار ڈالا ہے اور تمام سانپ روئے زمین کے مجھ سے خائف ہو کر عہد کر گئے ہیں۔ بعد خواب سننے کے میں وہ دونوں ٹکڑے سانپ کے باہر لایا اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب اور شیخ

ابوالبرکات صاحب اور شیخ عبداللہ صاحب اور شیخ ابو مسعود صاحب وغیرہم اصحاب کو معائنہ کرائے اور اکثر اشخاص پہچاننے والے سانپوں کو اس سانپوں کے بادشاہ کے جسم پر کی علامتوں کو بیان کی اور جب مخدوم علی احمد صابر تیسرے برس میں داخل ہوتے خود بخود شیر نوش کرنے سے باز رہے اور معمول کہ تین روز کے بعد چوتھے روز نان روغنی نخود اور جو کی بقدر ضرورت نوش کرلیا کرتے تھے اور چوتھا سال شروع ہوتے ہی مخدوم علی احمد صابر کی زبان کھلی بتاریخ اکیسویں ماہ ربیع الاول ۵۹۶ ہجری کو بروز دوشنبہ قبل نماز فجر کے مخدوم علی احمد صابر نے خواب سے بیدار ہو کر باآواز کہا لا موجود الا اللہ۔ میں اس وقت حسب معمول قدیم اپنے جد امجد کا نام تلاوت کررہا تھا الٰہی بحرمت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوبِ سُبحانی مَدَد بِاِذنِ اللہِ یا مَنصُورُ۔ یہ آواز مخدوم علی احمد صابر کا سن کر تبسم کرتا ہوا سجدہ شکر میں مشغول ہوا اور چار رکعت صلوٰۃ الصلوٰۃ ادا کیں اور منہ جانب بغداد شریف کر کے دعا کی کہ الٰہی تیرا شکر ہے کہ تونے مخدوم علی احمد صابر کی زبان سے کلمہ اول کلمہ موجودگی کا کہلوایا اور تونے اپنی رویت سے مشرف فرمایا۔

چوتھے سال کامل اکثر یہی کلمہ زبان پر رہا اور اس کلمہ کے کہنے کے

وقت مخدوم علی احمد صابر پر حال طاری ہوجاتا تھا اور سات وقت مخدوم علی احمد صابر سجدہ جانب کعبہ کے کیا کرتے تھے اول صبح کو دوم دوپہر کو سوم سہ پہر کو چہارم عصر کو پنجم مغرب کو ششم عشاء کو اور ہفتم تہجد کو اور مخدوم علی احمد صابر رات کو بہت کم سوتے تھے اور سوتے میں یکایک چونک پڑتے تھے اور اس وقت رنگ چہرہ منور کا الوانِ تلوین سے بدل جاتا تھا۔

حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب تواریخ ظہرت نامہ میں اور حضرت محمد بن اسحاق صاحب مکان رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب ارکان الشہود میں اور حضرت شیخ مجید الدین صاحب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب لسان الوحدت میں اور حضرت شیخ سعد الدین صاحب مرید شیخ نجم الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "ارض الوجوب" میں اور شیخ نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "حریص القربت" میں اور حضرت شیخ جمال الدین صاحب بن شیخ جلال الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "ممات الورید" میں اور حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "گمان الغریب" میں اور حضرت عبدالوہاب صاحب گمانی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب مکتوب نطاب شرف النعمت میں متفق اللفظ والمعانی تحریر فرماتے ہیں کہ

ہر روز ہر آٹھ پہر میں دو چار مرتبہ رنگ چہرہ منور مخدوم علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ کا یکایک از حد سرخ ہوجاتا تھا اور کف دہن مبارک پر آجاتا تھا اور ایک پہر کامل غافل رہا کرتے تھے اس حالت میں اگر کوئی حضرت مخدوم علی احمد صابر کو ہاتھ لگا دیتا تھا معاً تمام جسم میں آگ پیدا ہوجاتی تھی کہ اس کی سوزش سے وہ شخص بھی بیتاب ہوجاتا تھا اور حضرت مخدوم علی احمد صابر کو حواس پیدا ہوتے ہی اول یہ کلمہ زبان سے صادر ہوتا تھا۔ شکر الحمد للہ یا غوث اعظم دستگیر اور حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کی عمر پانچ برس کی پوری ہونے میں دو روز باقی تھے کہ بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الاول ۵۹۰ ہجری کو روز دوشنبہ بعد نماز ظہر کے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے زیر ناف درد شروع ہوا۔ دم بہ دم ترقی درد کی ہونے لگی اس وقت حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کی زبان مبارک پر یہ کلمہ جاری تھا۔ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ مدد باذن اللہ۔ یہ احوال شدت درد کا دیکھ کر حضرت عبدالوہاب صاحب گنائی ممدوح بالا اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب اور حضرت سید عبدالوہاب بن احمد اور حضرت سید یٰسین صاحب بن شرف الدین اور حضرت سید ابوالفضل صاحب بن شمس الدین صحرائی حاضران وقت نے باہم مشورہ کر کے حضرت مخدوم علی

احمد صابر کے پاس حاضر ہو کر کہا کہ تمہارے والد ماجد کے زیر ناف درد بہت شدت سے ہو رہا ہے دعا کیجئے کہ آرام ہو جائے۔

حضرت مخدوم علی احمد صاحب صابر نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ سواری حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی تیار ہو رہی ہے۔ آسمانوں کے شور و غل کا آواز میرے کان میں آرہا ہے میرے والد کو دار فانی سے خلعت پہنا کر لے جائیں گے دعا سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ جس وقت کہ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی زبان معجز بیان سے یہ کلام صادر ہو چکا اسی وقت روح مطہر حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے جسم مبارک سے مفارقت فرمائی اور اپنی حقیقت سے واصل ہوئے نہایت لطیف خوشبو سے سارا گھر معطر ہو گیا تھوڑے عرصہ میں بہت دور دور وہ خوشبو محیط ہو گئی۔ حضرات ابو احمد بن اسحاق صاحب برادر کلاں حقیقی حضرت محمد اسحاق صاحب مکان موصوف بالا کا مکان اس جگہ سے دو ہزار قدم کے فاصلہ پر تھا چونکہ ان حضرات کو حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب قدس سرہ سے نہایت قلبی اتحاد تھا بمجرد دماغ میں پہونچنے اس خوشبو کے دل مودت منزل مضطرب ہوا اور وہ خوشبو ان کو کوئے محبت کی طرف کھینچ لائی تمام راستے میں ہر ایک شخص کو باہم دگر اس خوشبو کے

دریافت کا مستفسر پایا جب حضرت ابو احمد صاحب ممدوح حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کے مکان پر تشریف لائے اس بلبلِ گلشن وحدت کو گل مقصود حضرت احدیت سے ہم آغوش ہو کر عطر افشاں دیکھا اور ان کے گلچین وار جعد سنبلین گلہائے حسرت چن کر کف افسوس بھرنے اور دستۂ ریحان کو پنجہ مژگان سے سنوار کر نرگس حیران اپنے خونتابۂ جگر سے لالہ دار داغدار کر کے جڑنے اور صرصر آہ سرد پر درد سے زبان کو برگ سوسن کی مانند بادائے مضمون اس شعر کے متحرک کرنے لگے۔

حیف در چشم زدن صحبتِ یار آخر شد
روئے گُل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

حضرت شیخ رضی الدین صاحب نے حضرت عبدالرحیم عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں اتارا۔ قریب و بعید سے صدہا لوگ نماز جنازہ اور دفینہ میں شریک رہے اور حضرت کی قبر شریف بیرون شہر ہرات کی جانب شمال کو ارض شہر کے پہلو میں شہر سے چونتیس قدم کے فاصلہ پر واقع ہے۔ *

باب (۸)

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب بعد وفات والد ماجد کے اور بعد ظہور خوارق عجیبہ کے پاک پٹن شریف کو جانے کا

حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب رحمتہ اللہ علیہ تواریخ ظہرت نامہ میں اور چند حضرات اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد دفینہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب ایک سال کامل خاموش رہے ۔ کسی سے کلام نہ فرمایا اور جب کوئی صاحب حضرات مذکورہ بالا میں سے یا دیگر حضرات اہل باطن حاضر ہو کر اس سال بھر کے عرصہ میں رات اور دن کے کسی بھی وقت میں حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کو بوسہ دیتے تھے وہ معاً وجد فرما کر غافل ہو جاتے تھے ۔ کسی کو ایک ساعت میں اور کسی کو دو ساعت میں اور بعضوں کو ایک پہر کامل میں ہوش آتا تھا اور بعض حضرات نے معمول رکھا تھا کہ ہر روز تشریف لاکر حضرت مخدوم علی احمد

صابر صاحب کی پیشانی مبارک کو بوسہ دیتے تھے اور دولت استغراق حاصل فرماتے تھے۔ جب چھٹے سال ۵۶۷ھ حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب شروع ہوئی کیفیت حالت غلبہ جذب کی طاری ہو گئی ایک سال کے بعد حواس عالم امکان کے طبیعت اقدس پر صادر ہوئے۔ کسی کسی بات کا جواب سائلوں کو دیتے تھے اور بعض وقت جو کچھ ضرورت ہوتی والدہ ماجدہ سے طلب فرمالیتے تھے جب ساتواں سال شروع ہوا نہایت عسرت سے گزر اوقات ہونے لگی لیکن حضرت کی والدہ ماجدہ مکرمہ و معظمہ کسی سے اپنا حال بیان نہ فرماتی تھیں۔ چوتھے یا پانچویں وقت نان خشک میسر آجاتی تھی اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب آٹھ پہر میں ایک مرتبہ بعد مغرب کے تھوڑا پانی نوش فرمایا کرتے باشرط میسر آجانے اسی وقت قدرے نان خشک تناول فرمالیا کرتے تھے اور شب میں زمین پر بغیر کسی چیز کا بچھونا بچھائے آرام فرمایا کرتے تھے۔

حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب شب میں حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کے مکان میں ہوا کرتے تھے اکثر بعد نماز تہجد کے آواز مہیب ظہور اللہ ہوں سماعت فرماتے تھے۔ جب بہ تفحص آواز ادھر ادھر معائنہ فرماتے تو کوئی آواز دینے والا نظر نہ آتا اور حضرت مخدوم کو مقررہ جگہ

فرش پر آرام فرماتے ہوئے پاتے اور بعض وقت یہ قیاس ہوتا کہ یہ آواز اندرون مکان سے سنا گیا ہے۔ جب تفحص آواز مکان کے اندرون میں تشریف لیجاکر بیٹھ جاتے تھے تو اسی طرح کی آواز مکان کے باہر مسموع ہوتا اور حضرت مخدوم بحال خود اسی جگہ استراحت فرما ہوتے تھے۔

جب حضرت مخدوم کی عمر شریف سات برس کی ہوگئی تو وہ آواز موقوف ہوگیا اگر کسی وقت مردان خانہ کے درمیان اس آواز کے بارے میں گفتگو ہوتی تو حضرت مخدوم شرما کر خاموش ہوجاتے اور تبسم فرماتے۔

ایک روز شب جمعہ کو بعد نماز عشاء حضرت مخدوم کی والدہ مکرمہ نے حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی کو طلب فرماکر نہایت لذیذ خوشبو دار پکے ہوئے چاول دکھائے اور اس کی حقیقت یوں بیان فرمائی کہ عسرت کی وجہ مجھ پر ایک دو وقت کا فاقہ بھی ہوجایا کرتا ہے۔ اس حالت میں آج صبح کے وقت حضرت مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے کہا کہ مجھے شدت کی بھوک لگی ہے کچھ کھانا کھلادیجئے تو دوپہر تک میں نے حیلہ حوالے سے ٹال دیا اور طعام کے میسر آنے کی ہر چند کوشش کی مگر ایک دانہ بھی میسر نہ آسکا اور کسی سے سوال کرنے کو طبیعت نہ چاہی جب حضرت مخدوم ظہر کی نماز ادا کر کے میرے پاس آئے اور بھوک کی شدت سے بہت بے تاب تھے اس

لئے میں نے ان کی تسلی کے لیے مٹی کی ایک دیگچی میں صرف پانی ڈال کر آگ پر رکھ دیا اور جب جب حضرت مخدوم مجھ سے کھانا طلب کرتے تو میں کہتی کہ ابھی کھانا تیار نہیں ہوا۔ آخر کار حضرت مخدوم صابر نے بعد مغرب مجھ سے نہایت بے تاب ہو کر کہا کہ آپ مجھ کو کچا ہی کھلا دیجئے یہ کہہ کر حضرت مخدوم صاحب (مخدوم صابر صاحب) خود اس پانی کو دیکھ کر کہنے لگے کہ چاول پک گئے ہیں۔ آپ مجھ کو جلدی سے کھلا دیجئے۔ چاول پک جانا سن کر میں متحیر ہوئی اور جا کر دیکھا تو چاول پکے ہوئے پائے چنانچہ اپنے مخدوم کو کھلا کر اب فارغ ہوئی ہوں اس لئے آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ اب مخدوم علی احمد صابر تعلیم باطن کی فیض یابی کے قابل ہے اگر آپ کی رائے میں مناسب ہو تو مخدوم صابر کو حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا مسعود العلمین قطب عالم اغیاث الہند ان کے ماموں جان کے پاس پہونچا دیجئے۔

حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب نے وہ چاول ہم نشین حضرات کو دکھلائے اور سب نے وہ چاول تبرکاً نوش فرمایا اور سب حضرات کی رائے حضرت مخدوم صابر کو حضور بابا صاحب کے پاس پہونچانے پر متفق تھی۔ چنانچہ حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب سامان سفر تیار کر کے حضرت

مخدوم صابر صاحب کو والدہ ماجدہ مکرمہ کے ساتھ لے کر اجودھن عرف پاک پٹن علاقہ ملتان کو روانہ ہوئے ۔ اثنائے راہ میں حضرت علیم اللہ ابدال سے ملاقی ہوئے تو حضرت ابوالقاسم صاحب نے ان سے دریافت فرمایا کہ حضرت عبدالرحیم عبدالسلام صاحب کی وفات کے بعد سے آپ کس خدمت پر مامور ہوئے تھے جو آج پھر حضرت مخدوم کے خبر گیر ہوئے ۔

حضرت علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو پوشیدہ خدمت میں رہنے کا حکم تھا اب بموجب حکم باطن کے ظاہر ہوا ہوں اور اب تا بہ زیست حضرت مخدوم علی احمد صابر کی خدمت سے جدا ہونے کو گوارا نہیں کرتا ۔ اس سفر میں گیارہ روز کے دوران بہ برکت تلاوت اسم اعظم جنیدیہ پاک پٹن شریف پہونچے ۔

اس وقت تک حضور بابا شیخ فرید شکر گنج بابا مسعود العٰلمین قطب عالم اغیاث الہند کو حضور قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب اولین ارواح کے ہاتھ پر صاحب مرفوع الاجازت ہوئے کامل دو برس ہو گئے تھے ۔ حضرت مخدوم صابر صاحب کی والدہ ماجدہ مکرمہ نے اپنے مخدوم صابر کو حضور بابا صاحب مسعود العلمین قطب عالم اغیاث الہند کی گود میں بٹھلایا ۔ اس وقت جذب اور عجیب کیفیت کا حال حضرت مخدوم صابر پاک پر

طاری ہورہا تھا۔ پہلی بات جو حضرت مخدوم صابر پاک نے حضور بابا صاحب سے فرمائی یہ تھی کہ آج سے تین برس بعد میرے جدامجد کا وصال ہوجائے گا۔ حضرت بابا مسعود العظمین نے حضرت مخدوم صابر صاحب سے دریافت فرمایا کہ اے فرزند تم نے یہ کیسے پہچانا کہ آج سے تین برس بعد تمہارے جدامجد حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب کا وصال ہوجائے گا وہ تو بغداد شریف میں ہیں اور تم یہاں ہو۔

حضرت مخدوم صابر صاحب نے جواب دیا کہ اس وقت میں نے اپنے قلب کو دیکھا تھا۔ صورت میرے والد بزرگوار کی میرے سامنے آگئی اور اس صورت نے اپنے دست راست کی تین انگلیاں میرے سامنے اٹھائیں اس اشارے سے دلالت موت کی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر نے جناب مخدوم صابر پاک کو اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لگایا۔ اس وقت حضرت ممدوح کو حال وجد طاری ہوگیا اور اس حالت وجد میں یہ کلمات حضرت مخدوم صابر صاحب کی نسبت صادر ہوتے تھے۔

مرحبا فرزند علی احمد صابر

بطن الولی بطن الولی بطن الولی

اور کمال حالت استغراق کیفیت حال وجد میں حضرت بابا گنج شکر

قطب عالم اغیاث اللہ نے اپنے سیدھے ہاتھ کی تین انگلیاں حضرت مخدوم صابر صاحب کے قلب پر رکھ کر تین مرتبہ وجد کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھ سے تین تمان صفات ہوں گے جب حضور بابا گنج شکر صاحب کو افاقہ ہوا تو حضور مخدوم صاحب کی والدہ ماجدہ نے اپنے بھائی بابا گنج شکر صاحب سے فرمایا کہ میں اس لڑکے کو آپ کی غلامی کے واسطے لائی ہوں آپ اس کو قبول فرمائیں۔

حضور بابا صاحب نے اپنی بہن صاحبہ کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا نہایت احسان مند ہوا کہ تم نے ایسا سعادت مند فرزند لاکر دیا ہے کہ اگر میرے بدن کا ہر بال زبان بن کر خداوند کریم کا شکر تا عمر کرتا رہے گا تو بھی اس کی عنایت کا شمہ برابر بھی شکر ادا نہ ہوسکے گا اس بادشاہ دو جہاں کی پیش خبری سے مطلع ہوچکا ہوں لیکن تین برس کے بعد ان کو تعلیم طریقت سے فیضیاب کروں گا اس عرصہ میں تحصیل علم ظاہر کی بھی ضرورت ہے۔ چنانچہ حضرت ابوالقاسم گرگامی صاحب اور والدہ ماجدہ حضور مخدوم صابر صاحب عرصہ تین برس تک حضور بابا صاحب گنج شکر کے مکان پر مہمان رہے اور ہر روز خوارق عجیب حضور مخدوم صابر صاحب سے صادر ہوتے ہوئے معائنہ کرتے رہے۔

باب (۹)

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کا حضور بابا صاحب کے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اجازت سے مشرف ہونے کا

حضور بابا شکر گنج مسعود العلمین سرکار نے اپنے مکتوب نصاب "سرالعبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ مخدوم علی احمد صابر نے کامل تین برس روزہ طے کا ادا کر کے چوتھے روز بقدر ضرورت طعام نوش کیا اور ان کے وہی حالات اور معمولات طفولیت جو میں نے اپنی ہمشیرہ اور حضرت ابوالقاسم گرگانی سے سنے تھے۔ بچشم خود بھی معائنہ کیا اور تین برس میں وہ مجھ سے علوم ظاہری میں اس قدر تحصیل کئے کہ دوسرا لڑکا چھ برس میں بھی نہیں کر سکتا۔ شب یکشنبہ ۲۱ ویں ماہ شوال ۶۰۳ ہجری کو علی احمد صابر کے جد امجد حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب نے عالم مثال میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ہم مخدوم علی احمد صابر کو تمہارے سپرد کرتے ہیں۔ میں نے بیدار ہو کر علیم اللہ ابدال کو حضرت شاہ سیف الدین صاحب کی

خدمت میں مزاج پرسی کے واسطے بغداد شریف کو روانہ کیا اور خود اپنے کمرہ

میں معتکف ہوگیا۔ بتاریخ ۲۵ ویں ماہ شوال ۷۰۰ ہجری شب پنجشنبہ بعد نماز

تہجد حضرت ابوالقاسم گرگانی صاحب میرے پاس حجرہ معتکفہ میں تشریف

لائے اور ارشاد فرمایا کہ آج میں بعد نماز تہجد کے سوگیا تھا عالم مثال میں

حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب کی نماز جنازہ میں شریک ہوا

ہوں اور آج تمام شب مخدوم علی احمد صابر پر حالت جذب کی کیفیت

نہایت شدت کے ساتھ جاری رہی ہے اور روز پنجشنبہ بعد نماز ظہر علیم اللہ

ابدال نے بھی حاضر ہو کر حضرت شاہ سیف الدین صاحب کے رحلت

فرمانے کے حالات بیان فرمائے اور فرمایا کہ میں بعد دفن ہوجانے نماز

اشراق وہاں پڑھ کر یہاں کے لئے روانہ ہوا ہوں چنانچہ اس روز قبل نماز

مغرب میں نے مخدوم علی احمد صابر کو اپنے ہاتھ پر بیعت توبہ اور اجازت

سے ہر دو خاندان حنفیہ علوی کی تعلیم سے مشرف کیا اور کئی صاحبان

مکاتیب نطاب سے محفل آراستہ کر کے شیخ وجیہہ الدین بن سوداگر بن شیخ

رکن الدین بن علاء الدین سیستانی کی نذر کردہ ستانوے مشتقال کشمش

اور دو صد رطل نخود بریان مقشر اور پانچ صد رطل خرمائے مدنی لائے تھے

فاتحہ کر کے تقسیم کردئے۔ اس روز مخدوم علی احمد صابر نے بھی اپنا حصہ

نوش کیا تھا۔ بعد نماز مغرب جب میں مکان کے اندر گیا تو میری ہمشیرہ یعنی والدہ مخدوم علی احمد صابر نے رخصت چاہی اور کہنے لگیں کہ بھائی میرا صابر بھوکا نہ رہے۔ بارہ برس بعد اگر زندہ رہی تو ہرات سے پھر یہاں آکر اس کی شادی کروں گی۔ میں نے دونوں امور پر تبسم کیا اور مخدوم علی احمد صابر کو ان کی والدہ کے روبرو بلاکر حکم دیا کہ صبح سے تم مساکین اور فقراء کو لنگر تقسیم کیا کریں۔ یہ حکم سن کر والدہ مخدوم علی احمد صابر بہت خوش ہوئیں اور مخدوم علی احمد صابر ایک دوپہر تک روتے رہے۔ صبح کو والدہ مخدوم صاحب ہرات کو روانہ ہوئیں حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب کے ہمراہ۔ *

باب (۱۰)

احوال حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کے لنگر تقسیم کرنے کا

حضور شاہ شیخ فرید گنج شکر کے برادر عموزادہ حضرت شیخ فضل الرحمن صاحب اپنے مکتوب نطاب "نظر الخطیب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ چھبیسویں ماہ شوال ۶۰۳ ہجری کو بعد نماز اشراق کے مخدوم علی احمد صابر صاحب نے لنگر تقسیم کیا اور یہ معمول رکھا کہ نماز اشراق پڑھ کر لنگر تقسیم کرنے کو حجرہ سے باہر تشریف لاتے تھے اور بعد لنگر تقسیم کردینے کے ایک حجرہ میں دروازہ بند کر کے تنہا رہا کرتے تھے اور شغل نوری کیا کرتے تھے اور نماز مغرب کے بعد پھر لنگر تقسیم کرنے کو باہر آتے اور بعد تقسیم کرنے لنگر اسی حجرہ میں دروازہ بند کر کے تنہا رہتے اور لنگر خانے میں یہ دعائے نوری ایک مرتبہ بلند آواز سے تلاوت کر کے اپنے حجرہ میں چلے جاتے تھے۔

دعائے نوری یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا فِیْ قَلْبِیْ وَ نُوْرًا فِیْ قَبْرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ سَمْعِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَصَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ شَعْرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ بَشَرِیْ وَ نُوْرًا فِیْ لَحْمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ دَمِیْ وَ نُوْرًا فِیْ مُخِّیْ وَ عِظَامِیْ وَ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیَّ وَ نُوْرًا مِّنْ خَلْفِیْ وَ نُوْرًا عَنْ یَّمِیْنِیْ وَ نُوْرًا عَنْ شِمَالِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ فَوْقِیْ وَ نُوْرًا مِّنْ تَحْتِیْ وَ سَلِّمْ حَقًّا ھُوَ

بتاریخ گیارہویں ماہ ذی قعدہ ۹۰۳ ہجری کو بروز جمعہ مجھے مکاشفہ میں معلوم ہوا کہ مخدوم علی احمد صابر صاحب اپنے حجرہ میں تنہا رہ رہے ہیں۔ اس روز ان کی والدہ ماجدہ کو تشریف لے گئے ہوئے پندرہ روز کا عرصہ ہو گیا تھا۔ جب محمد مخدوم علی احمد صابر صاحب لنگر تقسیم کر کے اپنے حجرہ میں جانے لگے میں بھی ہمراہ ہو گیا اور میں نے دریافت کیا کہ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے مخدوم علی احمد صابر صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو سلوک کے حذف ہونے کا رنج ہے کہ خداوند کریم نے دنیا سے علحدہ کر دیا کوئی بندگان خدا میں سے سوائے اولیاء اور رجال الغیب کے ہمارے پاس نہیں آئے گا۔ اور ارشاد تمام عالم میں کشادہ نہ ہو گا اور مرتبہ سلوک کا غلبہ جذب سے کم ہو گا بلکہ غلبہ کیفیت جذب کا ابھی سے شروع ہو گیا ہے۔ خدا خیر کرے یہ جذبہ کیا رنگ لاتا ہے مگر الحمد للہ آنچہ رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ یہ جواب سن کر بنظر ہرج اوقات میں حجرہ سے باہر چلا آیا۔ اور

حضرت مخدوم صابر صاحب نے دروازہ حجرہ کا بند کرلیا۔ لنگر جو پکایا جاتا تھا
دونوں وقت تین صد نفر مساکین جہاں اور خدام کے لئے کافی ہوجاتا تھا
مولف کتاب حضرت شاہ محمد حسن صابری معشوق الہی تحریر فرماتے ہیں کہ
میرے پیر و مرشد حضرت امیر دو جہاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفش بردار
کو بھی شغل نوری اور دعائے ماثورہ کی دولت فخیم اور نعمت عظیم سے سرفراز
فرمایا ہے جس کی مجملاً تشریح درج کی جاتی ہے۔

یہ شغل شریف مثل آب حیات ابدی کے ہے۔ شاغل اس شغل
لطیف کا انوار حق سبحانہ تعالی سے شکم سیر رہتا ہے اور صورت حضرت شیخ
کی بانوار حضرت وحدت کے ہر وقت تحت سے فوق تک۔ روبرو شاغل
کے محیط رہتی ہے اور ایک پہر کے بعد معائنہ تجلی حضرت احدیت صرف
کا ہوتا رہتا ہے اسی شغل نوری کے باعث حضرت مخدوم علی احمد صابر
صاحب نے خورد و نوش ترک کردیا تھا اور جسم مبارک کو مرتبہ قوت
بشری کا حاصل تھا اور احوال اور آثار مرقومہ بالا حضرت ممدوح پر علی
التواتر صادر ہوتے تھے اور یہ افضال و عنایت " آنحضرت موصوف کے
تا بقیام عالم ہر ایک عارف صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبت
اس سلسلہ عالیہ کا بمجرد متوجہ ہونے طرف ورزش اس شغل کے اطوار اور

آثار موصوفہ بالا سے بقدر ترقی ورزش شغل کے بہرہ مند ہوتا رہے گا کہ یہ شغل بھی لوازمات کیفیات باطن مرتبہ شہنشاہ ولایت سے ہے۔ صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبت کو چند عرصہ کی ورزش کاملہ میں اس قدر مقدرت حاصل ہوجاتی ہے کہ بوقت مشغول ہونے اس شغل کے جسم شاغل کا بجز شعلہ لمعات انوار تقدس کے دیکھنے والے کو نظر نہیں آتا۔

باب (۱۱)

احوال وفات تین فرزندان حضور بابا شیخ فرید گنج شکرؒ کے

حضور بابا گنج شکر مسعو دالعالمین قطب عالم اغیاث الہند اپنے مکتوب نطاب "سرالعبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ میں اکثر بموجب حکم الہام باطن احکام طریقت کی تبلیغ کے واسطے سفر گزیں ہوا کرتا تھا چنانچہ ایک دفعہ جب سفر سے مکان پر واپس آیا تو معلوم ہوا کہ بتاریخ ستائیسویں ماہ محرم الحرام ۶۱۰ ہجری بروز دوشنبہ بوقت زوال میرا پسر نعیم الدین تین سالہ

مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے قریب آکر کیواڑوں کے روزن میں سے
جھانکنے لگا اسی وقت خون کی قے کر کے فوت ہو گیا۔ اور بتاریخ یکم صفر سنہ
مذکور قریب نماز جمعہ کے میرے فرزند فرید بخش نے جو ایک سال عمر کا
تھا اتفاقاً مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ کے سامنے چند قدم کے فاصلے سے
اس طرف کو منہ کر کے پیشاب کر دیا تب ایک بچھو قوم جرارہ نے اس کے
ڈنک مارا تو اس کے بدن سے خون جاری ہو گیا اور ایک پہر کے عرصہ
میں جاں بحق تسلیم ہوا۔ میں نے یہ دونوں واقعے سن کر خداموں کو سخت
ہدایت کی کہ تم نہیں جانتے ہو کہ مخدوم علی احمد صابر شمشیر برہنہ ہے۔ جو
کوئی اس کے نزدیک ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا اور جن پر اس کی نظر پڑ
جائے گی وہ تیر قضا کا شکار ہو جائے گا۔ جس وقت وہ حجرہ سے باہر تشریف
لایا کریں کوئی ان کے سامنے نہ جایا کرے۔ یہ حکم سن کر سب خادم خائف
ہو کر متنبہ ہو گئے گیارہ روز کے بعد بتاریخ بارہویں صفر سنہ مذکور دوشنبہ
کے روز میرے فرزند عزیز الدین بائیس سالہ نے بغیر اجازت مخدوم علی
احمد صابر کے لنگر خانہ میں جاکر ابوالقاسم بھنڈاری نگران لنگر خانہ سے کہا کہ
آج ہم لنگر تقسیم کریں گے۔ ہر چند ابوالقاسم بھنڈاری نے تفہیم کی کہ یہ
خدمت حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی ہے اور وہ حضرت بہت

جلد تشریف لانے والے ہیں۔ آپ ان کی اجازت کے بغیر اس خدمت میں دخل نہ دیں مگر میاں عزیز الدین نے ابوالقاسم بھنڈاری کی اور دیگر حاضرین کی تقسیم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ لنگر ہمارے باپ کا ہے تم کیوں منع کرتے ہو۔ یہ کہہ کر وہ لنگر تقسیم کرنے لگے تب ابوالقاسم بھنڈاری نے لنگر کا ایک حصہ چھپا کر رکھا تھا تاکہ حضرت مخدوم صاحب تقسیم کردیں مگر میاں عزیز الدین نے وہ حصہ بھی نگران سے حاصل کر کے خود تقسیم کردیا اور جاکر اپنی والدہ ماجدہ مجیب النساء صاحبہ ہمشیرہ شیخ زکریا سندھی سے کہنے لگے کہ روزمرہ مخدوم علی احمد صابر صاحب لنگر تقسیم کیا کرتے تھے آج ہم لنگر تقسیم کر آئے ہیں تو میاں عزیز الدین کی والدہ صاحبہ نے جواب میں کہا کہ خدا خیر کرے کہ ابھی دولڑکے تو قضا کرچکے تو نے یہ کیا غضب کیا۔ یہ گفتگو ہوہی رہی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر صاحب حسب معمول قدیم حجرہ سے باہر آئے اور ابوالقاسم بھنڈاری سے لنگر کے حصے تقسیم کے لئے طلب کئے۔ ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت آج آپ کے بھائی میاں عزیز الدین لنگر تقسیم کر گئے ہیں مخدوم علی احمد صابر نے دریافت فرمایا کہ کوئی حصہ بھی باقی رہا ہے ؟ تو ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ حضرت کوئی حصہ باقی نہیں رہا۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا

کہ وہ موذی باقی رہ گیا ہے۔ معاً یہ کلمہ زبان مخدوم علی احمد صابر سے نکلتے ہی عزیز الدین کے جسم سے روح پرواز کر گئی اس وقت عزیز الدین اپنی والدہ سے ہم کلام تھے۔ یہ کلام ختم ہونے بھی نہ پایا تھا کہ روح جسم سے علیحدہ ہو گئی۔ گھر میں کہرام برپا ہو گیا میں نے بھی یہ سن کر کہا موذی کیوں مخدوم علی احمد صابر کی مقررہ خدمت میں بلا اجازت دخیل ہوا تھا۔ کئے کا ثمرہ حاصل کیا۔

باب (۱۲)

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی والدہ ماجدہ کا ہرات سے آنا اور حضرت صابر صاحب کے عقد نکاح کرنے کا

حضور بابا گنج شکر مسعود العالمین قطب عالم اغیاث الہند اپنے مکتوب نطاب "سر العبودیت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ علیم اللہ ابدال نے شہر ہرات جاکر والدہ حضرت مخدوم علی احمد صابر سے تینوں واقعات

موقوف بیان فرمائے یہ احوال سن کر والدہ حضور صابر صاحب واسطے
معذرت خواہی علیم اللہ ابدال کے ساتھ یہاں کے لئے روانہ ہو گئیں منزل
بہ منزل مسافت طے کر کے ۱۹ ویں ماہ جمادی الاول ۶۱۰ ہجری کو بروز جمعہ
بوقت عصر والدہ مخدوم صابر صاحب میرے مکان پہونچیں اور مخدوم علی
احمد صابر کو دیکھکر روتے ہوئے کہنے لگیں کہ بھائی میں نے تم سے بہت
عاجزی سے التجا کی تھی کہ میرے صابر کو بھوکا نہ رکھیں۔ تم نے اس کے
عوض میں اسے ایک روز بھی کھانے کو نہیں دیا اور میرا بیٹا سات برس
بھوکا رہا۔ میں نے جواب میں کہا کہ تمہارے سامنے مخدوم علی احمد صابر کو
لنگر تقسیم کرنے کا حکم دیا تھا والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مخدوم صابر کو
میرے سامنے طلب کر کے دریافت کیا کہ تم کو سارے لنگر کے تقسیم
کرنے کا اختیار دیدیا تھا تم نے کھانا کیوں نہیں کھایا۔ مخدوم صابر نے
جواب دیا لنگر تقسیم کرنے کی خدمت پر مامور فرمایا تھا کھانے کی اجازت
عطاء نہیں فرمائی تھی جو میں لنگر میں سے کھانا کھاتا یہ جواب سن کر میں نے
والدہ مخدوم علی احمد صابر سے کہا کہ اے ہمشیرہ عزیز خدائے عزوجل نے
مخدوم صابر کو کھانے کے واسطے پیدا نہیں کیا ہے تم کو خود معلوم ہے کہ
مخدوم صابر نے ایام شیر خوارگی میں صبر اختیار کیا ہے اور تم کو عالم رویا سے

بھی احکام پیش خبری مخدوم صابر کی عظمت اور فضیلت کے معلوم ہو چکے۔
حضور بابا شیخ فرید شکر گنج مسعود العالمین نے اپنے مکتوب نطاب میں
تحریر فرمایا ہے کہ چند روز بعد والدہ مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے میری
لڑکی مسماۃ خدیجہ بیگم عرف شریفہ بنت بی بی خاتون دختر سلطان غیاث
الدین سے اپنے فرزند مخدوم علی احمد صابر کا نکاح کرنے کا سوال کیا۔ میں
نے ہر چند سمجھایا مخدوم علی احمد صابر شادی کے قابل نہیں ہے اس کو غلبہ
کیفیت جذب سے اتنی فرصت نہیں ملتی کہ عالم امکان کے حواس اس پر
طاری ہوں اور وہ مراسم زوجیت بجا لائیں۔ یہ سن کر جواب میں والدہ مخدوم
علی احمد صابر نے کہا کہ میں بیوہ ہوں اور مخدوم صابر یتیم ہے اس لئے
آپ کو اپنی دختر کا نکاح میرے بیٹے سے خوش نہیں آتا۔ یہ گفتگو سن کر
میں نے رسوم تہنیت کی اجازت دی اور کہدیا کہ تم کو اختیار ہے چنانچہ
بتاریخ اکیسویں ماہ شوال ۶۱۳ ہجری کو بروز چہار شنبہ قبل نماز مغرب مخدوم علی
احمد صابر کا نکاح عمل میں آیا۔ شب کو والدہ ماجدہ مخدوم علی احمد صابر نے
خلاف معمول مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں چراغ روشن کیا اور دلہن کو
حجرہ میں پہونچا دیا اور خود دروازہ حجرہ پر بیٹھی رہیں اور عروس اندرون حجرہ
کے بحضور مخدوم علی احمد صابر دست بستہ کھڑی رہی۔ جب تہجد کے وقت

مخدوم علی احمد صابر کو مراقبہ فنا سے فرصت ملی تو آپ نے دیکھ کر عروس سے کہا کون؟ عروس نے جواب دیا کہ میں آپ کی زوجہ ہوں۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ خدا تو فرد ہے زوج سے کیا کام؟۔ اسی وقت زمین سے آگ پیدا ہوئی کہ تمام جسم عروس کا جل کر خاک کا ڈھیر ہو گیا۔ والدہ مخدوم علی احمد صابر نے یہ گفتگو سن کر چاہا کہ جا کر مخدوم علی احمد صابر کو فہمائش کروں۔ زنجیر حجرہ کی کھول کر جانے میں یہ امر طے ہو گیا۔ اندرون حجرہ کے پہونچ کر مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر دونوں ہاتھ مارے اور کہا میں تیرے ماموں کو کیا جواب دوں گی۔ مخدوم علی احمد صابر نے کہا کہ میں نے کیا کیا؟

والدہ مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ میں نے آج تیرا نکاح تیرے ماموں کی دختر سے منعقد کیا تھا اور عروس کو تیرے حجرہ میں لائی تھی تو نے اسکو جلا دیا۔ یہ خاک کی ڈھیری موجود ہے۔ مخدوم علی احمد صابر نے جواب میں کہا کہ مجھ کو بالکل علم اس امر کا نہیں ہے۔ اسی روز سے والدہ مخدوم علی احمد صابر عارضہ بخار میں بیمار ہوئیں کہ آخر کو دق ہو گئی تھی۔

بتاریخ دو ماہ محرم ۶۱۴ ہجری کو روز جمعہ بعد مغرب کے والدہ مخدوم علی احمد صابر کی استغراق کرنے میں جاں بحق تسلیم ہوئیں۔ صبح شنبہ کو جب

مخدوم علی احمد صابر لنگر تقسیم کرنے کے واسطے اپنے حجرہ سے باہر آئے تو ابوالقاسم بھنڈاری نے عرض کیا کہ شب کو حضور کی والدہ ماجدہ کا انتقال ہوگیا ہے اور جنازہ دفن کے لئے کھوتووال کو روانہ کیا جاتا ہے۔ حضور بھی نماز جنازہ میں شریک ہوں۔

مخدوم علی احمد صابر نے جواب دیا کہ مجھ کو لنگر خدا سے زیادہ والدہ عزیز نہیں ہیں وہاں حضرت بابا صاحب گنج شکر کا ہونا کافی ہے اور لنگر تقسیم کر کے جو مخدوم علی احمد صابر اپنے حجرہ میں چلے گئے تو پھر ان کو استغراق سے فرصت نہیں ملی۔ جو لنگر تقسیم کرنے کو باہر آتے۔ روز شب برات ۶۱۴ ہجری مرقوم الصدر یوم جمعہ تک ابوالقاسم بھنڈاری نے لنگر تقسیم کیا۔ تیرہ سال سات مہینے گیارہ یوم لنگر تقسیم ہوا بعد اس قدر عرصہ کے عمر بن اسحاق موصوف الصدر عہدہ سرداری بلدہ سرخس ضلع خراساں سے موقوف ہو کر میری خدمت میں حاضر آیا اور تعلیم کیفیت باطن کا مجھ سے طالب ہوا۔ یہ قبل سرفرازی عہدہ سرداری کے مجھ سے ساتھ شرف بیعت توبہ کے فیضیاب تھا۔ *

باب (۱۳)

احوال حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی بیعت خلافت خاندان چشتیہ میں حاصل کرنے کا اور حضرت سید نظام الدین صاحب بدایونی کی بیعت توبہ کا اور حضرت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی مہر ولایت کے افشائے عام ہونے کا

حضور بابا صاحب گنج شکر مسعود العلمین قطب عالم اغیاث السند رحمتہ اللہ علیہ اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں مخدوم علی احمد صابر صاحب اپنی والدہ ماجدہ کے یوم وفات سے نو سال کامل اپنے حجرہ سے باہر نہ آئے اور قیام ہی پر بیٹھے رہے۔ بتاریخ سترہویں ماہ محرم ۶۲۳ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز اشراق کے میں مخدوم علی احمد صابر کے حجرہ میں بموجب حکم الہام باطن گیا دیکھا کہ استغراق کے ساتھ محویت فناء تامہ کے حاصل ہے۔ میں نے الٹے کان میں سات مرتبہ کلمہ اثبات کا بآواز کہا تب طبیعت مخدوم علی احمد صابر صاحب کی مرتبہ فنا سے بقاء کی طرف متوجہ ہوئی اور آنکھیں کھول کر دیکھا چند عرصہ میں آداب بجالائے میں ان کو اپنے ہمراہ

حجرہ سے باہر لایا اور واسطے استقلال طبیعت کے جلسہ میں بٹھلایا وقت عصر
کے کچھ کچھ حواس عالم امکان کے طبیعت پر جلوہ بخش ہوئے۔ بعد نماز عصر
کے محفل حاضرین سے ترتیب دے کر مخدوم علی احمد صابر کو اپنے ہاتھ پر
بیعت توبہ اور حوالت سے خاندان عالیہ چشتیہ میں مشرف کر کے کیفیت
باطن مرتبہ سلوک کی تعلیم سے مستفیض کیا صرف کلاہ اپنی اوڑھادی اور
خرقہ پہنادیا اس روز سے مخدوم علی احمد صابر صاحب پر شب کو استغراق
کمال و تمام کے ساتھ رہتا تھا اور دن کو میرے پاس صحبت گزیں ہو کر
حضرت احدیت صرفہ سے مرتبہ اسفل طبیعت تک ہر ایک مرتبہ کے
آداب احکام آثار اصطلاح حسنات، اذکار، اشغال، افکار اور اسرار کو میری
تعلیم لسانی سے حاصل کیا کرتے تھے۔ اس عرصہ میں بتاریخ بائیسویں
رجب ۶۴۶ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز چاشت کے سید نظام الدین بدایونی
بمقام دہلی تخمیناً چودہ برس کی عمر میں میرے پاس آئے پانچ روز کے بعد
ستائیویں ماہ مذکور سنہ صدر روز سہ شنبہ بعد نماز مغرب میں نے اپنے ہاتھ پر
بیعت توبہ سے خاندان عالیہ چشتیہ میں مشرف کر کے تعلیم طریقت سے
مستفید کیا۔ سید نظام الدین بعد حصول بیعت دس روز میرے پاس قیام
کرنے کے بعد دہلی کو واپس روانہ ہوئے۔ ایک سال کے بعد پھر میرے

پاس حاضر ہو کر تحصیل تعلیم کیفیت باطن میں بہ دل و جان متوجہ ہوئے اور مخدوم علی احمد صابر صاحب بدستور مرقومہ بالا ستائیس برس میری تعلیم لسانی سے مراقبات شغفاتی ولایت کیفیت باطن کے تحصیل کرتے رہے۔

بتاریخ چوبیسویں ماہ رمضان ۶۵۰ ہجری کو شب پنجشنبہ بعد نماز تہجد کے میں نے عالم مثال (عالم عجیبہ سے مراد) میں معائنہ کیا کہ میرے حضرت شیخ یعنی جناب خواجہ قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ مخدوم علی احمد صابر کو جلد لے چلو۔ میں نے عالم مثال ہی میں مخدوم علی احمد صابر کو حجرہ میں سے اپنے ہمراہ لیا اور دست بستہ اپنے حضرت قبلہ و کعبہ کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا تھوڑے عرصہ میں عالم ملکوت سے عالم جبروت کی طرف عروج ہوا تا حد نگاہ چاروں طرف انوار سرخ مثل یاقوت کے درخشاں تھے اور تمامی حضرات سلسلہ عالیہ چشتیہ کے اور دیگر جمیع سلاسل تعلیم جذب و سلوک کے متقدمین اور متاخرین سے جسم روحانی کے ساتھ حضرت جناب سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم کے گرد و پیش محفل میں تشریف فرما ہیں۔ میرے حضرت پیر و مرشد قبلہ دارین نے مجھ کو اور مخدوم علی احمد صابر کو روبرو تخت مبارک کے کھڑا کر دیا اور میں

بموجب اپنے حضرت کے مخدوم علی احمد صابر صاحب کو روبرو تخت مبارک کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و الہ و اصحابہ وسلم کے پاس لے گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم نے مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر سیدھے شانے کی جانب بوسہ دیا اور کہا ھذا ولی اللہ پھر میں نے اسی جگہ بوسہ دیا اور کہا ھذا ولی اللہ پھر میرے حضرت پیر و مرشد جناب قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح نے اور تمام حضرات اولیاء عظام اور صحابہ کرام نے اسی طرح بوسہ دیا اور فرمایا ھذا ولی اللہ اور بعد تمامی حضرات حاضرین مجلس اقدس کے اور گروہ ملائکہ کے اسی طرح بوسہ دے کر ہر ایک نے جدا جدا بہ آواز کہا ھذا ولی اللہ ۔جب میرے کان میں نہایت شدت کی آواز مبارکباد کا آیا آنکھیں کھول کر دیکھا تو لیلۃ القدر کے اطوار معائنہ ہوئے باہر آکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ لیلۃ القدر کے آثار کیفیت کا عروج ہورہا ہے ۔ وہاں سے میں نے مخدوم علی احمد صابر صاحب کے حجرہ کے پاس آکر دیکھا کہ دروازہ حجرہ کا خلاف معمول کھلا ہوا ہے اور مخدوم علی احمد صابر صاحب مراقبہ فنا میں بدرجہ اتم مستغرق ہیں اور انوار سرخ یاقوت رنگ سے تمام باہر منور اور شرر افشاں ہورہا ہے اور

حضرات رقبا، نقبا، نجبا، ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور بادشاہ جنات جناب مخدوم علی احمد صابر صاحب کی پشت منور مبارک کو بوسہ دے رہے ہیں اور بہ آواز فصیح ھذا ولی اللہ کہہ رہے ہیں اور صبح سے بلافصل متصل ہر ایک حضرات سالکین ہم عصر تشریف فرما ہونے لگے اول مجھ کو مبارکباد دیتے اور پھر مخدوم علی احمد صابر صاحب کا طواف کر کے ان کی پشت متبرک کو بوسہ دیتے اور ھذا ولی اللہ فرماتے اور میرے معائنہ کے بموجب اپنا مشاہدہ عالم مثال اور معال کا بیان فرماتے تھے چنانچہ بعضے حضرات نے میری استدعا کے بموجب قیام قبول فرمایا یعنی میرے مکان پر مہمان رہے اور بعضے حضرات کار ضروری کے باعث قیام پذیر نہ ہوئے اور مجلس خلافت اور اعلان عام مہر ولایت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب کے پھر تشریف لائے اور مقررہ یوم مجلس میں انتظار صدور حکم الہام باطن کا کیا۔ چنانچہ بموجب حکم الہام باطن کے بتاریخ چودھویں ماہ ذی الحجہ ۶۵۰ ہجری کو روز یکشنبہ بعد نماز عصر کے اپنے واصلان سلسلہ اور طالبان خدا سے مجلس عام ترتیب دے کر ان تمام ہم عصر اولیائے صاحبان مکتوبات نطاب کی جانب خطاب کیا کہ اس فقیر کو معلوم نہیں کہ میری روح نے عالم ارواح میں دو سجدے کئے ہیں یا ایک۔ یہ قول میرا سن کر سب حضرات

مجلس خاموش رہے اور مخدوم علی احمد صابر بموجب دستور اور معمول کے میری نعلین لئے ہوئے مجلس سے باہر باادب کھڑے ہوئے تھے۔ مخدوم علی احمد صابر نے سید نظام الدین بدایونی سے دریافت کیا کہ جناب بابا صاحب کیا ارشاد فرمارہے ہیں۔ سید نظام الدین بدایونی نے بیان کیا اور مخدوم علی احمد صابر نے مجھ سے اجازت چاہی اور بعد حصول اجازت دست بستہ عرض کی کہ اس خادم کو خوب یاد ہے کہ جس وقت ارواح صف بہ صف کھڑی ہوئی تھیں یہ خادم جناب کی سیدھی جانب کھڑا ہوا تھا۔ جب حکم فاسجدوا کا ہوا یہ خادم بزور ولایت صف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام علی نبینا میں پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پہنچ کر سجدہ کرنا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پروں پر اٹھاکر جناب کے پاس سجدہ میں لاڈالا جب باردوم حکم فاسجدو کا ہوا یہ خادم پھر بزور ولایت صف انبیاء علیہم السلام و الصلوٰۃ علی نبینا میں حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہونچ کر سجدہ کرنا چاہتا تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو اپنے پروں پر اٹھاکر جناب کے پاس لاڈالا اسی طرح تین مرتبہ یہی معاملہ ہوا۔ یہ معاملہ بیان کر کے مخدوم علی احمد صابر خاموش ہوئے پھر میں نے مخدوم علی احمد صابر سے دریافت کیا کہ کوئی وجہ ثبوت اس معاملہ کی ہے؟

مخدوم علی احمد صابر نے عرض کیا کہ پہلے جبرئیل امین علیہ السلام کے نشان اس خادم کے شانوں کے درمیان موجود ہیں میں نے مخدوم علی احمد صابر کی پشت پر سے خرقہ اٹھا کر معائنہ کیا نیچے سیدھے شانہ کے جگر کی پشت کے اوپر کہ محل لطیفہ روح مقام ولایت مرتبہ فنا فی اللہ کا ہے۔ بطور ابھر کے خط مدور میں ھذا ولی اللہ تحریر ہے۔

اول میں نے اس مہر ولایت کو بوسہ دیا اور زبان سے ھذا ولی اللہ کہہ کر حضار مجلس سے کہا یہ نسبت مہر شانہ مخدوم علی احمد صابر کے ہونے کے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری شہنشاہ ہندالولی رحمۃ اللہ علیہ سے منتقل ہو کر آئی ہے۔ پھر تمام اولیائے عظام حاضرین مجلس نے بموجب معائنہ رویت خاتم جلالی قدسی کی مہر ولایت کو بوسہ دے کر ھذا ولی اللہ کہا اور بعضے حضرات پر حال طاری ہو گیا۔ بعد حضرات اولیاء کے تمام عوام الناس حاضرین مجلس نے اسی طرح مہر ولایت کو بوسہ دیا اور ھذا ولی اللہ سب نے بہ آواز کہا جب تمام حاضرین مجلس فیضیاب ہو چکے مخدوم علی احمد صابر کو میں نے اپنے سامنے بٹھلا کر بیعت امامت اور ارشاد سے خاندان چشتیہ عالیہ میں اپنے ہاتھ پر مشرف فرمایا اور کلاہ اپنی اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر مثال خلافت بہ مضمون ولایت شہر کلیر معہ کل

اقلیم ہند کے سب حاضرین مجلس کو سنا کر خطاب باطنی قطب عالم اغیاث الہند الاجلال شاہ مخدوم علی صابر سے جب سب حضرات اولیائے ہم عصر کو مطلع کیا اور اسم ظاہری مثال خلافت میں یہ القاب بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے تحریر کیا اور بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ علم ظاہری اور علم باطنی میرا علی احمد صابر لے چلا اور علم دل بھی بالکل میں نے اس کو دیدیا اور سات سیر شہد خالص کا شربت فاتحہ کے بعد تقسیم ہوا اور بعد فاتحہ کے قوالوں نے راگ شروع کیا تھا کہ طبعیت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء پر غلبہ کیفیت کا جلوہ بخش ہونے لگا۔ مصلحتاً اس وقت راگ موقوف رکھا گیا۔ شب کو مجلس تخلیہ میں راگ سنایا گیا۔

(جن اولیائے ہم عصر نے اپنے مکتوبات خطاب میں اس واقعہ کا تذکرہ لکھا ہے ان میں سے چند جلیل القدر اولیاء یہ ہیں۔ حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی، حضرت صوفی شیخ حمید الدین ناگوری، حضرت شاہ منور علی الہ آبادی، حضرت شاہ بدیع الدین شاہ مدار، حضرت شیخ بہاء الدین ذکریا ملتانی اور حضرت ابوالقاسم گرگانی صاحب، حضرت شیخ نجم الدین رازی، مولانا جلال الدین رومی صاحب وغیرہم اجمعین۔ *

باب (۱۴)

احوال حضرت مخدوم صابر صاحب کے کلیر کو تشریف لیجانے اور مسجد کو الٹنے کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا مسعود الطلمین قطب عالم اغیاث الہند اپنے مکتوب کتاب "سر العبودیت" میں اور حضرت سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اپنے مکتوب کتاب مقناطیس الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ پندرہویں ماہ ذی الحجہ ۶۵۰ ہجری کو بروز دوشنبہ بعد نماز فجر جناب بادشاہ دوجہاں مخدوم علاء الدین علی احمد ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کلیر کو تشریف لے گئے صرف علیم اللہ ابدال خدمت میں ہمراہ تھے اور ایک روز کے عرصہ میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے روز سہ شنبہ سولھویں ذی الحجہ بعد نماز ظہر شہر کلیر میں داخل ہوئے اور مسماۃ گلزادی بنت عبدالصمد بن عبدالواحد بن قطب الدین انصاری کے مکان میں قیام پذیر ہوئے۔ مسماۃ گلزادی کا ایک لڑکا چھتیس سالہ مسمی بہاء الدین بن ہارون احمد تھا۔ اس مکان کے شمال میں قاضی تبرک کا عظیم

الشان مکان تھا قاضی مذکور بہت منکر تھا مگر مسماۃ نعمتہ بنت محمد یار اور سب اہل مکان اور ہمسائے حضرت ممدوح کو دیکھتے ہی بہ دل و جان معتقد ہوگئے۔ بعد نماز عصر کے حضرت ممدوح صابر پاک سرکار جامع مسجد شہر کلیر میں تشریف لیجاکر حاضرین مسجد کو ہدایت فرمانے لگے اس وقت مسجد میں تقریباً دو ہزار مرد و زن موجود تھے شیخ بہاء الدین اور جمال رو غن گرنے اپنے ساتوں فرزندوں کے ساتھ حاضرین مسجد سے کہا کہ اے لوگو یہ حضرت اقطاب ہند ہیں تم سب کو لازم ہے کہ ان حضرت عالی مرتبت سے بیعت کر کے مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرو لیکن حاضرین مسجد میں سے کسی نے بیعت قبول نہ کی۔ دوسرے روز پھر صابر پاک سرکار نے جامع مسجد کلیر میں بعد نماز فجر تلقین فرمائی کہ تعلیم طریقت سے مستفید ہوں اس تلقین کے وقت تقریباً پانچ ہزار افراد موجود تھے سب حاضرین نے بیعت سے انکار کیا اور جواب میں کہا کہ ہمارا پیر کلام مجید ہے اور ہمارا امام قدیم سے قاضی تبرک کوفی ہے۔ (جن کا نسب نامہ اولاد یزید سے مشتق ہے) اس کی رائے کے خلاف کس دلیل سے ہم آپ کو اپنا امام اور پیر گردانیں اور قدیم روایت کو بدل دیں۔ حضرت مخدوم صابر پاک نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ فقیر اپنے پیرو مرشد سے تم لوگوں پر امام ہونے کا خلافت نامہ

یہ خطاب سلطان الاولیاء اپنے ساتھ رکھتا ہے اسی بنیاد اور دلیل کے ساتھ تعلیم طریقت کی ہدایت کرتا ہے۔ یہ جواب سن کر حاضرین مسجد سب خاموش ہوگئے اور مسجد سے باہر آکر اس واقعہ کا چرچا کیا۔ جس کی خبر قاضی تبرک تک پہونچی۔ قاضی نے یہ بات قیام الدین عرف ذموان رئیس کلیر سے جاکر بیان کیا کہ ایک شخص دعوی امامت کا رکھتا ہے اور جامع مسجد میں جاکر خلل ڈالتا ہے۔

دستور اور جاریہ معمول کے مطابق بتاریخ انیسویں بروز جمعہ ذموان رئیس کلیر جامع مسجد میں نماز کے لئے آیا اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک رئیس کلیر کے آنے سے قبل ہی جامع مسجد میں تشریف فرما تھے۔ ذموان رئیس کلیر نے حضور مخدوم پاک سے سوال کیا کہ اگر آپ اقطاب ہند اور ہمارے امام ہو تو ہماری سبز رنگ کی اس خوبصورت اور قددار بکری کا پتہ بتادو جو تین ماہ سے غائب ہوگئی ہے اگر آپ بتادیں کہ وہ کس کے پاس ہے تو ہم کو یقین ہوگا کہ بے شک آپ اقطاب ہند ہیں اور ہم سب تمہارے پیچھے نماز پڑھیں گے اور آپ کو امام مان کر بیعت قبول کریں گے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک نے اسی وقت عالم ارواح کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھایا اور فرمایا کہ بکری کے کھانے والو

حاضر آؤ۔ ایک لحظہ گزرنے نہیں پایا تھا کہ ستائیس آدمی شہر کلیر میں سے
نہایت سراسیمہ اور پریشان حضرت مخدوم کے سامنے حاضر ہوگئے۔ حضور
مخدوم صابر پاک نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگوں نے ذموان رئیس
کلیر کی بکری کس جگہ ذبح کر کے کھائی ہے۔ اس کا احوال بیان کرو ان
لوگوں نے قبولیت سے انکار کیا حضرت مخدوم نے ارشاد فرمایا کہ اے
لوگو سچ سچ بیان کردو ورنہ ابھی اس کا پردہ فاش ہوجائے گا یہ سن کر بھی ان
لوگوں نے انکار کیا اور کہا پردہ فاش کردیں۔ حضرت بادشاہ دو جہاں نے
ذموان رئیس کلیر سے ارشاد فرمایا کہ تو اپنی بکری کا نام لے کر آواز دے
تب ذموان نے حرمنہ نام لے کر آواز دیا تو ان لوگوں کے شکم میں سے جدا
جدا آواز آیا کہ میں اس قدر ان لوگوں کے شکم میں ہوں ان لوگوں نے مجھ کو
بوقت نصف شب چاہ صدق کے کنارے ذبح کیا تھا اور میری ہڈیاں اور
کھال پتھر باندھ کر چاہ میں ڈالدیا اور میرا گوشت بھون کر کھالیا۔ ذموان نے
یہ آواز ان کے شکم سے سن کر عرض کیا کہ بے شک آپ اقطاب ہند
ہیں۔ اس اعتراف کو سن کر قاضی تبرک نے ذموان کے کان میں کہا کہ یہ
جادوگری ہے اور جادو سے یہ سب کر دکھایا ہے۔ آپ کیوں بہک گئے۔
اس بہکانے سے ذموان اپنے اقرار سے پھر گیا اور حضرت مخدوم سے کہا

کہ تم جادو گر ہو اقطاب بند نہیں ہو۔ اس پر بادشاہ دو جہاں نے تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ آج سنت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس عاصی سے بھی ادا ہوئی یہ فرما کر مسجد سے گل زادی کے مکان میں تشریف لائے اور بتاریخ بیسویں روز شنبہ کو مخدوم پاک نے ان احوال کا ایک اطلاعی عریضہ بدست علیم اللہ ابدال حضور بابا گنج شکر کی خدمت میں پاکپٹن شریف کو روانہ فرمایا۔ اسی روز وہ عریضہ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ بعد ملاحظہ حضور گنج شکر نے ارشاد فرمایا کہ میرے مخدوم صابر نے حد سے زیادہ صبر کیا ہے الحمد للہ خدا کا خوف ملحوظ خاطر رہا اور حضور بابا صاحب نے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی سے ارشاد فرمایا کہ تم وہاں کا گزرا ہوا احوال علیم اللہ ابدال کی زبانی سن کر مکتوب نطاب میں مفصل تحریر کرتے رہو دوسرے روز بتاریخ اکیسویں یکشنبہ کو بعد نماز اشراق بموجب حکم حضرت سرور کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے استفتاء بحوالہ حدیث اور آیت کے تحریر فرما کر اور حاضرین محفل کی دستخط اور مہر سے مزین کر کے تیسرے روز حضرت علیم اللہ ابدال کے ہمراہ قاضی تبرک کے پاس کلیر کو ارسال فرمایا۔ اسی دن علیم اللہ ابدال نے حضرت بادشاہ دو جہاں کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ استفتاء

ملاحظہ میں گزارا اور بتاریخ تیئیسویں (۲۳) روز سہ شنبہ کو وہ مکتوب قاضی تبرک کے ہاتھ میں دیدیا اور بتاریخ چوبیسویں روز چہارشنبہ کو قاضی تبرک نے اس استفتائی مکتوب کو چاک کر کے اس کی پشت پر یہ جواب تحریر کیا کہ ہمارا پیر کلام مجید ہے اور امامت ہماری قدیم سے چلی آتی ہے محض تمہارے کہنے سے تمہارے خلیفہ کو ہم اپنا امام کیوں مانیں۔ اگر ہم کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوا ہے تو ہم تمہارے خلیفہ کو مانیں گے۔ صرف تمہارا قول ہمارے لئے کافی نہیں ہے اور یہ تحریر والا مکتوب بدست صفرت بن قنوان حضور مخدوم پاک کے پاس قریب دوپہر کے پہونچادیا حضرت مخدوم نے بسروقد مکتوب استفتا کی تعظیم کرنے سر مبارک پر رکھا اور لانے والے سے فرمایا کہ بھائی تم قاضی صاحب سے جاکر کہدینا کہ مکتوب استفتاء چاک کرنے سے تمکو کیا حاصل ہوا۔ بغیر چاک کئے ہوئے ارسال کرتے تو کیا نقصان ہوتا خیر تم نے میرے مولا کے کتبہ کو چاک کیا ہے میں نے تمہارے سب کے نام لوح محفوظ سے چاک کر ڈالے میرے کہنے کے بموجب آج کا روز تحریر کرلو کہ نام تم سب اہل کلیر معہ زمین کلیر سوختہ ہوگئے روز قیامت تک تم سوخت ہوتے رہوگے۔

حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک نے اسی روز بتاریخ چوبیسویں روز چہار شنبہ بعد نماز ظہر وہ چاک کیا ہوا استفتاء اپنی عرضی کے ساتھ حضور گنج شکر بابا مسعود العٰلمین قطب عالم کی خدمت میں بدست حضرت علیم اللہ ابدال ارسال فرمایا چنانچہ اسی روز حضرت علیم اللہ ابدال نے حضرت بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں پہنچ کر عرض معہ استفتاء ملاحظہ اقدس میں پیش کیا اور سب احوال مکاتیب نطاب میں درج کرا دیا۔

حضرت بابا صاحب نے حضرت علیم اللہ ابدال سے فرمایا ٹھہرو جواب دیا جائے گا اور اپنے حجرہ میں تشریف لے گئے اور تیرہ روز کے بعد بتاریخ ساتویں ماہ محرم ۶۵۱ ہجری کو روز سہ شنبہ وقت فجر کے باہر تشریف لائے اور ایک نامہ بنام ذموان رئیس کلیر اس مضمون کا تحریر فرمایا کہ تجھ کو خدائے عزو جل نے رئیس شہر گردانا ہے تجھ کو لازم ہے کہ تو اول بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء سے بیعت قبول کر بعد حصول شرف بیعت تجھ کو رویت سرور کائنات اشرف الانبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا کرے گی اور احکام بھی اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے تجھ کو آیا کریں گے مگر بغیر بیعت حاصل کئے یہ مرتبہ ہرگز نصیب نہ ہوگا۔ اور قاضی

صاحب کی خدمت میں بھی فقیر یہی عرض کرتا ہے کہ میرے مخدوم صابر کی اطاعت کرو کہ اطاعت مخدوم کی عین اطاعت خدا و رسول ہے اور اگر میرے صابر سے انحراف کروگے تو خدا و رسول کے نزدیک منکر شمار کئے جاؤ گے تم کو نہیں معلوم ہے کہ میرے مخدوم نے تمہارے سب کے نام لوح محفوظ سے سوخت کردئے ہیں اگر تم میرے مخدوم صابر کی فرمانبرداری نہ کروگے تو تم پر صفات قہاری کا ظہور ہوجائے گا اور ابھی میرے مخدوم صابر کے اختیار میں اگر وہ چاہے گا تو تم کو صفات قہاری سے امن بخشے گا اور یہ وہ بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء ہے کہ جس کا باپ حضرت شاہ عبدالرحیم عبدالسلام اور دادا حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب اور پردادا جناب قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ ہے تم میرے مخدوم صابر کو آل نبی اولاد علی سمجھ کر اطاعت کرو یہ بھی تو حکم رسول خدا کا ہے۔ اَکرِمُوا اَولَادِی الصَّالِحُونَ لِلّٰہِ وَ الطَّالِحُونَ لِی۔ تم صرف کلام مجید کو اپنا پیر گردانتے ہو اور آل نبی کی امامت سے انکار کرتے ہو اپنے آپ کو بہ مقابلہ آل نبی امام بیان کرتے ہو اب بھی مخدوم صابر کی اطاعت سے

انحراف کروگے تو قیامت تک پشیمان ہوا کروگے۔ خدا نے کلام مجید میں صریح حکم فرمایا ہے کہ " اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَ اُولِی الۡاَمۡرِ مِنۡکُمۡ " بعد ختم کرنے نامہ کے اپنی مہر لگا کر حضرت علیم اللہ ابدال کے ہاتھ ذموان رئیس کلیر کے پاس ارسال فرمایا چنانچہ اسی روز وہ نامہ اطہر علیم اللہ ابدال نے بعد نماز عصر کے ذموان رئیس کلیر کو پہنچا دیا اس وقت قاضی تبرک بھی مجلس رئیس میں حاضر تھے۔ جب رئیس نے نامہ کھول کر پڑھا اور علیم اللہ ابدال سے دریافت کیا کہ تم پاکپتن سے کب روانہ ہوئے تھے۔ علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ ظہر کی نماز حضرت بابا صاحب گنج شکر کے ساتھ پڑھی تھی اور نماز عصر حضور مخدوم صابر صاحب کے ساتھ ادا کر کے تمہارے پاس نامہ لایا ہوں۔ یہ گفتگو سن کر ذموان رئیس کلیر نے کہا کہ اللہ تعالی نے تم کو کمال سرعت رفتار عطاء کی ہے اس تیز رفتاری کا سبب کیا ہے؟ علیم اللہ ابدال نے جواب دیا کہ مجھ کو بہ طفیل حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے یہ مرتبہ حاصل ہوا ہے کہ میں مطیع ان حضرت عالی مرتبت کا ہوں اگر تم بھی اطاعت اس جناب حقیقت انتساب کی بجالاؤ تو تم کو بھی ہزارہا مراتب مقامات عالیہ باطن کے کشادہ ہوجائیں یہ صرف ایک ادنیٰ مرتبہ مجھ کو حاصل ہے۔

اس گفتگو کو سن کر قاضی تبرک نے رئیس سے کہا کہ آپ کا خیال کدھر ہے یہ بالکل سحر باطل ہے ان باتوں پر مطلق توجہ نہ فرمانا چاہیے ورنہ تم پر کفر کا اطلاق آجائے گا۔ ذموان رئیس کلیر بہ اغوائے قاضی تبرک عقیدہ سرعت رفتار علیم اللہ ابدال سے منحرف ہو کر کہنے لگا کہ اگر خدا کو کافر کرنا منظور ہے تو ہم کافر ہو جائیں گے اور اگر مسلمان رکھنا مصلحت ہے تو مسلمان رہیں گے ہم کو ڈراتے ہو کہ لوح محفوظ سے تمہارے نام سوخت کر دیئے گئے اگر لوح محفوظ سے نام دور ہو جاتے تو کچھ بھی آثار اس کے مرتب ہوتے یہ سب باتیں غلط ہیں۔ قاضی تبرک نے رئیس شہر کو صلاح دی کہ اس نامہ کو چاک کر کے ان کے خلیفہ کے پاس بھیجدو اور لکھ دو کہ جیسا بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔

باغوائے قاضی تبرک ذموان نے اپنے ہاتھ سے نامہ چاک کر کے جواب قاضی کا بتلایا ہوا تحریر کر دیا اور علیم اللہ ابدال کے ہاتھ واپس کیا۔ چنانچہ اسی شب حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک بعد نماز تہجد وہ چاک کیا ہوا لفافہ اپنی عرضی کے ساتھ حضور بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں حضرت علیم اللہ ابدال کے ہاتھ ارسال فرمایا۔ اس عرضی میں یہ مضمون تھا کہ حضرت اس فقیر پر بہت صدمہ ہے اور ہر وقت الہام ہوتا

ہے حضور انور پر تمام حال روشن ہے جلدی اس صدمہ عظیم سے رہائی عطاء فرمائے ورنہ فقیر کی بیماری طول پکڑ جائے گی آئندہ حضور انور کو اختیار ہے جو چاہیں سو کریں بندہ کو خدا سے کیا چارہ ہے ۔ وتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ الخ اور علیم اللہ ابدال سے تاکید فرمایا کہ آج ہی شب میں کسی وقت جواب اس عریضہ کا لے آنا ایک پہر سے زیادہ توقف نہ کرنا۔

علیم اللہ ابدال بموجب ارشاد حضرت ممدوح عرصہ ایک ساعت میں بابا صاحب حضور کی خدمت میں پہونچے عریضہ اور وہ چاک کیا ہوا نامہ ملاحظہ میں گزرانا اور زبانی عرض کیا کہ حضرت مجھ کو حکم تھا کہ ایک پہر سے زیادہ توقف نہ کرنا اب حضور کا جو حکم ہو بجالاؤں ۔ بابا صاحب حضور نے ارشاد فرمایا تم ابھی واپس جاؤ اور قاضی تبرک نیز ذموان رئیس کا نسب نامہ ہمارے پاس لاؤ اس وقت حکم دیا جائے گا اس پر عمل کرنا۔ علیم اللہ ابدال اسی وقت یہ پیام لیکر کلیر شریف روانہ ہوگئے اور عرصہ دو ساعت میں حاضر ہوکر بادشاہ دو جہاں حضور مخدوم صابر پاک کی خدمت میں جواب پیش کیا ۔ حضرت ممدوح نے اس وقت شیخ بہاء الدین کو یاد فرماکر ارشاد فرمایا کہ قاضی اور رئیس کے نسب نامے کس طرح معلوم ہوسکتے ہیں اس نے عرض کیا کہ دفتر سے معلوم ہوسکتا ہے میں ابھی جاتا ہوں ۔ بموجب حکم

حضرت موصوف کے وہ شخص روانہ ہوا اور دفتر میں جاکر معلوم کرنے لگا دفتری نے یہ خبر مخفی طور پر قاضی تک پہونچادی۔ قاضی نے رئیس کلیر کو مطلع کیا جس پر رئیس کے حکم سے اس کو قید کرلیا گیا۔ حلیمہ عورت نے بازار میں یہ بات سن کر حضرت بادشاہ دو جہاں صابر پاک کی خدمت میں عرض کی۔ حضرت ممدوح نے اسی وقت علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ ہمارے آدمی کو جلد قید سے چھڑالاؤ اور دفتر سے تمام نسب نامے نکال لاؤ۔ علیم اللہ ابدال نے دفتر میں جاکر کل نسب نامے لوگوں کے نکال لئے اور قید خانہ سے شخص مذکور کو اپنے ہمراہ لے آئے۔ حضور صابر پاک نے دونوں نسب نامے علیم اللہ ابدال کے ہاتھ حضور بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں ارسال فرمائے چنانچہ چار ساعت میں علیم اللہ ابدال نے پاک پٹن شریف پہونچ کر حضور بابا صاحب کی خدمت میں پیش کردئے اور عرض کیا کہ حضور میرے لئے آج کیا حکم ہے۔ حضور آپ کے پاس رہوں یا حضور صابر پاک کی خدمت میں واپس جاؤں۔ حضور بابا صاحب نے ارشاد فرمایا تم کو اس قدر ہراس کیوں ہے اور اس وقت تمہارے قلب پر کیا القا ہورہا ہے آپ نے جواب میں فرمایا حضرت میرے قلب پر یہ القا ہورہا ہے کہ زمین کلیر پر قہر خدا نازل ہونے والا ہے مجھے یہ خوف ہے

کہ کہیں میں بھی قہر میں مبتلا نہ ہوجاؤں۔ حضور پہلے میرے حال پر کرم فرمائیں اور میری تسلی کردیں اور بعد حضور جواب تحریر فرمائیں۔ آج تک کبھی میرے باطن میں ایسا ہراس طاری نہیں ہوا۔ حضور بابا صاحب نے ابدال صاحب کی پشت پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور ارشاد فرمایا کہ تو سپرد میرے مخدوم کے ہے تجھکو خوف نہیں کرنا چاہئے جب تو وہاں پہونچے گا تو میرا مخدوم تیری تسلی بخوبی کردے گا اور تیرے مطمئن ہونے کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے ہوگا۔ اس گفتگو کے دوران علیم اللہ ابدال کے تمام بدن پر رعشہ طاری تھا اور بجز عجز و انکسار کے کچھ اور زبان پر نہ تھا۔ یہ حال دیکھ کر حضور بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ تو میرے مخدوم کا نام ورد زبان رکھ تیری مشکل آسان ہوجائے گی۔ چنانچہ علیم اللہ ابدال نے حضور مخدوم پاک کا نام ورد زبان رکھا۔ معاً نام مبارک کی برکت سے قلب کی تسلی اور روح کی تشفی ابدال صاحب کو حاصل ہوگئی۔

آٹھویں محرم ۶۵۱ھ روز چہار شنبہ کو بعد نماز مغرب ابدال صاحب حضور بابا صاحب کا نامہ لے کر کلیر کو روانہ ہوئے اور قریب نماز عشاء کے وہ نامہ حضور مخدوم صابر پاک کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت والا نے اول نامہ مبارک کو بوسہ دے کر کھولا اور ارشاد فرمایا کہ بَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار

کی شان کا زمانہ قریب آپہونچا ہے۔ ابدال صاحب نے دریافت کیا کہ حضور کے پاس یہ غلام کس طرح ٹھہر سکے گا۔

حضرت بادشاہ دو جہاں نے ارشاد فرمایا کہ میرا نام تیرے لئے کافی ہے۔ اور تو میری پشت کے پیچھے امن میں رہے گا اور میری پشت کے پیچھے کے علاوہ اور کوئی جگہ امن کی نہوگی۔ اور فرمایا کہ تو میری پشت کو اپنی آغوش میں لے کر مس کرے۔ چنانچہ علیم اللہ ابدال نے بموجب حکم بہ ادب تعمیل کی۔ پھر حضور صابر پاک نے گرامی نامہ کو علیم اللہ ابدال سے پڑھوایا۔ نامہ میں یہ عبارت تحریر تھی:

"میرے مخدوم یہ تیری چھیری ہے چاہے تو ماس کھا اور چاہے دودھ پی"

بتاریخ نویں محرم صبح پنجشنبہ کو حضور صابر پاک نے وردسیف اللہ حرزیمانی شریف اور حرز مرتضوی سلطان الاوراد کو بہ ترکیب قیومی روحی تلاوت فرمایا اور آسمان کی طرف دم کردیا اور بتاریخ دسویں ماہ محرم ۶۵۱ ہجری کو صبح بروز جمعہ حضرت ممدوح نے ورد ممدوح ترکیب غوثوی معنوی تلاوت فرماکر زمین کی طرف دم کردیا ایک ساعت کے بعد زمین نے بطور زلزلہ کے جنبش کی۔ علیم اللہ ابدال نے حضور بادشاہ دو جہاں کی جناب میں عرض کیا کہ اس شہر کلیر میں ایک عورت تختہ یونان کی رہنے والی "جنغلہ

نصرت " نام کی سات سو برس عمر کی ہے اس کو امان دی جائے۔ حضرت صابر پاک نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ یہ عورت فتنہ عظیم پیدا کرے گی۔ اس عورت کے بھید سے تو ابھی واقف نہیں ہے یہ عورت پانی میں آگ لگا دینے والی ہے۔ نصف شہر اس عورت کی وجہ سے مردود ہو گیا ہے اور نصف شہر قاضی اور رئیس کے سبب سے علیم اللہ ابدال نے خائف ہو کر عرض کیا کہ حضور میری خطا معاف ہو میں نے نادانستہ یہ معروضہ کیا تھا۔ حضور انور کو اختیار ہے جو چاہے سو کریں۔ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ تیری خطا معاف کی جاتی ہے تو شاد رہے گا میری پیٹھ کے پیچھے رہنا اور دیکھنا خداوند کریم قہر کا کیا طوفان لاتا ہے۔

بعد تھوڑے عرصہ کے پھر زمین کو زلزلہ ہوا تب مخلوق کلیر میں چرچا ہوا۔ جب ایک پہر دن چڑھا پھر زمین کو جنبش ہوئی۔ رئیس کلیر نے قاضی تبرک کو طلب کر کے کہا کہ آج ایک پہر میں تین مرتبہ زمین کو جنبش کیوں ہوئی ہے؟

قاضی مردود نے جواب دیا کہ مجھ کو بھی تعجب ہے۔ رئیس نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ شاید اقطاب ہند نے اپنا زور دکھایا ہے۔ چلو ان کے پاس حاضر ہو کر تائب ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ شہر تباہ ہو جائے اور وہ صاحب

سچ کہتے تھے کہ اقطاب ہند ہوں قاضی تبرک نے جواب دیا کہ آپ جنلہ
نصرت ساحرہ کو بلاکر دریافت کرلیں چنانچہ رئیس نے اس ساحرہ کو طلب کر
کے کہا آج زمین پر جلد از جلد زلزلہ کیوں برپا ہو رہا ہے یہ گفتگو ہو ہی رہی
تھی کہ چوتھی مرتبہ زمین کو جنبش ہوئی عورت ساحرہ نے بیان کیا کہ
صاحب یہ جادو ان کا کیا ہوا ہے جو اپنے کو اقطاب ہند کہتے ہیں اگر حکم ہو
تو یہ عورت بھی گیارہ بار زمین کو جنبش دے سکتی ہے چنانچہ رئیس کی
اجازت سے عورت طلسم کر کے گیارہ مرتبہ زمین کو جنبش دی کہ فی الواقعی
وہ زلزلہ نہ تھا مگر لوگوں کے علم میں یہ جنبش معلوم ہوتی تھی۔ عورت کا یہ
سحر دیکھ کر رئیس کلیر اور قاضی کی تسلی ہو گئی اس وقت رئیس کلیر کی محفل
میں چار سو باون سردار چنڈول نشین حاضر تھے اور قاضی کے ہمراہ انیس
فاضل اجل محفل رئیس میں آئے تھے سب کہنے لگے کہ کوئی ساحر امامت
کا دعوی کرے تو ہم ساحر کو کس طرح امام گردانیں۔ القصہ تابہ اذان نماز
جمعہ سات مرتبہ زمین کو زلزلہ ہوا اذان نماز جمعہ سن کر تمام علمائے مذکور
قاضی تبرک کے ہمراہ اور تمام چنڈول نشین سردار رئیس کلیر کے ساتھ
جامع مسجد کو روانہ ہوئے اور خود حضور بادشاہ دو جہاں علیم اللہ ابدال اور شیخ
بہاء الدین کے ساتھ جامع مسجد میں تشریف لاکر مصلی امام پر رونق افروز

ہوگئے تھے جب رئیس اور قاضی اپنے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اور تیرہ ہزار عوام الناس نمازی جامع مسجد میں نماز کے لئے آپہونچے اور قاضی تبرک مصلی امام کے قریب آیا اس وقت بادشاہ دو جہاں نے پھر ہدایت فرمائی کہ اگر آج بھی تم مجھ کو اپنا امام گردانتے ہو تو خیر ہے ورنہ روز قیامت تک پشیمان ہوا کروگے اور مغفرت کی صورت بھی حاصل نہ ہوگی۔ آئندہ تم کو اختیار ہے۔ قاضی تبرک مردود نے جواب دیا کہ بار بار کیوں فرماتے ہو ہم کو تمہارے پیچھے نماز پڑھنا ہرگز منظور نہیں تم ہمارا مصلیٰ چھوڑ دو اور جو کچھ کرنا ہے آج کرلو، ہم نے بھی ایک ساحرہ عورت کو تمہارے مقابلہ کے لئے فراہم کرلیا ہے۔ اگر تم ہم پر سحر کروگے تو وہ عورت تم پر ایسا سحر کرے گی کہ اس کے اثر سے تمکو نجات نہ ہوگی۔ یہ جواب سن کر حضور بادشاہ دو جہاں مصلیٰ امام پر اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت دو شخص ضعیف العمر نے کہ ایک جانب شمال آخر صف اول اور دوسرا جانب جنوب اخیر صف اول میں کھڑے تھے۔ بآواز عرض کرنے لگے کہ ہم اولیاء ہیں اور حضرت کی امامت کے مُقر ہیں ہم کو بھی اس وقت زمین مسجد نے پکڑلیا ہے۔ حضور بادشاہ دوجہاں نے ارشاد فرمایا: تم لوگوں نے اول روز اس طرح ہماری امامت کا اقرار کیوں نہیں کیا۔ اب فقیر کا مارا مردود ہوتا ہے گو کیسا ہی

اولیاء سے اور حضور مخدوم صابر پاک نے علیم اللہ ابدال اور شیخ بہاء الدین
کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے دالان مسجد سے صحن مسجد میں تشریف لئے۔ کسی
مردود نے اپنے مصلے پر جگہ نہ دی یہاں تک کہ مسجد کی سیڑھیوں سے علیحدہ
تشریف لے آئے شیخ بہاء الدین آخری سیڑھی کی صف میں نماز کے واسطے
کھڑے ہوگئے اور علیم اللہ ابدال حضور مخدوم صابر پاک کی پس پشت
دست بستہ باادب کھڑے ہوگئے جب سب اہل مسجد رکوع میں گئے تب
حضرت ممدوح نے زمین مسجد کو ارشاد فرمایا کہ تو بھی رکوع کر کے ان
سب کو یاں سے تحت الثریٰ لے جا کہ روز قیامت تک یونہی چلے جائیں
گے بعد حشر ان سے جواب پوچھا جائے گا کہ تم نے میرے مخدوم کی
نافرمانی کی تھی تم سب ہمیشہ دوزخ میں رہوگے ہرگز نجات نہ ملے گی۔
بموجب فرمان حضور بادشاہ دو جہاں زمین مع مسجد رکوع میں آئی۔ جب سطح
زیریں زمین مسجد اوپر آگئی وہ سب لوگ نمازی جو مسجد میں تھے اسی طرح
ٹوٹی ہوئی سب لوگوں کو تحت الثریٰ لے گئی اور سارے شہر کی زمین ہل
گئی تمام شہر میں تہلکہ مچ گیا اور حضور مخدوم پاک کی زبان سے یَاھُوْ یَا
مَنْ ھُوْ یَامَنْ لَیْسَ لَھُوْ اِلَّا ھُوْ حق حق صادر ہوتا تھا۔ تمام روئے
زمین کے حضرات نقبا، صاحب ولایت روح جذبیہ متعینہ ہر شہر و دیار

افواج نے بآواز روح منادی کر کے ہر جگہ اس واقعہ ہیبت طراز کو مشتہر کر دیا۔ اور جو لوگ مسجد کے باہر کھڑے تھے جس نے بھی یہ حادثہ دیکھا متوحش ہو کر بے اختیار بھاگا اور مسماۃ گلزادی بھی یہ حادثہ سن کر وہاں پہونچی اور حضرت ممدوح سے رو کر عرض کرنے لگی کہ آپ کا غلام میرا بیٹا شیخ بہاء الدین بھی اس مسجد میں نماز کو آیا تھا اس کے لئے پریشان ہوں۔ حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا آخری سیڑھی کے نیچے آگیا ہے جاکر نکال لے۔ گلزادی نے عرض کیا میں کس طرح سیڑھی کو اٹھا سکوں گی اس پر حضور صابر پاک نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ہمارا نام لیکر بہاء الدین کو سیڑھی کے نیچے سے نکال لاؤ۔ چنانچہ علیم اللہ ابدال نے سیڑھی کے پاس آکر کہا کہ اے زمین تو شیخ بہاء الدین کو نجات دے یہ کہہ کر آخری سیڑھی کا پتھر اٹھایا اور شیخ بہاء الدین کو کہ اس کا نصف حصہ جسم دھنس چکا تھا نکال لیا۔ حضور مخدوم پاک نے شیخ بہاء الدین کو اس کی ماں کے سپرد کر کے فرمایا کہ ہم کو بارہ پہر عبدیت خاص ہے جو تیرے قرابت دار یگانے ہوں ان سب کو بارہ کوس سے آگے بھگا لے جا نہیں تو بارہ کوس کے اندر تم کو کہیں بھی امان نہ ملے گی۔ آتش قہر میں جل کر ہلاک ہو جائیں گے۔ بموجب ارشاد حضور بادشاہ دو جہاں مسماۃ گلزادی چھ نفر مرد

وزن کو لے کر حد بارہ کوس سے شکل گئی۔ اس عرصہ میں حضرت ممدوح گلزادی کے مکان تشریف لائے۔ علیم اللہ ابدال کے ساتھ مخلوق شہر حضرت ممدوح والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عاجزی کرنا شروع کیا۔ اور علیم اللہ ابدال اور لوگوں کو حضرت ممدوح کے پاس جانے نہیں دیتے تھے اور فرماتے تھے اب تمہارا عجز قبول نہ ہوگا وہ زمانہ گزر گیا جب مخلوق شہر نے یورش کی۔

حضرت ممدوح معہ علیم اللہ ابدال اپنی قیام گاہ مکاں گلزادی سے تشریف لے گئے اور کسی ایک جگہ قیام فرما رہے۔ اس واقعہ مسجد سے ایک پہر کے بعد اس کی اطلاع کا احوال نامہ علیم اللہ ابدال کے ہاتھ حضور بابا صاحب گنج شکر قطب عالم کی خدمت میں ارسال کیا اور ان سے ارشاد فرمایا کہ جب تم واپس آؤ تو میرا نام تلاوت کرتے ہوئے آنا مگر میرے سامنے نہ آنا ورنہ جل جاؤ گے۔ میری پشت کی پچھلی سمت تم کو امان ملے گی اور جو کچھ میں کہا کروں ویسا ہی کرنا۔ یہ ارشاد سن کر علیم اللہ ابدال آداب بجالائے اور پاک پٹن شریف کو روانہ ہوگئے۔ *

باب (۱۵)

احوال سب اولیائے ہم عصر کے نزول کیفیت ہوجانے کا اور حضرت مخدوم پاک کی مزاج پرسی کو حاضر ہونے کا اور آتش قہر سے زمین کلیر کے جلنے کا

مکاتیب حضرات اولیائے ہم عصر میں تحریر ہے کہ بتاریخ دہم ماہ محرم ۶۵۱ ہجری روز جمعہ بعد الٹ جانے جامع مسجد کلیر کے قریب نماز عصر علیم اللہ ابدال حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے پاس سے جب عریضہ اطلاع احوال کا لیکر پاک پٹن شریف میں پہونچے وقت نماز عشاء کا قریب تھا دیکھا کہ حضرت بابا شیخ فرید گنج شکر بابا مسعود العٰلمین قطب عالم اغیاث الہند کی خدمت میں حضرات مفصلہ ذیل حضرت قطب الدین ابوالغیث جمیل یمنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے حاضر ہیں کہ ان حضرت کا انتقال واقعہ جامع مسجد کلیر سے قبل نماز جمعہ کے حضرت بابا صاحب ممدوح کے مکان پر ہوا تھا اور سب حضرات حضور

بابا صاحب سے عرض کرتے ہیں کہ جب سے واقعہ الٹ جانے جامع
مسجد کلیر کا القاء الہام ہیبت النیام ہم سب کے قلب پر ہوا ہے مرتبہ نزول
کیفیت باطن کا طاری ہے اور جب تک ذکر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم
علاء الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کا گوش زبان پر رہتا
ہے دل کو چین اور آرام رہتا ہے ورنہ دل بے قرار ہوجاتا ہے یہ بیان سن
کر حضور بابا صاحب قطب عالم نے فرمایا کہ یہ سب عروج علوالعرجی و المرتبہ
شہنشاہی ولایت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر صاحب سلطان الاولیاء کا ہے۔
آج تمام حضرات اولیائے ہم عصر صاحب خدمت ولایت ہفت اقلیم اور
ہر طرح کی کیفیت باطن والوں کو وقت ہونے الہام واقعہ الٹ جانے جامع
مسجد کلیر سے مرتبہ نزول کیفیت باطن کا ہوگیا ہے اور میرے مخدوم صابر
پاک کے ہاں حاضر ہو کر مزاج پرسی کر آنے تک کسی کو پایہ عروج کیفیت
باطن کا ہرگز حاصل نہوگا اور اسی وقت اپنے اٹھائیس خلفاء کو ابدال کی
معرفت طلب فرمایا اسی گفتگو کے درمیان علیم اللہ ابدال نے اپنا لایا ہوا
عریضہ حضرت بابا صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور آداب بجالا کر بیٹھ
گئے اور حضرت بابا صاحب نے باہزاراں فرحت و انبساط لفافہ کھول کر
عریضہ ملاحظہ فرمایا اور سب خلفاء مع حاضرین محفل سے ارشاد فرمایا کہ علیم

اللہ ابدال سے تم سب حضرات کلیر کا احوال گزشتہ مع نقشہ جامع مسجد کے اپنے اپنے مکاتیب میں مفصل تحریر کرلو اور جب مزاج پرسی کو جاؤ تو وہاں کا احوال بھی مفصل تحریر کرنا کہ ان سب تحریروں کے ذریعہ احوال میرے مخدوم کا من اولہ الی آخرہ۔ اس کے خلیفہ کے پاس جمع کیا جائے گا اور ساڑھے سات سو برس یہ حال مخفی رہے گا اور بعد کو اس سلسلہ صابریہ کا ایک مجدد جو اولاد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگا اپنے زمانہ اجتہاد میں اس کو شائع اور مشتہر کرے گا۔ چنانچہ بعد بیان کردینے کلیر پر گزرے ہوئے احوال کو بعد نماز عشاء حضرت علیم اللہ ابدال وہاں سے روانہ ہوئے اور سب حضرات نے جامع مسجد کلیر کا نقشہ مفصلا اپنے اپنے مکتوبات نطاب میں تحریر فرمایا ہے۔ بتاریخ گیارہویں ماہ محرم ۶۵۱ ہجری روز شنبہ کو بعد نماز صبح کے حضرت شیخ شاہ فرید گنج شکر بابا صاحب قطب عالم اغیاث الہند نے حضرت بدر الدین صاحب سجادہ فرزند اکبر صاحب مکتوب نطاب "نقوش فریدی" کو بجائے خود اور باقی چھبیس خلفائے صاحبان مکاتیب نطاب کو واسطے مزاج پرسی حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب بہ مراد شرف اندوزی عروج کیفیت باطن کے کلیر کی طرف روانہ فرمایا اور بموجب حکم حضرت بابا صاحب ممدوح

کے اسم اعظم چشتیہ کو تلاوت کرنا شروع کیا اور علیم اللہ ابدال جو حضور بابا صاحب قطب عالم کی خدمت فیض درجت سے کلیر کا گزرا ہوا احوال تحریر کرواکر کلیر کو روانہ ہوئے تھے وقت نماز تہجد کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے دیکھا کہ حضرت ایک جگہ قیام نہیں فرماتے ہیں علیم اللہ ابدال نے آداب بجالاکر حضور بابا صاحب مسعود العلمین کی محفل اقدس کا احوال بیان فرمایا۔ حضور بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر پاک نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ اب ہم سے عالم امکان میں کلام مت کیجئے۔ کیفیت پہچان کر عالم وجوب میں عرض کرلیا کرنا اور بتاریخ بارہویں ماہ محرم ۶۵۱ ہجری مرقوم الصدر شب یکشنبہ کو عرصہ بارہ پہر حالت عبدیت خاص کا تمام ہوا وقت نماز تہجد کا تھا اس عرصہ میں کلیر کی مخلوق حضرت ممدوح کو ڈھونڈتی رہی مگر کسی شخص نے اس قدر عرصہ تک حضرت موصوف کو کہیں نہیں پایا۔ جب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء کی کیفیت باطن نے حالت عبدیت خاص سے تجاوز فرمایا اس وقت حضرت ممدوح مسماۃ گلزادی کے مکان پر تشریف لائے اور جس جگہ اب حضرت کا مزار مقدس ہے یہ جگہ روز اول سے پسند خاطر فیض مآثر تھی۔ کھڑے ہوئے اور حضرت علیم اللہ ابدال دست بستہ

پشت مبارک کے پیچھے کھڑے تھے اس عرصہ میں درخت گولر اور ایک فاختہ آشیانہ دار درخت گولر نے کہ وہ درخت گولر اب بھی بارگاہ عرش پناہ میں موجود اور ایک قطعہ زمین نے جو حضرت موصوف کے جائے اقامت سے مغرب میں سات قدم اور مشرق میں سترہ قدم اور شمال میں انیس قدم اور جنوب میں اکیس قدم پر تھی اور ایک قطعہ مزار جس میں حضرت سید امام الدین صاحب جو اولاد حضرت غوث پاک قطب عالم سے اور مرید حضرت خواجہ غریب نواز سے ہنگام فتح کلیر شہید ہو کر دفن ہوئے تھے ۔ وہ آتش قہر سے محفوظ رہنے کے سائل ہوئے ۔

حضور مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ چاروں آتش قہر سے محفوظ ہوگئے ۔ یہ وعدہ فرماکر حضور مخدوم پاک روبقبلہ اور پشت مغرب کی طرف کئے ہوئے درخت گولر کے قریب آکر اقامت پذیر ہوئے اور حضرت علیم اللہ ابدال درخت گولر سے سینہ لگائے اور حضرت مخدوم پاک کی جانب منہ کر کے کھڑے ہوگئے ۔ حضور مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء نے درخت گولر سے پشت مبارک لگاکر (سیدھے ہاتھ سے) درخت گولر کی ڈالی پکڑی اور دست راست کی انگشت شہادت مٹھی بند کر کے علم کرلی اور ہاتھ قلب کے برابر لاکر آسمان کی جانب نظر اٹھائی

تھوڑے عرصہ تک اسی طرح کھڑے ہوئے استغراق میں رہے اور جب کیفیت تمام و کمال غالب ہوگئی یک بیک بے اختیار دونوں ہاتھ نیچے کو آگئے اور نگاہ مبارک آسمان کی جانب سے آنکھیں بند ہوکر علحدہ ہوگئی اور اسی حال میں حضور مخدوم پاک سلطان الاولیاء درخت گولر سے جانب مغرب تشریف لے گئے اور جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے جاکر کھڑے ہوئے تھوڑی دیر ٹھہر کر آنکھیں کھولیں جونہی قہر آمیز نگاہ زمین پر پڑی جائے اقامت سے سات قدم کے فاصلہ پر آتش قہر زمین کے اندر سے نکلی اور قطعات زمین اور درخت گولر اور فاختہ مذکورہ کو چھوڑ کر چہار طرف ہر ایک شئے کو جلاتی ہوئی بہت جلد حد بارہ کوس پر پہونچ گئی اور پھر آسمان کی طرف آتش قہر کے شعلے جانے لگے اور آتش قہر کے مشتعل ہوتے ہی یک لخت کلیر کے تمام مکانات اور مخلوق جل کر خاکستر ہوئے اور کسی کو دم لینے کی فرصت نہ مل سکی۔ اور حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیا اسی طرح روبقبلہ پس پشت ہٹتے ہوئے پاس درخت گولر کے تشریف لے آئے اور بدستور مرقومہ بالا کھڑے ہوکر نگاہ جانب آسمان کے فرمائی اور چار سانس لینے کے بعد پھر اسی طرح جائے اقامت تشریف لے گئے اور نگاہ قہر آلود زمین پر ڈالی اس طرح آگ زمین

سے نکل کر جائے محفوظ کو چھوڑ کر حد بارہ کوس چار طرف جلاتی ہوئی چلی گئی اور پھر شعلے آسمان کو جانے لگے اسی طرح چار روز کامل بلا کم و بیش یہی حال رہا اور بتاریخ پندرہویں ماہ محرم ۶۵۱ ہجری مذکور الصدر روز چہار شنبہ بعد نماز عصر کے حضرات خلفاء بابا صاحب اور حاضرین محفل حضرت بابا صاحب گنج شکر قریب حد بارہ کوس زمین سوختہ کے آپہونچے جب ان سب حضرات نے زمین حد بارہ کوس کو مثل تنور کے گرم پایا اور کسی کو پاؤں رکھنے کی تاب نہ آئی سب حضرات ممدوح الصدر بموجب ہدایت حضور بابا صاحب گنج شکر، حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کا نام مبارک بآواز بلند پڑھنے لگے تھوڑے عرصہ میں ان سب حضرات کے قلب پر القا ہوا کہ تم سب لوگ جانب مشرق منہ کر کے یہاں آؤ۔ سب حضرات نے بموجب القاو الہام باطن کے مشرق کی جانب منہ کر کے زمین سوختہ حد بارہ کوس میں قدم رکھا اس کے ساتھ ہی سب کے پاؤں میں آبلے پڑ گئے اور سب الغیاث الغیاث پکارنے لگے اس عرصہ میں حضرت علیم اللہ ابدال ان اصحاب کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے پاؤں جانب شمال کے رکھا تھا اس لئے آتش قہر نے جلایا اب تم سب لوگ آنکھیں بند کر کے میرے ساتھ چلو اور نام حضور مخدوم صابر پاک کا تلاوت کرتے رہو۔

چنانچہ تھوڑے عرصہ میں سب حضرات قریب نماز مغرب کے درخت گولر کے نیچے پس پشت حضور مخدوم صابر پاک کے پہونچ گئے اور دیکھا کہ چہرہ مبارک حضرت ممدوح کا جانب آسمان کے ہے ایک ساعت کامل نگاہ آسمان پر رہی بعد ایک ساعت کے بدستور مرقومہ بالا جائے اقامت پر پہونچ کر نگاہ قہر آلود زمین پر ڈالی۔ سوائے جائے محفوظ کے اور سب زمین مثل شمع کے روشن ہو کر جلتی ہوئی حد بارہ کوس پر جا پہونچی اور شعلے آسمان پر جانے لگے اور آواز بادل گرجنے کے مانند بلند ہوا۔

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء بدستور مرقومہ بالا متصل درخت گولر کے تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا یاھو یامن ھو یامن لیس لھو الاھو۔ اور پھر فرمایا لا لا لا۔ اس وقت علیم اللہ ابدال نے پس پشت مبارک سے عالم وجوب میں عرض کی کہ سب حضرات خلفاء اور حاضرین مجلس حضور بابا صاحب گنج شکر قطب عالم حضور انور کی مزاج پرسی کو حاضر ہوئے ہیں۔ حضرت ممدوح نے بآواز فرمایا الحمد للہ یا حق اور پھر فرمایا لا لا لا اور نظر مبارک جانب آسمان کے فرمائی یہ کلمات سن کر علیم اللہ ابدال نے سب حضرات کی خدمت میں گزارش کیا کہ اب یہاں سے تشریف لے چلتے میں آپ کو حد بارہ کوس پر پہونچادوں اور سب

حضرات شرف یافتہ عروج کیفیت باطن کو اپنے ہمراہ لے کر پس پشت
مبارک سے بطور مرقومہ بالا روانہ ہوگئے اور عرصہ ایک ساعت میں حد بارہ
کوس سے باہر پہونچا کر واپس آگئے اور یہ سب حضرات زمین سوختہ سے
تھوڑے فاصلہ پر ٹھہر گئے نماز عشاء ادا کر کے باہم دیگر حصول شرف پایہ
عروج کیفیت باطن کے فرحت و انبساط میں شکرانہ ادا کرتے ہوئے روانہ
ہونے کو تھے کہ دیکھا ایک ابدال ملک طوس کی جانب سے آرہے ہیں اور
ان کے ہمراہ بہت سارے جن قسم قسم کا کھانا لئے ہوتے ہیں۔ ابدال نے
ان سب حضرات کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ دیر توقف فرمائیں۔ ابدال
نے جب حضرات سے ملاقات کی اور ان سے خواہش کی کہ آپ سب
نے حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء کا جو کچھ حال
ملاحظہ فرمایا ہے وہ بیان کیجئے اور علیم اللہ ابدال کی خیریت سے بھی مسرور
فرمائیے۔ چنانچہ اصحاب موصوف الصدر نے سارا حال بیان فرمایا اس کی
سماعت کے بعد ابدال ممدوح نے سب حضرات کو طرح طرح کے کھانے
کھلائے اور گزارش کی کہ حضور بابا صاحب گنج شکر قطب عالم کی خدمت
فیض درجت میں میری جانب سے تسلیمات عرض کرنا اور یہ بھی گزارش
کرنا کہ میں آج سے معہ یکصد نفر قوم اجنہ (جن کے نام حقیقت گلزار

صابری کے صفحہ ۲۱ پر درج ہیں) حسب ارشاد حضرت شاہ عبدالرشید صاحب شمالی فرزند حضرت محمد حنیف صاحب علوی صاحب کیفیت ولایت روح جذبیہ کے حکم سے واسطے خدمت گزاری حضرت مہمانان کے مقرر ہوا ہوں ۔ جو صاحب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء کی مزاج پرسی کو تشریف لائیں گے ہیں ان کی خدمت بجالاؤں گا اور کھانا کھلایا کروں گا۔ حضور بھی میرے حال پر مددگار رہیں کہ آتش قہر سے مع جنات کے محفوظ رہوں ۔ سب حضرات ممدوح الصدر نے ارشاد فرمایا کہ تم نام حضرت بادشاہ دوجہاں کا تلاوت کرتے رہو جمال الدین ابدال نے عرض کیا بغیر اجازت نام مبارک کس طرح تلاوت کرسکتا ہوں ۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ علیم اللہ ابدال بھی اس مجمع میں آپہونچے اور جمال الدین ابدال سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ۔ حضرت بادشاہ دو جہاں سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم اور تمہارے ساتھ کے جن ہمارا نام تلاوت کریں کسی کو آتش قہر تکلیف نہیں دے گی اور اپنے ہمراہی جنات کو ممانعت کردو کہ نادانستہ زمین سوختہ حد بارہ کوس میں قدم نہ رکھیں کہ سوختہ نہ ہوجائیں یہ حکم سنا کر علیم اللہ ابدال واپس آگئے اور یہ سب حضرات جمال الدین ابدال سے رخصت ہو کر پاک پٹن شریف کو روانہ ہوگئے ۔ *

باب (۱۶)

احوال خلفاء اور حاضرین مجلس بابا صاحب کا

حضرت مخدوم پاک سے بمقام کلیر شریف فیضیاب ملازمت ہو کر حضور بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں آنے کا اور پیش خبری مندرجہ مکتوبات نطاب "کربت الوحدت" اور "احدیت المعارف" سے مطلع ہونے کا

حضرت سلطان المشائخ سید خواجہ نظام الدین بدایونی محبوب الٰہی اپنے مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ ۲۱ویں ماہ محرم ۶۵۱ ہجری روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے کل حضرات موصوفہ بالا شرفیاب حصول کیفیت عروج باطن ہو کر چھ روز کے بعد حضور بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں پہونچے قدمبوس ہو کر معائنہ کیا ہوا حال بیان کیا یہ سن کر حضور بابا صاحب نے دو رکعت نماز شکرانہ ادا فرمائی اور الحمد للہ فرماکر ستر بار یا ھادی تلاوت کیا اور سب حضرات سے بتاکید ارشاد فرمایا کہ احوال دیدہ و شنیدہ و معائنہ کیا ہوا اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں

قلمبند کرلو جب میرے مخدوم کو مرتبہ سلوک کا حاصل ہوگا۔ یہ سب احوال مندرجہ مکتوبات نطاب اس کے خلیفہ کے سپرد کیا جائے گا اور ساڑھے سات سو برس تک یہ حال مکتوبات نطاب میں مخفی و پوشیدہ رہے گا۔ بعد انقضائے مدت مذکورہ ہمارے اس سلسلہ کا ایک مجدد وقت اپنی کیفیت عروج باطن میں جو اولاد امام اعظم ابو حنیفہ سراج امت رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگا۔ اس احوال مخفی کو بحکم الہام باطن ظاہر کرے گا۔ بعدہ سب حضرات یعنی خلفاء و حضار مجلس جناب بابا صاحب نے حضرت بابا صاحب سے عرض کیا کہ حضرت زمین کلیر پر اس قدر قہر الٰہی کے نازل ہونے کا کیا سبب تھا۔ حضرت بابا صاحب موصوف نے سن کر مجھ سے فرمایا کہ نظام الدین بابا ان حضرات کو مکتوب نطاب "احدیت المعارف" تصنیف حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "کربت الوحدت" تصنیف حضور قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ معائنہ کرادو کہ یہ حضرات اس پیش خبری کو دیکھ کر تسکین حاصل کریں اور اس بیان عجیبہ کو بھی اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں قلمبند کرلیں۔ چنانچہ بموجب ہدایت حضرت بابا

صاحب کے ہیں نے اول مکتوب نطاب "کربت الوحدت" معائنہ کرایا جس میں حضور قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پیش خبری تحریر فرمائی تھی کہ مخدوم علی احمد صابر کا ہند میں قریب ۵۹۲ ہجری کے ظہور ہوگا اور پرورش پاکر طریق چشتیہ میں خلافت حاصل کر کے بت پرستوں کے شہر میں قائم ہوجائے گا اور اس کے قہر سے وہ ساری زمین جل کر خاک سیاہ ہوجائے گی اور پھر انتقال کے بعد قریب ۶۹۰ ہجری سے اس کا جسم دو پتھروں کے درمیان میں قائم رہے گا جو صاحب مکتوب نطاب قاری حزر مرتضوی قیومی روحی کا ایک معجزہ ہوگا۔ اور حضرت عزیز علیہ السلام کے معجزہ کے بدل میں یہ کرامت عزیزی شمار کی جائے گی۔ جس کے بارے میں حضرت سردار انبیاء شہنشاہ دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں اس فرمان عالی کو حضرت بندگی عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم ہنگام دفینہ حضرت مخدوم صابر صاحب بالتفصیل ظاہر کریں گے اور مخدوم علی احمد صابر کا دفینہ قریب ۹۰۰ ہجری کے ایک علوالعزم و المرتبت مجدد زمانہ خاندان صابریہ چشتیہ کے دستِ حق پرست سے جو اولاد میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سراج امت رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگا عمل میں آئے گا اور

حال مخدوم علی احمد صابر کا ہمارے زمانہ سے عرصہ بعد نو سو برس کے بعد
کیفیت ظہور باطن میں ایک مجدد وقت اس سلسلہ صابریہ کا کہ وہ بھی اولاد
حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہوگا۔ اس راز مخفی کو افشا
کرے گا اور وہ زمانہ قریب حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ہونے والا
ہے اور اس احوال راز مخفی کے افشاء کرنے کی کیفیت ظہور باطن میں
سبب یہ ہوگا کہ منکروں کی ظاہر و باطن سے سرکوبی ہو اور اسلام ترقی پائے
اور طرح طرح کے فتنے ہفت اقلیم میں ظہور میں آئیں گے اور عارف
صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبت کو اس کا علم آتا رہے گا اور
سوائے اس کے اور اس کے مقلدین کے کوئی دوسرا اس کا علیم نہ ہوگا اور
اقطاب اور اغیاث تمام روئے زمین کے آغاز ۱۴۰۰ ہجری میں مشترک قہر
اور رحم کے ہوں گے اور روئے زمین پر ابدال بہت کم نزول کریں گے
اور تمام عالم کے دنیا داروں کو نقیب اور نجیب اور اخیار بددعا کریں گے
اور دنیا داروں کے ایمان سلب ہوجائیں گے۔ مگر وہ دنیا دار جو عارفِ
مرفوع سے واسطہ رکھتے ہوں گے اور شبانہ روز شغل نوری میں بہ اجازت
شیخ کامل مصروف ہوں گے سلب ایمان سے ایمن و محفوظ ہوں گے اور
اسکی حکومت ستارہ عطارد و مریخ سے جاری ہوا کرے گی کہ وہ ستارے

متعلق غوث قمری اور رحم مشتری قطب کے ہے اور قریب ہے ۔ ۱۳۰۰
ہجری کے وسط میں حد کثرت سے ظہور پکڑے اور بعض بھی بکثرت ہو اور
گناہ کبیرہ بہت اور صغیرہ کم وقوع میں آویں اور اس زمانہ کے عارف
صاحب مجاز بھی کذب گوئی میں بکثرت مشغول رہیں اور مثالیں عارفوں کی
خفیف و ضعیف ہوں گی اور شیخ وقت ان کے ان کو ہرگز ہرگز نہیں سمجھیں
گے ہاں اگر مرفوع الاجازت فقیر کے روبرو عین اور غیر جو مثال ظاہر کریں
گے اور وہ از روئے قوت باطن اس کو سمجھیں گے اور جواب تسکین آمیز
دیں گے اور فقراء کے غیر مرفوع کی نوبت یہاں تک ہو گی کہ بموجب قول
مبارک حضرت مخبر صادق صلی اللہ و آلہ و اصحابہ و سلم دنیا کو بجائے دین
اختیار کریں گے ۔

باب (۱۷)

احوال خلافت حضرت سید نظام الدین محبوب الٰہی سلطان المشائخ علیہ الرحمہ کا

حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب میں اور دیگر اولیائے ہم عصر اپنے اپنے مکاتب میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین الارواح صاحب مکتوب نطاب "قربت الوحدت" نے بتاریخ یکم ماہ رمضان المبارک ۵۹۸ ہجری کو بروز جمعہ بوقت صبح شہر دہلی میں اپنے خلفاء اور مشائخین ہم عصر اور دیگر عوام الناس سے محفل ترتیب دے کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر قطب عالم اغیاث الہند کو اپنے ہاتھ پر بیعت امامت اور حوالت اور ارشاد سے مشرف کر کے اپنی کلاہ اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب نطاب "احدیت المعارف" کے قدموں پر رکھدیا اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر کو بھی سامنے حضرت

ممدوح کے بٹھادیا۔ حضرت موصوف نے ایک پیچ پٹکہ یعنی عمامہ سبز کا حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر کے سر پر ڈالا اور پھر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اولین الارواح کے بندھوایا اور خرقہ مبارک پہنا کر مثال خلافت کی بخطاب باطنی عطا فرمائی اور خبر دی کہ ایک مخدوم ایک محبوب تم سے فیضیاب ہونے والے ہیں اور اسی وقت حضرت قطب الاقطاب صاحب موصوف نے جملہ اشیائے مفادضات معنوتہ اور مکتوبات نطاب اپنے اور حضرات پیراں سلسلہ اور تبرکات ملبوسات وغیرہ اور اسناد خلافت نامجات اپنے اور حضرات پیران عظام شجرہ کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر کو مرحمت فرمائے اور مثل اپنے سلسلہ عالیہ چشتیہ میں صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبہ کردیا بموجب اس ارشاد فیض بنیاد کے بتاریخ دوم ماہ محرم ۶۵۰ ہجری کو روز چہارشنبہ وقت عصر کے حضرت بابا صاحب نے حضرت سید نظام الدین بدایونی کو محفل حضرات اولیاء اور دیگر عوام الناس سے محفل ترتیب دے کر بمقام پاک پٹن شریف اپنے ہاتھ پر بیعت حوالت اور امامت اور ارشاد سے مشرف کرنے اپنی کلاہ اوڑھا کر عمامہ سبز اپنے ہاتھ سے باندھ کر خرقہ پہنادیا اور مثال خلافت بخطاب سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی عطا فرماکر احکامات مستلزمہ مرتبہ حاصل

ہونے والے محبوبیت سے کامیاب کیا اور القاب باطنی سے سب حاضرین محفل کو مطلع کردیا اور ارشاد فرمایا کہ میرے سینے کا علم نظام الدین لے چلا اور محمد افضل ابدال کو حضرت سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی خدمت میں مامور کر کے اسی وقت مثال خلافت کو بدست ابدال موصوف کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کی خدمت میں ارسال فرمایا۔ علیم اللہ ابدال نے حسب معمول قدیم موقع پاکر حضرت ممدوح کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت بابا صاحب ممدوح نے حضرت سید نظام الدین سلطان المشائخ اقطاب دہلوی کی مثال خلافت حضور انور کے ملاحظہ کو ارسال فرمائی ہے۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک نے الحمد للہ ارشاد فرمایا اور سیدھی جانب مثال خلافت کی پیشانی پر اپنے دستِ راست سے لفظ الف تحریر فرمادیا کہ بخط سبز اس جگہ الف تحریر ہو گیا۔

علیم اللہ ابدال نے محمد افضل ابدال سے سب احوال بیان کر کے مثال خلافت سپرد کردی۔ محمد افضل ابدال نے اسی شب بوقت نماز تہجد کے واپس آکر حضرت بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں مثال خلافت پیش کی اور احوال گزارش کیا حضرت بابا صاحب گنج شکر نے بخط سبز الف لکھا ہوا دیکھ کر بوسہ دیا اور اسی وقت حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کو

اپنے پاس طلب فرماکر مثال خلافت مرحمت فرمائی اور صبح دہلی جانے کے لئے اجازت عطاء فرمائی۔

باب (۱۸)

احوال حضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں جناب خواجہ شمس الدین صاحب کے حاضر ہونے کا

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت ترک پانی پتی صاحب مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" تحریر فرماتے ہیں کہ میرا سلسلہ نسب سید الشہداء حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے میں اپنے اکیس فضلاء ہم نشین کے ساتھ خدا کی طلب میں وطن مالوف سے نکل کر بتاریخ گیارہویں ماہ ذی الحجہ ۶۵۸ ہجری کو روز سہ شنبہ بوقت عشاء کے پاک پٹن شریف میں حاضر ہو کر حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعودا لعلمین قطب عالم اغیاث الہند سے قدمبوس ہوا اور ہم سب نے سوال کیا کہ ہم سب کو داخل سلسلہ طریق

بیعت صحیح فرمالیجئے۔

حضور بابا صاحب موصوف نے ارشاد فرمایا کہ اب فقیر کے پاس تمہارا حصہ نہیں ہے تم کو لازم ہے کہ میرے بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب کلیری ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے پاس جاؤ اگر خدا چاہے گا اور جس کسی کا حصہ ہوگا میرا مخدوم اس کو دے گا یہ سن کر ہم سب سائل شب کو وہاں ٹھہرے صبح کو بتاریخ بارہویں ماہ مذکور روز چہارشنبہ روانہ کلیر شریف ہوئے۔ ستائیس روز کے عرصہ میں بتاریخ نویں محرم ۶۵۹ ہجری روز سہ شنبہ وقت نماز ظہر کے حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہونچے۔ جمال الدین ابدال خدمت مہمان داری کی بجالائے ہم سب نے جمال الدین ابدال سے متحیر ہوکر دریافت کیا کہ ہم نے راستہ میں سنا ہے کہ جناب بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک تک کوئی انسان جا نہیں سکتا ہے ہم کیوں کر قدمبوس ہوں گے۔ جمال الدین ابدال نے تسلی دی اور کہا ذرا آرام کرو۔ اب علیم اللہ ابدال آنے والے ہیں اسی اثناء علیم اللہ ابدال آپہونچے اور ہم سب کو اپنے ہمراہ لیکر اسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں کا تلاوت کرتے ہوئے لے چلے اور نماز عصر کے وقت حضرت صابر پاک کی پشت مبارک کے پیچھے پہونچ کر کھڑے ہوگئے۔ اور دیکھا کہ حضور

مخدوم صابر پاک اپنے ہاتھ سے درخت گولر کی ڈالی پکڑے ہوئے اور سیدھے ہاتھ کی مٹھی بند اور انگشت شہادت برابر قلب کے علم کئے ہوئے اور نگاہ آسمان کی جانب اٹھائے ہوئے تشریف رکھتے ہیں اور شان قہر اور جلال کی ہیبت تمام جسم مبارک سے اس قدر پر توفگن ہے کہ آنکھ اٹھاکر دیکھنے کی تاب نہیں۔ بائیس دن کامل یہی حال معائنہ کیا ہر چند علیم اللہ ابدال ہماری اطلاع کرنے کو عالم وجوب میں متوجہ ہوتے تھے لیکن بائیس روز تک اطلاع نہ کرسکے اور بائیس روز تک قہر کی آگ بھی فرو رہی اور حضرت بادشاہ دو جہاں حضور مخدوم صابر پاک بھی اسی طرح بطور مرقومہ بالا راست کھڑے ہوئے تھے کہ جنبش بھی نہیں فرماتے تھے۔ اس عرصہ میں ہمراہی میرے باختلاف عرصہ واپس روانہ ہوگئے کہ کوئی شخص سوائے میرے وہاں نہیں رہا اور چونکہ میں حضرت بادشاہ دو جہاں کو ہر وقت دیکھتا رہتا تھا مجھ کو مطلق خواہش خوردو نوش کی اور غلبہ نیند کا اس عرصہ میں کبھی نہ ہوا۔ تیسویں روز بتاریخ دوسری ماہ صفر ۶۵۹ ہجری کو روز پنجشنبہ وقت نماز فجر حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کو حواس عالم امکان کے پیدا ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تجھ کو جناب بابا صاحب نے بھیجا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضور انور کو خود

علم ہے میں کیا عرض کروں حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ:

"خدا کا شمس آسمان پر ہے اور فقیر کا شمس زمین پر"

اور اسی وقت بیعت توبہ اور ارشاد سے ہر دو خاندان حنفیہ علوی یعنی حضرت محمد حنیف صاحب فرزند حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ میں (یہ دونوں سلسلے صاحب کیفیت ولایت روح جذبیہ کے ہیں اور ان دونوں سلسلوں کا مفصل حال کتاب حقیقت گلزار صابری کے آخر میں درج ہے)۔ مشرف فرماکر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تین روز یہاں رہ کر حضور بابا صاحب کے پاس چلے جانا اور تعلیم ظاہری سے مستفیض ہو کر اور حضور بابا صاحب کی خدمت بخوبی بجالاکر اور تمامی اسناد خلافت نامجات اور تبرکات و ملبوسات اور مکتوبات وغیرہ اوراد منضبطہ شب و روز کے حاصل کر کے جب بابا صاحب اس عالم سے رحلت فرمائیں میرے پاس حاضر آنا اور حضرت بابا صاحب کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہونے دینا اور تیرے پاس علیم اللہ ابدال ہر روز کی خبریں پہونچایا کرے گا۔ بعد اس ارشاد مبارک کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کو پھر استغراق ہوگیا۔ بتاریخ تیسری ماہ مذکورہ سنہ صدر روز جمعہ قریب نماز مغرب کے

جناب ممدوح نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین یہاں آؤ میں بموجب
ارشاد عالی پس پشت مبارک سے جانب دست راست کے حاضر ہوا۔ اس
وقت حضور موصوف نے خاندان چشتیہ عالیہ میں بیعت توبہ اور ارشاد سے
مشرف فرما کر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تاواپس آنے کے اسی کیفیت
باطن کی ترقی میں مشغول رہنا اور مرتبہ روح سے تم کو کیفیت باطن سلاسل
ولایت روح جذبیہ کی تعلیم ہوتی رہے گی۔ تم تعلیم سلوک کی حضرت بابا
صاحب سے حاصل کرلاؤ اور حضور بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر پاک کو اسی
حال سے کھڑے ہوئے استغراق ہوگیا۔ چنانچہ میں بموجب ارشاد جناب
ممدوح کے تین روز حضور میں حاضر رہا چوتھے روز بتاریخ پانچویں صفر ۶۵۹
ہجری کو روز یکشنبہ بعد نماز فجر کے جناب موصوف کو بحالت معمول قدیم
اقامت فرما دیکھ کر پاک پٹن شریف کی جانب روانہ ہوا اور میرے سامنے
کسی روز قہر کی آگ شرر افشاں نہیں ہوئی جب کہ میں جمال الدین ابدال
سے رخصت ہو کر ایک منزل پر پہونچ گیا تھا۔ دوسرے دن حضور مخدوم
صابر پاک سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال کے ذریعہ حکم بھیجا کہ شمس
الدین سے جاکر کہدو کہ اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے چلا جائے۔
عرصہ تین روز میں جناب بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں پہونچ جاؤ گے

اور زبانی علیم اللہ ابدال کے سنا کہ بعد حد بارہ کوس زمین سوختہ سے میرے باہر نکل آنے کے بدستور سابق قہر کی آتش مشتعل ہونے لگی۔ یہ حکم پہونچا کر علیم اللہ ابدال واپس روانہ ہوئے اور میں تعمیل حکم میں مشغول ہوا۔

تین روز کے عرصہ میں بتاریخ آٹھویں روز چہارشبہ کو وقت مغرب کے جناب باباصاحب شیخ فرید الدین گنج شکر قطب عالم کی خدمت میں پہونچ کر آداب بجالایا اور قدمبوس ہوا۔ حضور باباصاحب گنج شکر نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تم کیوں میرے مخدوم کے پاس سے چلے آئے۔ میں نے عرض کیا کہ بموجب حکم کے قدم بوسی کو حاضر ہوا ہوں اور جیسا حکم ہو بجالاؤں۔ جناب باباصاحب گنج شکر نے ارشاد فرمایا ہمارے پاس خدمت میں رہا کرو دن کو جنگل سے لکڑیاں لایا کرو اور اس کو فروخت کر کے خورد و نوش کیا کرو اب جو لوگ یہاں موجود ہیں اسی طرح اوقات گزاری کیا کرتے ہیں۔ دن کو ریاضت اور شب کو اللہ اللہ اور بعضے روز لکڑیاں بھی میسر نہیں آتی ہیں تو فاقہ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ یہ ارشاد سن کر میں نے چار سال اسی طرح سے حضرت باباصاحب کی خدمت میں بجان و دل انجام دی اور زبانی علیم اللہ ابدال کے ہر روز احکام حضرت بادشاہ دو جہاں

مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء سے بھی مطلع ہوتا رہتا تھا اور سنتا تھا کہ چار سال کامل بدستور سابق حد بارہ کوس زمین سوختہ میں آتش قہر کی سوزاں رہی اور مرتبہ روح سے کیفیت باطن سلاسل ولایت روح جذبیہ کی تعلیم پاتا رہا۔☆

باب (۱۹)

احوال وفات حضرت باباصاحب کا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے تبرکات لانے کا

مکاتیب حضرات مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بتاریخ سوم ماہ محرم ۶۶۴ ہجری روز شنبہ بعد نماز فجر کے حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا مسعود الطلمین قطب عالم اغیاث اللہ نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو اپنے پاس پاک پٹن شریف میں طلب فرماکر مکتوب نطاب سر العبودیت۔ تصنیف کیفیات باطن اپنے کا مع دیگر جمیع مکاتیب نطاب حضرات پیران عظام اپنے سلاسل کے اور اوراد منضبط اوقاتِ شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات وغیرہ ہر قسم معہ خرقہ مبارک حضرت سرور انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم کی جو روز عطائے مثال خلافت حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ کو مرحمت فرمایا گیا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حضرت خواجہ حسن بصری کو روز عطائے مثال خلافت عنایت فرمایا تھا اور اس طرح دست بدست وہ خرقہ متبرک

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو نصیب ہوا تھا رحمت فرماتے اور
اسناد خلافت ناموں جات حضرات پیران عظام اپنے شجرہ چشتیہ کے اور
مکاتیب نطاب حضرات تشریف لانے والے برائے مزاج پرسی حضور
مخدوم صابر پاک کے کہ جس میں احوال حضرت ممدوح کا بموجب معائنہ
کے تحریر تھا اور ان حضرات صاحبان مکاتیب نطاب نے اس عرصہ آٹھ
برس میں اس عالم سے رحلت فرمائے تھے۔ ہنگام رحلت اپنے اپنے
مکاتیب نطاب جناب بابا صاحب گنج شکر کی خدمت میں ارسال کردئے
تھے بمواجہ حضرت شیخ بدر الدین صاحبزادہ کلاں حضرت بابا صاحب
مکتوب نطاب "نقوش فریدی" اور حضرت شیخ نجم الدین متوکل برادر
حقیقی حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "قصص الوحدت"
اور حضرت مولوی بدر الدین اسحاق دامادِ حضرت بابا صاحب مکتوب
نطاب "برہان الولایت" اور حضرت شیخ فضل الرحمن برادر عموزاد حضرت
بابا صاحب مکتوب نطاب نظیر الخطیب اور حضرت خواجہ رکن الدین بن
احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "امیر الوجود" اور حضرت
شاہ ابو نعیم صاحب بن صدر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مکتوب نطاب "نوم
الوجوب" اور دیگر عوام الناس کے مرحمت فرمائے۔ حضرات حاضرین

محفل نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو مبارکباد دی اور حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر بابا مسعود الفطمین نے ایک نامہ بنام نامی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے متضمن کیفیات بطون زبان ملکوت میں تحریر فرماکر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض صاحب مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" کے سپرد کردیا اور ارشاد فرمایا کہ شمس الدین تم اپنے مکتوب نطاب میں نسبت اس نامہ کے تحریر کردینا کہ یہ نامہ بجز خلیفہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبت اپنے خاندان کے اور شخص کو نہ دکھلایا جائے ۔ نہ اس نامہ کے امورات سے کسی کو اطلاع دی جائے اور پھر ارشاد فرمایا کہ شمس الدین جو اولیائے ہم عصر میرے بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کی مزاج پرسی سے کامیاب ہوئے ہیں بروقت رحلت فرمانے کے اس عالم سے مکتوب اپنا جس میں احوال معائنہ کیا ہوا تحریر ہوگا تیرے پاس بھیج دیں گے ۔ اس امر میں ایک راز مخفی ہے زمانہ ولایت کیفیت باطن اعلان اس احوال کا کیا جائے گا ۔

مجدد صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبۃ خاندان قادریہ صابریہ کا جو اولاد امام اعظم ابو حنیفہ سے ہوگا بعد ساڑھے سات سو برس

میرے بعد تکمیل اس اعلان کی کرے گا اور تبرکات خاندان قادریہ کے علیم اللہ ابدال کے پاس امانت رکھتے ہیں وہ بھی تیرے پاس جمع ہوں گے بعد اس ارشاد کے حضرت بابا صاحب ممدوح نے حضرات حاضرین محفل سے ارشاد فرمایا کہ آج اس عالم سے ہم رحلت کریں گے۔ تھوڑے عرصہ میں درد سر کی شدت دم بہ دم ترقی پذیر ہوئی۔ جب نماز مغرب کا وقت ہوا جناب بابا صاحب موصوف نے نماز مغرب ادا فرمائی بعد نماز مغرب کے استغراق ہوگیا۔ بیدار ہوکر حاضرین سے دریافت فرمایا کہ میں نے نماز مغرب ادا کرلی ہے؟ حاضرین نے التماس کیا کہ حضور انور نے نماز مغرب کی ادا کرلی ہے۔ حضور بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ دیکھا جائے اور پھر نماز مغرب ادا فرمائی بعد نماز دوبارہ استغراق ہوگیا تھوڑے عرصہ میں بیدار ہوکر پھر حاضرین سے دریافت فرمایا کہ کیا میں نے نماز مغرب ادا کرلی ہے؟ سب نے گزارش کیا کہ حضور نے دو بار نماز مغرب ادا فرمائی ہے۔ حضور بابا صاحب نے فرمایا کہ دیکھا جائے اور تیسری مرتبہ پھر نماز مغرب ادا کی۔ نماز ہی میں استغراق ہوگیا اور اسی حالت نماز میں بتاریخ پانچویں ماہ محرم ۶۶۳ ہجری دوشنبہ کا دن گزر کر شب سہ شنبہ شروع ہوچکی تھی بعد نماز مغرب قبل از نماز عشاء حضرت بابا صاحب نے

باب (۳۰)

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے خرقہ اور چادر میں آجانے کا اور مسماۃ مجیب النساء کے گنگوہ میں آنے کا اور اولیاء اللہ و خلق اللہ کا واسطے دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر پاک کے حد بارہ کوس پر حاضر ہونے کا

مکاتیب اولیائے کرام میں تحریر ہے کہ جب حضرت قطب عالم اکیس روز کامل خرقہ اور چادر میں سے غائب رہے اور یہ معاملہ شہرت پذیر ہوا اسی عرصہ میں مجیب النساء بھی لاہور سے گنگوہ شریف پہونچ گئیں اکیس روز کامل یہ حال رہا کہ ہزارہا عوام الناس در دولت دائرہ حضرت قطب عالم پر جمع ہوا کرتے تھے اور تمامی حضرات رقباء، نقباء، نجبا و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور اولیائے ہم عصر مفصلہ ذیل و تمامی خلفاء بتعداد مرقوم الصدر اندر دائرہ شریف کے حاضر ہو کر دور سے طواف خرقہ اور چادر مبارک کا کر کے جب قریب خرقہ اور چادر مبارک کے جاتے تھے باآواز بلند جمع ہو کر سبوحؓ، قدوسؓ، مخدومؓ، رحیمؓ پڑھتے تھے۔ تھوڑے

حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب اقطاب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت بابا صاحب موصوف کے چودہ فرزند ہونے میں ایک نکتہ یہ تھا کیوں کہ چودہ ولایت ظلّی اور پندرہویں ولایت اصلی محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔

حضرت بابا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مبدء کلی رہے ۔ مثل حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بابا صاحب موصوف کو مرتبہ فنا فی الرسول کا اتم حاصل تھا۔ خلفاء اور اپنے مریدوں جن و انس کی نسبت حضور بابا صاحب گنج شکر اپنے مکتوب نطاب "سر العبودیت" میں ترقیم فرماتے ہیں کہ اس فقیر سے بہتّر ہزار جن و انس مرید اور خلفاء اور اقطاب ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے :

جنات، مرید اور خلفاء کی کل تعداد باون ہزار تھی جن میں سے ۳۲ ہزار خلیفہ اور ۲۰ ہزار مرید ہوئے ۔ ان باون ہزار خلفاء اور مریداں جنات مذکورہ میں دس ہزار خلفاء اور بیس ہزار مرید گروہ امانت شاہ جنودہا سے تھے اور انسان مرید اور خلفاء کی تعداد نو ہزار ہے ان میں دو خلیفہ اکبر ایک بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء

رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلی اور کچھ خلفاء اصغر اور کچھ صاحب مجاز اور باقی مرید ہوئے اور اقطاب گیارہ ہزار ہوئے جس کی کل میزان جن و انس مرید اور خلفاء و اقطاب کی تعداد بہتر ہزار ہوئی۔ علاوہ ان کے اس فقیر سے پچیس ہزار اغیاث اور تین سو ابدال اور پچھتر ہزار نقباء اور پچاسی ہزار نجباء اور سترہ ہزار ربون اور چونسٹھ ہزار ان کے نائب ہوئے جن کی کل تعداد دو لاکھ چھیاسٹھ ہزار تین سو ہوئی اور یہ حضرات ولایت روح جذبیہ کے اس خاندان عالیہ مرفوع الاجازت علوالعزم والمرتبت شہنشاہی ولایت میں حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ سے اس فقیر تک اور فقیر سے نیچے کے مراتب حضرت امام مہدی علیہ السلام تک بموجب فرمان سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ایک شیخ وقت سے اسی تعداد کے موافق ہوتے چلے جائیں گے اور اوپر ہفت اقلیم کے تقسیم ہوتے رہیں گے اور جب یہ نہ ہوں گے تب ہی قیامت آجائے گی۔

اس احوال حضرات ولایت روح جذبیہ کو فقیر مولف کتاب شاہ محمد حسن صابری نے اپنی تالیف تواریخ آئینہ تصوف میں قلمبند کردیا ہے اور ان جمیع حالات مذکورہ کو حضرت خواجہ خواجگان خواجہ معین الدین حسن

سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہند الولی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوب نطاب "احدیت المعارف" میں اور حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی اولین الارواح نے اپنے مکتوب نطاب "قربت الوحدت" میں اور حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا صاحب مسعود العٰلمین نے اپنے مکتوب نطاب سر العبودیت میں اور حضرت سلطان المشائخ سید خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی اقطاب دہلوی نے اپنے مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" میں اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت نے اپنے مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" میں اور حضرت صاحبزادہ بدر الدین سجادہ نشین حضور بابا صاحب نے اپنے مکتوب نطاب "نقوش فریدی" میں اور دیگر خلفائے جناب بابا صاحب نے اپنے اپنے مکاتیب نطاب میں متفق اللفظ و المعنی قلمبند فرمایا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الولایت اپنے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس شب کو حضرت بابا صاحب نے حضرتِ احدیت صرفہ میں وصال فرمایا اس وقت ہر چند تمام حاضرین بارگاہ نے سعی کی کہ شب کو سامان دفینہ جمع کر رکھیں صبح کو اہتمام دفینہ ہو جائے گا لیکن باعث کمال عسرت کے کسی کو کچھ میسر نہ ہوا کہ سامان مہیا ہوتا لاچار ہو کر میں نے شب کو التواء

رکھا مگر تختہ ہائے سنگ یعنی سنگ موسیٰ کے جن پر زیر و بالا کلمہ طیبہ کندہ تھا اور ان کو ایک شخص محمد عظیم نامی سوداگر بن محمد افضل نذر کر گیا تھا وہ موجود تھے۔ صبح کو قبل اذان نماز ہمسایہ میں سے ایک عورت ضعیفہ مسماۃ عمدہ بنت غیاث الدین بن محمود جوزقانی نے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کو آواز دے کر کہا کہ بیٹا شمس الدین میرے پاس آؤ حضرت موصوف حسب الطلب اس کے پاس تشریف لے گئے اس ضعیفہ نے ایک تھان پارچہ کا حضرت ممدوح کو دیا حضرت موصوف نے فرمایا کہ ابھی تک تو ہم کو کوئی حکم باطن سے نہیں ہوا ہے ہم کیوں کر اس پارچہ کا لباس مبارک بنا سکتے ہیں۔ تب اس ضعیفہ نے بیان کیا کہ میں نے یہ تھان با وضو روز جمعہ کو سوت کات کر سفید باف نماز گزار سے باوضو بنوایا ہے اور اپنے کفن کے واسطے رکھا تھا آج شب کو میں نے بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء ہمشیر زادہ بابا صاحب کو خواب میں دیکھا ہے کہ مجھ سے فرماتے ہیں تم یہ تھان فروخت کرتی ہو اس کی کیا قیمت لوگی؟

میں نے عرض کیا کہ اس کی قیمت میں جنت لوں گی۔

حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ تم یہ تھان میرے حضرت بابا

صاحب کے لباس منور کے واسطے شمس الدین شمس الارض کو بلا کر دیدو
ہیں تم کو اس کے عوض پانچ جنتیں دوں گا اور وہ پانچوں جنتیں مجھ کو معائنہ
بھی کرادیں اور میں نے اس کی قیمت بھی وصول کرلی ہے اس لئے یہ تھان
تمہیں بلا کر دیتی ہوں ۔۔

حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض نے یہ حکم اس ضعیفہ
سے سنا تو اس تھان کو لے لیا لیکن حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین
محبوب الٰہی اقطاب دہلی کی عدم موجودگی کے باعث متفکر تھے کہ حضرت
شیخ نجم الدین صاحب متوکل برادر حقیقی جناب بابا صاحب اور جناب
صاحبزادہ بدر الدین صاحب فرزند جناب بابا صاحب اور مولوی بدر الدین
اسحاق صاحب ، داماد حضرت بابا صاحب نے صلاح دی کہ حضرت
محبوب الٰہی کے آنے تک جسد مقدس حضرت بابا صاحب کو زمین کے
سپرد کردو میں نے بہ صلاح حضرات موصوف کے بآداب تمام اپنے ہاتھ
سے لباس تیار کیا اور اپنے ہاتھ سے جسد اطہر کو غسل دے کر لباس پہنایا
اور بعد نماز اشراق بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ محرم ۶۶۴ ہجری کو نماز جنازہ بہ رونق
افروزی ارواح مقدسہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم مع
حضرات خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ادا ہوئی جس میں تمام

حضرات رجال الغیب و ابدال و رقباء نقبا، نجبا اور اغیاث و اقطاب اور جمیع اہل ولایت روح جذبیہ اور جنات اور جنودہا اور اتباعہا اور یہ فقیر شمس الدین شمس الارض اور حضرت نجم الدین صاحب متوکل اور مولوی بدر الدین اسحاق صاحب اور صاحبزادہ بدر الدین صاحب شریک تھے اور یہ نماز باطنی اول ادا کر کے جسد مقدس کو گوشہ زمین متبرکہ کے جہاں اب مقبرہ کلاں صاحبزادہ صاحب واقع ہے اس سے مشرقی جانب سپرد کیا اور بوقت نماز چاشت باطنی نماز جنازہ اور دفینہ حضرت بابا صاحب سے انفراغ حاصل کیا۔ بعد دفینہ تمام حضرات رجال الغیب اور ابدال اور رقباء و نقباء و نجبا اور اغیاث و اقطاب اور دیگر اہل ولایت روح جذبیہ طواف جائے۔ مدفونہ جسد مقدس کا کر کے فیضیاب کوائف باطنی کے ہوتے تھے اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء نے علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال کو معہ یک صد نفر جن متعینہ حد بارہ کوس کو بھی ارسال کردیا تھا بعد شرف اندوزی طواف مزار مقدس کے جمال الدین ابدال معہ یک صد نفر جن کے واپس آگئے اور علیم اللہ ابدال نے حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض سے عرض کیا کہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر پاک نے ارشاد فرمایا ہے کہ تم چار روز بعد دفینہ حضور بابا

صاحب کے مزار مقدس پر خدمت بجالا کر ہماری خدمت میں حاضر ہونا۔
چنانچہ علیم اللہ ابدال یہ حکم پہونچا کر واپس گئے اور حضرت خواجہ شمس
الدین شمس الارض بتاریخ دہم ماہ محرم ۹۹۳ ہجری مرقوم الصدر کو روز یکشنبہ بعد
نماز فجر کے کلیر شریف کو روانہ ہوئے۔ دو روز کے عرصہ میں حد بارہ کوس
زمین سوختہ پر پہونچے۔ جمال الدین ابدال خدمت بجالائے اور آتش قہر کی
شرر افشانی کا حال اس عرصہ چار سال میں بھی بموجب عرصہ آٹھ سال قبل
تشریف آوری حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض کے جس
طرح پر تحریر ہوچکا ہے حضرت خواجہ صاحب موصوف نے جمال الدین
ابدال سے سنا۔ اس گفتگو میں تھے کہ علیم اللہ ابدال حضرت خواجہ صاحب
ممدوح کے پاس حاضر ہوئے اور احوال بدستور مرقومہ بالا بیان کیا۔ *

باب (۲۰)

احوال حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی کا پاک پٹن شریف جاکر حضرت بابا صاحب کا دفینہ ثانی کرنا اور وہاں سے دہلی کو واپس آکر حضرت مخدوم صاحب کے پاس جانے کا اور حضرت مخدوم کا خواجہ صاحب شمس الارض کو خلافت دینے کا

مکتوب نطاب مرقومہ ذیل میں تحریر ہے کہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی اقطاب دہلی صاحب مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" نے بتاریخ سوم ماہ محروم ۶۶۳ ہجری کو بروز سہ شنبہ وقت بعد نماز اشراق کے بموجب الہام باطن محمد افضل ابدال کو پاک پٹن شریف کو روانہ کیا تاکہ حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض کو تفویض تبرکات وغیرہ اور اسناد معنوتہ حضرت بابا صاحب نیز اپنے مکتوب نطاب مقناطیس الوحدت کی مبارکباد دینے کے لئے روانہ کیا اور خود حضرت سلطان المشائخ صاحب ممدوح جو اکیس روز قبل سے معتکف تھے محمد افضل ابدال نے اس روز

مبارکباد دی اور مکتوب لکھا ب "مقناطیس الوحدت" دے کر واپس آنے میں توقف کیا بعد تین روز کے محمد افضل ابدال بتاریخ چھٹی محرم روز سہ شنبہ کو بعد نماز مغرب واپس دہلی میں آئے اور مفصل حال وصال فرمانے حضرت بابا صاحب کا حضرت سلطان المشائخ سے بیان کیا۔ حضرت سلطان المشائخ سنتے ہی پوشیدہ طور سے کہ حجرہ بھی بدستور بند رہا۔ اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے ساتویں محرم کو بروز چہار شنبہ پاک پٹن شریف کو روانہ ہوئے اور بہ برکت اسم اعظم چشتیہ نویں محرم بروز جمعہ بوقت صبح وہاں داخل ہوئے اور آپ نے بالقائے باطن اول ہر چہار دیوار ہائے روضہ شریف کی بطور بنیاد کے قائم کیں اور دسویں محرم کو بروز شنبہ وقت عصر جسد مبارک حضرت بابا صاحب کو جائے مدفن سے بآداب تمام نکال کر دوبارہ جنازہ کی نماز پڑھی جس میں بابا صاحب کے کثرت سے خلفائے انسان وجنات معہ دیگر اشخاص ظاہر اور عوام الناس کے شریک تھے۔

بعدہ حضرت سلطان المشائخ نے حجرہ خاص میں جہاں حضرت بابا صاحب شب و روز مشغول بخدا رہتے تھے اور جس جگہ اب مزار معلیٰ واقع ہے دفن کیا۔ دفینہ ثانی کے واسطے روضہ شریف کے شمالی دروازہ سے جو کہ اب بہشتی دروازہ مشہور ہے جنازہ مدفن میں داخل ہوا اور خشت ہائے

پختہ و تمام سے جن پر بہشت سے قرآن مجید ختم کئے گئے تھے ۔ مرقد شریف تعمیر کیا اور تختہ ہائے سنگ موسیٰ موجودہ مذکورہ دے گئے اور پاسے انداز کو دیوار سنگ سرخ و خشت پختہ سے قریب دو درعہ اور ہر چہار طرف ایک ایک درعہ بلند کر کے بنیاد مرقد شریف قائم کردی اور جناب میاں بدر الدین صاحب صاحبزادہ کے دستار سجادگی باندھ کر بتاریخ گیارہویں محرم روز یکشنبہ بعد نماز مغرب مخفی طور سے دہلی کو واپس روانہ ہوئے ۔ اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بتاریخ بارہویں محرم روز دوشنبہ بوقت نصف شب بمقام دہلی اپنے حجرہ میں داخل ہوگئے اور حجرہ کا دروازہ بدستور بند کرلیا اور کسی کو آپ کے پاک پٹن تشریف لے جانے کا علم نہوا ۔ بعد میں سجادہ صاحب درگاہ عرش پناہ حضرت بابا صاحب نے چاہا تھا کہ روضہ شریف ہم تیار کرلیں لیکن ان سے نہ ہوسکا اور عمارت تعمیر ہوتی اور گر پڑتی ۔ مجبور ہوکر چھوڑ دیا بعدہ حضرت سلطان المشائخ صاحب نے جن کا بیان آگے آئے گا ۔ تعمیر کیا اور بعد تمامی احوال مکتوب کتاب " فردوس الوجوب " تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین اور مکتوب کتاب " مقناطیس الوحدت " تصنیف حضرت سلطان المشائخ اور مکتوب کتاب " نقوش فریدی " تصنیف حضرت صاحبزادہ بدر الدین صاحب فرزند حضور بابا

صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "قصص الوحدت" تصنیف
حضرت شیخ نجم الدین متوکل برادر حقیقی جناب بابا صاحب اور مکتوب
نطاب "بیان الولایت" تصنیف مولوی بدر الدین اسحاق صاحب داماد
حضرت بابا صاحب میں مفصل درج ہے اور بتاریخ بارہویں محرم ۶۶۴ ہجری
روز دوشنبہ بعد نماز تہجد کے سہ شنبہ تھی حضرت سلطان المشائخ نے
حضرت شیخ نصیر الدین صاحب مکتوب نطاب "حقیقت البحر" اور حضرت
شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب "عزیز الشہود" کو اپنے پاس تخلیہ
اعتکاف میں طلب فرماکر حکم دیا کہ سموسہ پندرہ سیر اور کاگ پانچ سو عدد
لے کر تم کلیر شریف روانہ ہوجاؤ اور اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے جاؤ مگر
میاں کسی کو تمہارے جانے کا علم نہ ہو اور محمد افضل کو طلب کر کے حکم
فرمایا کہ بتاریخ پندرہویں ماہ حال روز پنجشنبہ کو سوا من کھچڑی قبولی یعنی
فریدی سواسو طباق گلی میں باحتیاط لگاکر بہدست خلیفہ اکبر جنات کے
حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کی خدمت میں پہونچا دینا اور بتاریخ
بارہویں محرم ۶۶۴ ہجری مرقوم الصدر روز سہ شنبہ کو بعد نماز ظہر کے حضرت
خواجہ شمس الدین شمس الارض معہ علیم اللہ ابدال کے حضور بادشاہ دو
جہاں مخدوم صابر پاک کا نام مبارک تلاوت کرتے ہوئے حضرت

ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور باادب زیر درخت گولر پس پشت
مبارک کے کھڑے ہوگئے ۔ مگر علیم اللہ ابدال کو تین روز تک موقع اپنے
حاضر ہونے کی اطلاع کرنے کا حاصل نہ ہوا ۔ بتاریخ پندرہویں ماہ مذکور روز
پنجشنبہ معینہ سابق کو بعد نماز چاشت حضرت سید نظام الدین صاحب سلطان
المشائخ اقطاب دہلی بھی اس جگہ تشریف فرما ہوئے ۔ حضرت خواجہ شمس
الدین سے ملاقی ہو کر اسی طرح مودب کھڑے ہوگئے اور علیم اللہ ابدال کو
ارشاد فرمایا کہ تم شیخ نصیر الدین اور شیخ عثمان کو حد بارہ کوس زمین سوختہ
سے یہاں حضور میں لے آؤ اور محمد افضل ابدال جو بھی لایا ہو وہ بھی لے آؤ۔

علیم اللہ ابدال نے حد بارہ کوس پر پہونچ کر حضرت شیخ نصیر الدین
صاحب اور حضرت شیخ عثمان صاحب کو جمال الدین ابدال کے پاس اپنا
منتظر دیکھا اسی عرصہ میں محمد افضل ابدال بھی اشیائے مذکورہ لے کر
آپہونچے علیم اللہ ابدال سب حضرات کو اپنے ہمراہ حضور مخدوم صابر پاک
کا نام مبارک تلاوت کرواتے ہوئے درخت گولر کے نیچے پس پشت
مبارک لے آئے یہ سب حضرات بھی مودب کھڑے ہوگئے بعد نماز ظہر
کے علیم اللہ ابدال نے موقع پاکر عالم وجوب میں گزارش کیا کہ حضرت
خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض اور حضرت سید نظام الدین صاحب

سلطان المشائخ اقطاب دہلی حاضر آئے ہیں۔ حضور مخدوم صابر پاک کو عالم امکان کے حواس پیدا ہوئے اور زبان مبارک سے ارشاد فرمایا بھائی کا مزاج اچھا ہے۔ حضرت سلطان المشائخ نے گزارش کیا کہ حضور کی عنایت سے کامیاب ہوں پھر حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا شمس الدین تم آئے حضرت شمس الدین نے عرض کیا کہ غلام حاضر ہوا۔ حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین سامنے آؤ تمہیں صاحب مجاز مرفوع الاجازت شاہ ولایت کیا۔ حضور خواجہ شمس الدین دست بستہ جانب دست راست سے حضور میں آئے۔ حضور مخدوم پاک کو استغراق ہوگیا تھا۔ تھوڑے عرصہ میں پھر حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا شمس الدین تبرکات میں سے ہمارا عمامہ سبز نکال لاؤ چنانچہ حضرت شمس الدین صاحب نے عمامہ موصوف نکال لیا اور دونوں ہاتھوں میں لے کر ادب سے سامنے کھڑے ہوگئے اور حضرت مخدوم پاک کو پھر استغراق میں پایا تھوڑے عرصہ میں جب حضرت مخدوم کو حواس پیدا ہوئے تو حضور مخدوم پاک نے اپنا سیدھا ہاتھ بیعت امامت و ارشاد سے مشرف کرنے کو، حضرت خواجہ شمس الدین کی جانب بڑھایا اسی وقت حضرت سلطان المشائخ اقطاب دہلی نے عمامہ مبارک اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور حضور

مخدوم پاک کے کلمات بیعت امامت اور ائمۃ الامامت کی عبارت ملکوت میں زبان مبارک سے ارشاد فرمائی اس وقت حضرت سلطان المشائخ عمامہ متبرک اپنے دونوں ہاتھوں میں لئے ہوئے جانب دست راست کھڑے رہے جب حضور مخدوم پاک کلمات موصوفہ بالا فرماچکے اور کیفیت باطن شہنشاہی ولایت بمرتبہ تمام و کمال اوالعزمی کے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کے باطن میں مستولی ہوگئی اس وقت حضور محبوب الٰہی نے عمامہ متبرک دونوں ہاتھوں میں رکھا ہوا پیش کیا۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک نے سیدھے ہاتھ سے وہ عمامہ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے سر پر رکھ کر ایک پیچ اپنے سیدھے ہاتھ سے ڈالا کہ اسی حالت میں استغراق ہوگیا اور حضرت مخدوم پاک کا سیدھا ہاتھ حسب معمول قدیم انگشت شہادت علم ہو کر قلب کے برابر جا ٹھہرا اور جناب ممدوح کا بایاں ہاتھ کسی امر میں درخت گولر کی ڈالی سے علحدہ نہیں ہوا تھا اور حضرت سلطان المشائخ اقطاب دہلی اسی طرح پر عمامہ دونوں ہاتھوں میں لئے کھڑے تھے۔ غیب سے عمامہ حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض کے سر پر بندھ گیا مگر دونوں صاحب اس جگہ مودب کھڑے رہے۔ تھوڑے عرصہ میں حضور مخدوم پاک کو استغراق سے افاقہ ہوا تب

الٹا ہاتھ درخت گولر سے جدا ہوا تو اس ہاتھ میں کاغذ "قصب الزبرا" کا موجود تھا وہ مثال خلافت حضور مخدوم پاک نے حضرت خوجہ شمس الدین صاحب کو مرحمت فرمائی۔ حضرت موصوف نے خلافت نامہ کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔ حضور مخدوم پاک نے علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ تم مثال خلافت کو پڑھ کر سنا دو۔ علیم اللہ ابدال تعمیل حکم بجالائے۔ عبارت زبان ناسوت بمضمون خطاب باطنی اور القاب اسم ظاہری دو سطر اور عبارت زبان ملکوت تین سطر تحریر تھیں جب علیم اللہ ابدال مثال خلافت سنا چکے تو حضور مخدوم صابر پاک پر حال استغراق طاری ہوگیا۔ اور حضرت سلطان المشائخ اقطاب دہلوی نے بحکم حضرت مخدوم پاک مثال خلافت پر گواہی تحریر فرمائی۔ بعدہ حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نے اشیائے مفصلہ بالا پر فاتحہ کیں۔ حضرت شیخ نصیر الدین صاحب مکتوب نطاب "حقیقت البحر" اور حضرت شیخ عثمان صاحب مکتوب نطاب "عزیز الشہود" بھی شریک فاتحہ ہوئے۔ اس وقت تمام حضرات نقباء، نجباء، رقباء، ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور قوم اجنہ شرف یافتگان بیعت وہاں پر موجود تھے۔ بعد فراغ فاتحہ حضرت سلطان المشائخ، حضرت شیخ نصیر الدین، حضرت شیخ

عثمان نے حضرت خواجہ شمس الدین کو مبارکباد دی اور گروہ اجنہ و حاضرین وغیرہ میں مبارکباد کا شور و غل برپا ہوا اور آسمان پر گروہ ملائکہ میں صدائے مبارکباد بلند تھی کہ سب حاضرین سنتے تھے۔

باب (۲۱)

احوال حضرت خواجہ سید نظام الدین سلطان المشائخ اقطاب دہلی کا حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت سے اجازت تعلیم کیفیت ولایت روح جذبیہ باطن کے لینے کا اور حلیہ مبارک حضور حضور مخدوم صابر پاک کا

مکاتیب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ بعد فراغ فاتحہ حضرت سید نظام الدین سلطان المشائخ محبوب الٰہی اقطاب دہلوی صاحب مکتوب خطاب "مقناطیس الوحدت" نے حسب الحکم حضرت بابا صاحب مسعود العلمین قطب عالم اغیاث الہند رحمۃ اللہ علیہ کے منجملہ احکامات لوازمات مراتب محبوبیت میں سے حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت سے

اجازت تعلیم کیفیات باطن ہر دو خاندان حنفیہ علوی متعلقہ ولایت روح جذبیہ کے تشریح اور تفصیل ان ہر دو خاندان کی احوال تعلیم کیفیت باطن حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحب رحمتہ اللہ علیہ صاحبزادہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمتہ اللہ علیہ میں تحریر ہوچکی ہے حاصل فرمائی اور اجازت تعلیم ترکیب تلاوت حرز یمانی شریف، سیف اللہ حرز مرتضوی سلطانُ الاوَراد غوثی معنوی قیومی روحی کی کہ تفصیل اور تشریح اس کی بھی احوال ملاقات حضور خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت محبوب سبحانی صاحب موصوف الصدر میں تحریر ہوچکی ہے حاصل فرمائی اور اجازت تلاوت ترتیب صابری کی بھی اجازت اس عمل سریع التاثیر کی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کو حضرت واحدیت اور حضرت وحدت اور حضرت احدیت صرفہ سے ہنگام شرف اندوزی تعلیم لسانی حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر کے آٹھ روز قبل محفل پٹکہ امامت سے ہوئی تھی حاصل فرمائی اور اسی وقت بموجب حکم الہام باطن کے حضرت سید نظام الدین محبوب الہی اقطاب دہلوی نے حضرت شیخ نصیر الدین

صاحب مکتوب نطاب " حقیقت البحر " اپنے خلیفہ کو کیفیت روح جذبیہ ولایت باطن خاندان رشیدیہ حنفی علوی کی تعلیم فرمائی کہ حضرات اس سلسلہ کے خدمات رقباء، نقباء، نجبا، ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب پر ہر شہر و دیارِ افواج میں مامور ہوتے ہیں اور شیخ عثمان صاحب مکتوب " عزیز الشہود " اپنے خلیفہ کو کیفیت باطن ولایت صفاتی کشف کونی خاندان جلیلیہ حنفی علوی کی تعلیم فرمائی کہ حضرات اس سلسلہ کے مجذوب ہوتے ہیں اور اسی روز بعد فراغ نماز عصر حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض اور حضرت خواجہ سید نظام الدین سلطان المشائخ محبوب الٰہی نے باہم مشورہ کر کے حلیہ مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کا تحریر فرمایا۔

میانہ قد، راست قامت، لاغر و نحیف جسم، بزرگ سر اور تمام سر پر سیاہ بال کہ وہ بال ایام طفولیت سے کبھی شانہ بھی ان میں نہیں کیا تھا۔ پہن و بزرگ گوش، فراخ اور بلند پیشانی، کشادہ دراز ابرو، سیاہ چشم نہایت دراز و آبدار، بلند بینی، چہرہ عرض و طول میں متوسط، عارض نور افشاں، باریک لب، تنگ دہان، کشادہ و متوسط دندان، باریک زبان، نہایت خوش الحان اور زیر زنخداں موئے محاسن نہایت باریک اور ملائم اور سیاہ، دراز گردن، کشادہ شانہ بزرگ پہن، سینہ دراز دست پہن، پنجہ طویل، انگشت

ناخن نہایت صاف و آبدار، باریک کمر درمیان سینے کے ناف تک موئے سیاہ باریک، پس پشت نیچے سیدھے شانہ کے جگر کے اوپر مہر ولایت بخط باریک و مدور جس میں ھذا ولی اللہ بخط جلی تحریر تھا۔ پائے مبارک راست و نہایت موزوں اور پنجہ یا پہن طول میں نہایت موزوں، انگشت پا باریک و طویل اور لباس مبارک میں صرف تہبند اور خرقہ ہوتا تھا اور بغیر رنگ گل ارمنی کے کبھی لباس زیب نہیں فرمایا اور تا قیام پاک پٹن شریف گاہ گاہ سر مبارک پر کلاہ یا عمامہ اوڑھے روز تشریف آوری کلیر سے کبھی کوئی چیز سر پر نہیں رکھی اور یوم ولادت سے کبھی نعلین نہیں پہنی۔ اور زمین زیر کف پائے مبارک سے لمعات انوار تاباں رہتے تھے کہ نگاہ کام نہیں کرتی تھی۔۔ *

باب (۲۲)

احوال تیاری بہشتی دروازہ روضہ منورہ حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر بابا مسعود العلمین کا پاک پٹن شریف میں حضرت محبوب الٰہی کے ہاتھ سے اور شروع ہونا لنگر کا دہلی میں

مکاتیب نطاب مفصلہ ذیل میں تحریر ہے کہ تاریخ تیسویں ماہ ذی الحجہ ۶۸۱ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز صبح حضرت سلطان المشائخ سید نظام الدین صاحب سلطان الاولیاء محبوب الٰہی اقطاب دہلوی صاحب مکتوب نطاب " مقناطیس الوحدت " مع حضرت شیخ عثمان صاحب خلیفہ خود صاحب مکتوب نطاب " عزیز الشہود " کے بہ ارادہ تیاری روضہ منورہ حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے پاک پٹن شریف کے لئے روانہ ہوئے اول بارگاہ عرش پناہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ پر آستانہ بوس ہو کر قیام پذیر ہوئے ۔ بعد نماز عصر طواف اور جبہ سائی مزار مقدس سے مشرف

ہوکر پائین مزار منور مراقب بیٹھ کر کیفیت باطن کی طرف متوجہ ہوئے۔ بعد گذر جانے فناءِ ثلاثہ کے حضرت ممدوح کے قلب پر القا ہوا کہ اول دیوار میں دروازہ خورد بنواؤ جو کس و ناکس اس میں سے گزر جائے گا اس پر دوزخ کی آنچ حرام ہوجائے گی۔

جب حضرت سلطان المشائخ کو مرتبہ استغراق فناء ثلاثہ سے افاقہ ہوا اسی وقت جانب پاک پٹن شریف کے سفر گزیں ہوئے۔ اثنائے راہ میں حضرت موصوف کو تمام احوال عرض و طول اور بلندی اور جائے اقامت دیوار موصوف کاشبانہ روز کی مثال و معال سے تحقیق ہوگیا۔ چنانچہ تیسویں ماہ ذی الحجہ ۶۸۱ ہجری مرقوم الصدر روز پنجشنبہ بعد عصر کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے پاک پٹن شریف پہونچے اور بعد حصول شرف آستانہ بوسی تیاری دیوار دروازہ خورد میں جس کی بناء حضرت موصوف پہلے قائم فرما گئے تھے مشغول ہوئے ساڑھے چار روز میں دیوار اور دروازہ خورد تیار فرمائے۔

بتاریخ پانچویں محرم ۶۸۲ ہجری کو روز سہ شنبہ بعد نماز ظہر کے نقیب صاحب ولایت روح جذبیہ متعینہ خدمت شہر پاک پٹن شریف نے اس دیوار پر چڑھ کر باآواز روح منادی کردی کہ "اے لوگو چلو اس دروازہ خورد

میں سے نکلو، جو کوئی اس دروازہ خورد میں سے نکل جائے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے گی"۔

آواز روح اس نقیب کا سن کر اسی وقت سے حضرات نقباء، نجباء، رقباء، ورجال الغیب وابدال واقطاب واغیاث اور قوم جنات جوق جوق حاضر آکر اس دروازہ خورد میں سے نکلنے لگے۔ بعد نماز عشاء گروہ گروہ مرد ماں خاص و عام کا نکلنا شروع ہوا۔ تا نماز صبح یہی حال رہا۔ حضرت بابا شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف مکتوب نطاب "سر العبودیت" میں سبب اس بہشتی دروازہ کی تعمیر کا بطور پیش خبری کے اس کیفیت سے تحریر فرمایا ہے کہ بتاریخ چھٹی ماہ شوال ۵۹۹ ہجری کو روز جمعہ پہر باقی رہے کہ روز عرس حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب تکفیر الخلاصی و تکبیر الاانی رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ چنانچہ پیر و مرشد حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکی اولین الارواح رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بابا گنج شکر کو بازار سے فاتحہ کے لئے شیرینی خرید کر لانے کے لئے بازار کو روانہ فرمایا۔ جب حضرات بابا صاحب ممدوح دکان حلوائی پر پہونچ کر شیرینی خرید کر رہے تھے۔ ایک مجمع کثیر سر بازار گذرا، حلوائی نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے لوگوں نے بیان کیا کہ حضرت نجم الدین صاحب

صغریٰ پر حال وجد طاری ہے اس کیفیت میں سر بازار کہتے آرہے ہیں کہ آج کوئی اس فقیر کی صورت دیکھ لے گا۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی۔

یہ بیان سن کر حضرت بابا صاحب گنج شکر حلوائی کی دکان میں چھپ کر گوشہ نشین ہوگئے۔ قریب نماز مغرب جب وہ ہنگامہ بازار سے گزر گیا تب حضرت بابا صاحب موصوف دوکان حلوائی کے گوشے سے نکل شیرینی خرید کر روانہ ہوگئے۔ جب حضور قطب الاقطاب بختیار کاکی کی خدمت میں پہونچے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ فرید تم نے بہت دیر لگائی۔ تب حضرت بابا صاحب نے معاملہ گذرا ہوا عرض کیا۔ حضرت قطب الاقطاب نے ارشاد فرمایا کہ فرید تم کو کچھ شک واقع ہوا؟

حضرت بابا صاحب ممدوح نے عرض کیا کہ اگر غلام کو شک واقع ہوتا تو غلام کاہے کا روپوش ہوتا اور غلام تو حضور انور کی صورت دیکھنے والا ہے۔ یہ عرض سن کر حضرت قطب الاقطاب کو وجد طاری ہوا اس وجد میں ارشاد فرمایا فرید ان پر تو آج ہی یہ حال تھا اور تیرے پائے انداز کی ایک دیوار میں سے تاقیام عالم جو بھی نکل جایا کرے گا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہوجائے گی۔

(مولف کتاب حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم شاہ محمد حسن صابری قدوسی نعمانی شہنشاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں) کہ اس ارشاد فیض بنیاد کا سبب ہے جو ابداً آبداً جاری رہے گا)۔ بتاریخ چھٹی ماہ محرم ۶۸۲ ہجری روز چہار شنبہ کے حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی صاحب روضہ منورہ حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی تیاری میں مصروف ہوئے اور آغاز تیاری روضہ منورہ سے حضرت محبوب الٰہی نے بموجب حکم الہام باطن کے دعاء حرز یمانی شریف حرز مرتضوی سلطان الاوراد کو بترکیب غوثی معنوی تلاوت فرمانے میں حاشیہ اجابت بنجم پر اشارہ کر کے بعد ختم تلاوت آسمان کی جانب دم فرمادیتے تھے۔ سامان و جنس لنگر کا رجال الغیب حضور محبوب الٰہی کی خدمت میں حاضر کردیتے تھے۔ حضرت ممدوح نے اول روز لنگر حضور بابا صاحب گنج شکر کے آستانہ کرامت نشان پاک پٹن شریف میں تقسیم فرمایا دوسرے روز سے بموجب حکم الہام باطن کے سب سامان لنگر کا بدست محمد افضل ابدال کے دہلی کو ارسال فرمادیتے تھے۔ حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلی رحمۃ اللہ علیہ صاحب مکتوب خطاب "حقیقت البحر" اور دیگر تمام خلفاء ممدوح الصدر اور خدام بارگاہ لنگر تقسیم کرنے کی خدمت باہم انجام فرماتے تھے بعد عرصہ چھ ماہ بارہ

یوم کے حضرت محبوب الٰہی تیاری روضہ منورہ سے فراغ حاصل کر کے شہر دہلی میں پہونچے اس روز سے حضرات رجال الغیب لنگر کا سامان دہلی میں حاضر کیا کرتے تھے اسی روز سب سامان تقسیم ہوجاتا تھا حتیٰ کہ پانی بھی گھڑوں میں باسی نہیں چھوڑا جاتا تھا اور آٹھویں روز جمعہ کو لنگر کے ظروف پخت حصہ یابان لنگر کو مفلس اور محتاج دیکھ کر مرحمت فرمادئے جاتے تھے اور حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی بذات خاص ساگ گوکھرو اور نان جویں بے نمک تناول فرمایا کرتے تھے کبھی سامان لنگر میں سے ایک لقمہ بھی نوش نہیں فرمایا۔

باب (۲۴)

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کے حبسِ کبیر ادا فرمانے کا بحکم حضرت مخدوم پاک کے

حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض اپنے مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" میں تحریر فرماتے ہیں کہ بتاریخ انیسویں ماہ محرم ۶۷۴ ہجری

کو روز چہار شنبہ بوقت اشراق کے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک درخت گولر کے پاس سے حسب معمول قدیم جائے اقامت پر تشریف لے جاکر قیام فرمایا اور زمین پر نگاہ ڈالی معاً نورِ سرخ مثل یاقوت کے اس زمین محدود محفوظ میں سے کہ جس قطعہ زمین کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک نے آتش قہر کی شرر افشانی کے پہلے روز امن عطاء فرمایا تھا نکلنے لگا اور تابہ آسمان محیط ہوگیا اس وقت حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین آج سے تم چھ سال کے لئے حبسِ کبیر میں مقید ہوجاؤ اور ایک قبر عالم ناسوت کی طرح تیار کرلو۔ حضرت شمس الدین نے عرض کیا کہ حضور یہاں پر قبر تیار کرنے کا سامان موجود نہیں ہے۔

حضرت بادشاہ دو جہاں نے اپنی پشت کے پیچھے انگشت شہادت دست راست سے زمین پر اشارہ خط فرمایا۔ سایہ انگشت شہادت حضرت موصوف کا جائے اقامت سے پشت کے پیچھے سے نو قدم کے فاصلہ بمقابلہ جائے اقامت اور درخت گولر کے جاکر پڑا اس وقت زمین شق ہوگئی۔ حضرت مخدوم پاک نے فرمایا کہ شمس الدین اس شقِ زمین میں داخل ہوجاؤ چنانچہ حضرت شمس الدین شاہ ولایت نے بموجب حکم حضرت کے اس شقِ زمین میں کہ نہایت عمیق گویا عالم ثانی تھا تشریف لے

گئے جاکر دیکھا کہ ایک قبر عالم ناسوت کی طرح تیار ہے اور علیم اللہ ابدال ان کا انتظار کررہے ہیں جب حضرت خواجہ شمس الدین صاحب قبر میں بیٹھ گئے علیم اللہ ابدال نے آب سرد کا ایک آفتابہ بھرا ہوا اور دو نان نخود و جو بقدر پانچ رطل کے پاس رکھدیں اور عرض کیا کہ جب کبھی خواہش طعام کی ہو تو اس نان میں اور اگر پانی کی خواہش ہو تو اس آفتابے میں سے نوش فرمالینا اور نہایت عجیب و غریب بیش قیمت تختہ ہائے سنگِ سرخ سے قبر کو بند کردیا۔

حضرت شاہ محمد حسن صاحب صابری معشوق الٰہی رحمتہ اللہ علیہ مولف کتاب حقیقت گلزار صابری تحریر فرماتے ہیں کہ "حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت رحمتہ اللہ علیہ نے مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" میں چھ برس کے حبسِ کبیر کے جملہ معاملات معہ جملہ دقایق تعلیمات مفصل تحریر فرمائے ہیں اور حضرت جناب مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق زندان پیر نے اپنے مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" میں معاملات چھ سال حبس کبیر کل درگل کے معہ جملہ نکات تعلیمات مشاہدات مکمل تحریر فرمائے ہیں اور اس روز سے اس خاندان فیض بنیان منبع العرفان میں بموجب احکام علی التواتر یہ دستور ہے کہ جب طالب کو خلیفہ صاحب مجاز مرفوع الاجازت

علو العزم و المرتبہ کرتے ہیں اول اس کو گیارہ روز کے واسطے قبر میں بٹھلا کر
تعلیمات نکات اور دقائق معاملات اور مشاہدات من و عن بہ تفصیل و
تشریح ہر ایک امر کے مطلع کردیتے ہیں ۔ بموجب تعمیل اس تعلیم کے
شاغل کو معائنہ اور محاصلہ مراقبات سمیع و بصیر و علیم کا ہوجاتا ہے اور
حصول اس وقت غریبہ اور قدرت عجیبہ کیفیت باطن کا سبھی لوازمات
مستلزمہ مرتبہ شہنشاہی ولایت اس سلسلہ عالیہ سے ہے چنانچہ حضرت قبلہ
کونین و کعبہ دارین پیر دستگیر حضرت شاہ محمد امیر صاحب قطب الارشاد نے
اس کفش بردار مولف کتاب حقیقت گلزار صابری کو بھی حسب معمول
گیارہ روز میں فیضیاب فرماکر بنظر بندہ نوازی واسطے دوام کے اجازت فرمائی
ہے کہ شب کو تین پہر اور دن کو دو پہر فقیر اس شغل سریع التاثیر میں
مصروف رہتا ہے اور بطفیل کفش برداری اپنے حضرت پیر و مرشد ممدوح
کے ترقی کیفیت روز افزوں کا مذاق حاصل کرتا ہے ۔ خدائے عزوجل جس
خدا دوست کو ہمت اور توفیق عطا کرے شاغل ہو کر معائنہ کرے ۔ ☆

باب (۲۴)

احوال حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کے حبس کبیر سے باہر آنے بحکم حضرت مخدوم پاک علیہ الرحمتہ کا بیان

حضرت خواجہ شمس الدین اپنے مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں بموجب بیان علیم اللہ ابدال کے تحریر فرماتے ہیں کہ بعد مرور عرصہ چھ سال کے بتاریخ نویں ماہ صفر ۶۸۹ ہجری کو روز جمعہ وقت عصر کے حضور مخدوم صابر پاک نے بہ خبر باطن علیم اللہ ابدال کو حکم دیا کہ شمس الدین کو حبس کبیر سے بلا لاؤ، بموجب حکم کے علیم اللہ ابدال نے غار میں گھس کر برسر قبر درونی غار سات مرتبہ مجھکو آواز دیا تو میں اس آواز کو سمجھا کہ یہ آواز اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کا ہے میں قَالُوا بَلٰی کہنے لگا پھر علیم اللہ ابدال نے سات مرتبہ مجھ کو آواز دیا اس وقت میں سمجھا کہ اب حکم فَاسْجُدُوْا کا ہورہا ہے میں سجدہ ادا کرنے لگا پھر علیم اللہ ابدال نے سات مرتبہ مجھ کو آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ یہ آواز کن کا ہے پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا۔ اس وقت میں یہ سمجھا کہ اب عالم ارواح سے میں برزخ صغرا میں آیا۔

پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ عدم سے وجود میں ابھی آیا ہوں پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا اس وقت میں سمجھا کہ کوئی کسی کو پکارتا ہے پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں یہ سمجھا کہ کوئی شمس الدین تیرے پاس ہے اس کو کوئی شخص پکارتا ہے تو پھر علیم اللہ ابدال نے مجھ کو سات مرتبہ آواز دیا تو میں نے آنکھیں کھول کر دیکھا اور آواز دیا کہ تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے۔ علیم اللہ ابدال نے متحیر ہو کر حضور مخدوم صابر پاک کی خدمت میں واپس جاکر عرض کیا کہ حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کو میں نے اس قدر آواز دیئے اور ان حضرت پر احوال مفصلہ بالا گزرا اب نو بار کے آواز دینے میں حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا ہے کہ تو کون ہے اور کس شمس الدین کو پکارتا ہے اور تیرا مقصد کیا ہے؟

حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک نے ارشاد فرمایا علیم اللہ جاکر یوں کہو کہ صابر کے شمس ارض کو بحکم مخدوم بلاتا ہوں۔ علیم اللہ ابدال نے بموجب ارشاد حضرت ممدوح کے مجھ کو پکارا اس وقت میں نے سمجھ کر جواب دیا کہ مجھ کو پکارتے ہیں؟

علیم اللہ ابدال نے تختہ قبر کا اٹھایا میں نے آدھی روٹی نخود و جو کی اور آدھا آفتابہ پانی کا جو مجھ سے بچ رہا تھا علیم اللہ ابدال کو مرحمت کیا اور جس راستہ سے کہ میں شق زمین کے نشیب میں گیا تھا اُسی راستے سے میں باہر آیا اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علی احمد صابر پاک کو جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار مقدس ہے روبہ قبلہ دوزانو بیٹھا دیکھا۔ الٹا ہاتھ حسب معمول درخت گولر کی ڈالی پکڑے ہوئے مٹھی بند اور اوپر کو تھا اور سیدھے ہاتھ کی انگشت شہادت حسب دستور مٹھی بند قلب کے اوپر عَلَم تھی۔۔ ☆

باب (۲۵)

احکامات وصیت آمیز حضور مخدوم صابر پاک کے اور حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کے سوالات

حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض اپنے مکتوب نطاب صحیفہ بیان صابری میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعد فراغ حبس کبیر حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کی خدمت فیض درجت میں حاضر ہوکر آداب بجالائے اور قدمبوس ہوکر پس پشت مبارک باادب ایستادہ ہوگئے۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین بیٹھ جاؤ۔ حسب الحکم حضرت شمس الارض پس پشت باادب بیٹھ گئے اور حضور مخدوم پاک نے بطور وصیت کے ارشاد فرمایا کہ بابا شمس الدین تم شہر آمیر کو جاؤ۔ وہاں پر علاء الدین غوری قلعہ آمیر کے لئے لڑ رہا ہے اور اس سے قلعہ فتح نہیں ہوسکتا ہے۔ وہاں تمہاری انگلی کے اٹھانے سے قلعہ کا برج زمین پر بیٹھ کر قلعہ فتح ہوجائے گا لیکن وہی دن اس عالم سے ہمارے رحلت کرنے کا ہے۔ یعنی وحدت احدیت صرف مرتبہ واحدیت میں طرف عالم ناسوت کے راجع ہوتی رہے گی۔

روز چہار شنبہ بعد نماز ظہر تیرہویں ربیع الاول ۶۹۰ ہجری کو یہ معاملہ ہو گا۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے عرض کیا کہ غلام کو حضور انور کا علم کیوں کر ہو گا۔ حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا روز چہار شنبہ کا تمام ہو جائے گا جب شب پنجشنبہ کی آئے گی تو باد تند اور سرد اس قدر چلے گی کہ تمام لشکر کی ساری روشنی سرد ہو جائے گی بلکہ آگ بالکل باقی نہ رہے گی۔ اس وقت بادشاہ تیرے پاس آئے گا تیرے چراغ کی روشنی دیکھ کر کہ اس وقت صرف تیرا ہی ایک چراغ روشن رہے گا اور تمام عالم کے چراغ گل ہوں گے۔ تجھے علم ہو جانے کی یہ قوی علامت ہو گی دوسری صبح چہار شنبہ کو تو انگلی اٹھا دے گا تو قلعہ فتح ہو جائے گا اور علیم اللہ ابدال کو تیری خدمت میں مقرر کیا جائے گا۔ یہ ابدال ہمارے جد امجد حضرت غوث پاک قطب عالم رحمتہ اللہ علیہ سے چلا آتا ہے۔ تیرے پاس رہا کرے گا اور تمام عالم کی خبر رسانی کرتا رہے گا اور تجھ سے ایک قلندر ہو گا اور اس قلندر سے ایک مخدوم ہو گا ہفتم درجہ کا اور علیم اللہ ابدال کی وفات مخدوم ہفتم درجہ کی ہو گی اور بعد وفات پھر کوئی ابدال کسی کی خدمت میں نہیں رہے گا سوائے مجدد کے۔

حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض نے عرض کیا کہ حضور انور

کو غسل کون دے گا۔ حضرت بادشاہ دو جہاں نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین غسل تم کرو گے۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے عرض کیا کہ حضور پانی کہاں سے آئے گا۔ حضرت مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ پانی ہمارے جسم کے قریب ہوگا دائیں جانب آب کوثر سے ایک چشمہ آئے گا تم غسل کر دینا۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے عرض کیا کہ حضور کے جسم مبارک مطہر کو ہاتھ لگاؤں یا نہیں اور پانی جسم اطہر پر کیوں کر ڈالوں، حضور نے ارشاد فرمایا کہ ہاتھ ہرگز مت لگانا جو تیرے قلب میں خیال ہوگا ویسا ہی جسم ہو جائے گا پانی کو دور سے اپنے ہاتھوں سے ڈال دینا۔

پھر حضرت خواجہ شمس الدین نے عرض کیا کہ کفن حضور انور کا کون سے پارچہ کا ہووے سفید ہو یا کسی طرح کا انقلاب لون ہوئے اور کوئی خوشبو کفن منور کو لگاؤں یا نہیں؟

حضور انور نے ارشاد فرمایا کفن تم کو جیسے پارچے کا میسر ہووے تم اپنے پاس سے دینا اور رنگ اس کا گل ارمنی سے ہوئے کہ جو میں نے عالم حیات میں پہنا ہے اور عمامہ میرے شیخ کا سر پر باندھنا اور خرقہ میرے شیخ کا جو وقت عطائے خلافت مرحمت ہوا ہے۔ میرے سر پر رکھ دینا کہ رجال الغیب پہنادیں گے اور خوشبو کی کچھ حاجت نہیں۔ ملائکہ آسمان سے

کافور اور الائچی کی خوشبو بہشت سے لے آئیں گے کہ تمام عالم ناسوت سے ملکوت تک معطر ہوجائے گا۔ حضرت شمس الدین شمس الارض نے عرض کیا کہ حضور انور نے ہاتھ لگانے کو منع فرمایا ہے تو کفن مبارک کیوں کر پہناؤں گا اور جو خرقہ کہ حضور انور کے جسم مبارک پر ہووے گا اس کو کیا کروں اور جسم منور سے کیسے اتاروں؟

حضور مخدوم صابر پاک نے ارشاد فرمایا کہ کفن کو تیار کر کے ارادہ قلب میں کرلینا تصور سے ویسا ہی ہوجائے گا اور خرقہ بھی تیرے ارادہ کے تصور سے علحدہ ہوجائے گا۔ لیکن اس خرقہ کو چار تہ کر کے اوپر مہر کے ہاتھ سے رکھدینا اور اوپر سے کفن کا ارادہ کرنا تیرے تصور سے تمام کفن میرے جسم پر تیار ہوجائے گا جب تک کہ تو ارادہ کرتا رہے گا میرے غسل کا اور کفن کا اور خرقہ کے تہہ کرنے کا اور اوپر مہر کے رکھنے کا آنکھ اپنی ہرگز مت کھولنا۔

حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت نے التماس کیا کہ حضور کی نماز جنازہ کون پڑھے گا مجھکو علم ہوجائے۔ حضرت ممدوح پاک نے ارشاد فرمایا کہ یہ امر وقت پر ہوجائے گا اور وہ نماز ازروئے باطن سے ہوگی اور تجھکو علم آجائے گا۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے عرض کیا کہ مدفن

حضور کا کہاں پر ہو گا اور تختے کون لادے گا اور آپ کو قبر میں کون اتارے گا اور قبر کی تعمیر پختہ ہوگی یا خام حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ مدفن ہمارا برابر جسم کے ہو گا اور قبر میری رجال الغیب کھودیں گے اور قبر میں مجھ کو مجدد اس زمانے کا اتارے گا اور وہی تعمیر بھی کرے گا۔ زیر و بالا میں دو درعہ کے فرق سے پختہ اور تختہ جمال الدین ابدال جنات کے ذریعہ منگواتے گا۔ بغداد سے سنگیں ہووینگے۔ مثل زعفران کے اور جو مٹی سارے جسم کے نیچے کی ہوگی نیم درعہ کھود کر علحدہ کرلے گا اور مہر کے نیچے کی مٹی مجدد زمانہ کا ہمارے پارچہ خرقہ کے ساتھ اپنے پاس رکھے گا۔ بطور تبرک کے اور جو کوئی اس سے مرفوع الاجازت ہو گا اس کو دے گا ایسا ہی روز قیامت تک چلاجائے گا اور تم کو ہفت اقلیم کا شاہ ولایت کیا اور بغیر تمہارے کوئی ولی نہ ہو گا اور تمہارا خط جس کی پیشانی پر ہوجائے گا پھر میری مہر اور غوث پاک قطب عالم کا قدم گردن پر عالم مثال میں اور عالم معاملہ میں۔

حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت نے عرض کیا کہ حضور والا کو دفن نہیں کرونگا لیکن اگر اس عالم میں ساتھ جسم کے زندہ رہوں گا تو کبھی صبر نہ آئے گا کہ میں دفن میں شریک نہ رہوں اور حضور وہ کون مجدد ہو گا

اور کیا زمانہ ہوگا اور میرا نہ ہونا کس سبب سے ہے؟ یہ کہہ کر حضرت خواجہ صاحب آہ و زاری کرنے لگے۔ حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا اور دست شفقت اپنا سر پر رکھا اور فرمایا شمس الدین شاہ ولایت جہان صفات اس مجدد کا زمانہ ۹۰۰ ہجری میں ہوگا اور وہ طریقہ صابریہ اور حنفیہ کا مجدد ہوگا یعنی علوی اور مجدد کل سلاسل کا اور وہ اولاد حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہوگا۔ شمس الدین ہم اگر چاہیں تو تجھ کو رکھ سکتے ہیں۔ دیکھو شاہ محمد ابوالقاسم گرگامی صاحب ابھی تک زندہ ہیں اور آئندہ کے لئے بھی رہیں گے۔ میرے بھی وہ اخبار نویس ہیں سب کا اور شاہ ولایت کا مرتبہ بڑھ کر رہے گا اور مجدد کا کم رہے گا اگر تجھ کو مجدد ہونا منظور ہے تو کردوں۔ حضرت خواجہ شمس الدین نے عرض کیا کہ حضور مجھے صبر آگیا مگر عرض یہ ہے کہ حضور انور کا جسم مبارک اس جگہ تنہا بغیر برزخ صغرا یعنی بغیر قبر شریف کے کیوں کر قائم رہے گا۔

حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا شمس الدین بابا یہ فقیر صاحب نصاب حرز مرتضوی قیومی روحی کا ہے جس کے باعث فقیر کا جسم زمین پر بغیر دفینہ دو سنگ سرخ کے درمیان قائم رہے گا اور وہ دو سنگ سرخ میاں امام الدین صاحب کے مزار کے سرہانے حضرت قطب الاقطاب خواجہ

قطب الدین کاکی بختیار اولین الارواح نے رکھوادیے ہیں۔ شمس الدین بابا، تو بھی وہاں جاکر ان سنگ سرخ کو دیکھ آ لیکن ہاتھ ان کو مت لگانا کیوں کہ ان کی نگہبانی کو وہاں جنات معین ہیں اور سوائے علیم اللہ ابدال کے دوسرے شخص کو ان سنگ سرخ کو ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے بعد وفات کے دونوں سنگ سرخ علیم اللہ ابدال لاکر میرے جسم کے اوپر مثل قبر کے رکھ دے گا اور ہر چہار طرف سے مٹی لگادے گا اور میرے بائیں جانب سوراخ کھلا رہے گا اس میں سے خوشبو، چھڑکی جائے گی اور میرے سلسلہ کا مجدد جو اولاد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ سے ہوگا آکر نماز جنازہ بھی دوبارہ پڑھے گا جو مرکب ظاہر و باطن سے ہوگی اور میرے جسم کا دوبارہ دفینہ کرے گا اور وہ میرے جسم کے ساتھ میرے حضرت شیخ کی سنت ادا ہوگی اس مجدد کی اولاد میرے ظاہر و باطن کی وارث ہوگی اور اہل باطن سے میرا سلسلہ جاری ہوگا اور ظاہر والوں سے کچھ نہ ہوگا۔

بعدہ حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت نے عرض کیا کہ ۶۹۰ ہجری سے ۹۰۰ ہجری تک حضور کے یہاں پر کیا حال ہوگا اور کوئی شخص حضور کے جسم اطہر کے پاس حدود محدودہ میں آوے گا یا نہیں؟

حضور مخدوم پاک نے ارشاد فرمایا کہ بعد تیرے جنازہ پڑھنے کے فقیر

کے قریب کوئی نہیں آئے گا لیکن وہ جو مخدوم ہفتم درجہ کا تیرے قلندر سے ہوگا وہ میرے پاس آوے گا واسطے توشہ مجدد کے مجھ سے لے جاوے گا اور ایک شاخ سبز میری ناف کے اوپر میرے حکم سے رکھ جائے گا وہ شاخ مجدد کو دی جائے گی اور وہ روز قیامت تک سبز رہے گی اور وہ مجدد اس شاخ کو دفن کرے گا اوپر تتبت ہفتم کے اور اس بیان کو مکتوب نطاب " صحیفہ بیان صابری " میں تحریر کرلے اور ہمارے اس مکتوب نطاب کو جو تجھ سے قلندر ہووے گا اس کو دینا اور وہ مخدوم ہفتم درجہ کو دے گا اور وہ تابہ مجدد چلا جائے گا اور ہمارا حال مجدد سے ملے گا اوپر زمانے میں مجدد میرے خاندان میں ہوگا اس سے تمام حال جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے تابہ اس مجدد تک دریافت کرتے ہیں اور شمس الدین مجدد کی تعریف یہ ہے کہ مجدد کو حال زمانہ ماضی اور حال اور استقبال کا باطن سے سند بہ سند معلوم ہوتا ہے اور اس کے پاس اسناد صحیح ہر ایک طرح کی موجود ہوتی ہے اور جو کوئی مجدد کے زمانہ میں اس مجدد سے تعلیم دریافت نہیں کرے گا وہ میرے خاندان میں داخل نہیں بلکہ کسی خاندان میں نہیں۔ اور مجھ سے احوال ظاہر و باطن متقدمین کا دریافت کرنے سے اور اس کے بیان سے عارف کامل ہوجاتا ہے۔۔

ہر مجدد کے زمانہ میں سب لوگ جمع ہوا کرتے ہیں اور اجازت ارشاد اور افکار اور اشغال و اذکار اور اسرار و اوراد ، تلاوت سیف اللہ جبروتی ، سیف اللہ ملکوتی اور سیف اللہ لاہوتی اور سیف اللہ ناسوتی اور سیف اللہ معنوی اور سیف اللہ قیومی روحی کی حاصل کرتے ہیں اور معلوم کرنا اپنے زمانہ کے غوث اور قطب اور نقیب ، رقیب ، نجیب ، اوتاد ، ابدال رجال الغیب اور سردار حنفیہ کا ہر صاحب سلسلہ کو ضروری ہے جس کو یہ سب حال مجدد سے معلوم ہوجائے گا وہ صاحب دولتِ باطن کا وارث ہے ۔۔

بعد اتمام اس وصیت کے حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک نے کیفیت باطن کی تیرہ تعلیمات ارشاد فرمائیں کہ وہ قابل افشائے عام نہیں صرف ایک تعلیم برائے حاجت روائی خلق مجملاً تحریر کی جاتی ہے ۔ ارشاد فرمایا مخدوم پاک نے کہ شمس الدین بابا تو اپنا نام مع درود وہبی کے اس ترتیب سے پڑھا کر تیرے ارادے کے افعال کا ظہور ہوجایا کرے گا اور اس ختم کی برکت سے تیرے خاندان میں عام و خاص کی حاجت روائی ہوا کرے گی ۔۔

اور بعد تمام تعلیمات حضرت مخدوم جائے اقامت سے اٹھ کر حسب معمول قدیم متصل درخت گولر کے تشریف لے آئے اور کھڑے ہو کر

بدستور سابق درخت گولر کی مقررہ ڈالی بائیں ہاتھ میں پکڑی اور دایاں ہاتھ بطور مرقوم الصدر برابر قلب کے تھا اور مٹھی بند ہو کر انگشت شہادت علم تھی۔ تھوڑے عرصہ میں حضرت مخدوم کو استغراق ہو گیا حضرت خواجہ شمس الدین نے اس وقت یہ حال مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرمایا اور ارشاد حضرت ممدوح کا اس وقت تحریر فرما چکے تھے کہ ایک لفظ کی بھی کمی و بیشی نہیں ہوئی۔

تیسرے روز بتاریخ بارہویں صفر ۶۸۹ ہجری مرقوم الصدر روز دوشنبہ نماز چاشت کے علیم اللہ ابدال شق غار حبسِ کبیر میں سے باہر آئے حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت نے علیم اللہ ابدال سے چھ سال کا احوال دریافت فرمایا۔ حضرت علیم اللہ ابدال نے بیان کیا کہ حکم الہام باطن کے بموجب میں قبر کے سامان وغیرہ کی تیاری کے واسطے روانہ ہو گیا اور اس وقت حضور مخدوم پاک کو اسی طرح بدستور معمول تشریف رکھتے ہوئے دیکھا اور آپ کے حبسِ کبیر میں بیٹھ جانے کے بعد بھی چھ سال کامل اسی طرح پر بدستور قدیم تشریف رکھتے دیکھا اور اس چھ سال کے عرصہ میں حضرت مخدوم نے اڑتالیس مرتبہ آپ کو اسی طرح پر پکارا۔ شمس الدین بقا باللہ۔ جب ڈیڑھ مہینہ گزر جاتا تھا وقت صبح کے حضرت بادشاہ دو جہاں

مخدوم صابر پاک اسی طرح پر نام آپ کا لے کر ارشاد فرماتے تھے سال میں آٹھ مرتبہ یہی ارشاد ہوتا تھا۔ میں نے بروقت شمار کیا ہے اور اس سے زیادہ کوئی حال میرے معائنہ میں نہیں آیا ہے اور بموجب قاعدہ کے میں اپنی خدمت پر بدستور مامور رہا۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم شاہ محمد حسن صابری مولف کتاب حقیقت گلزار صابری تحریر فرماتے ہیں کہ بموجب حکم مرقومہ مکتوب نطاب "کربت الوحدت" تصنیف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور مکتوب نطاب "احدیت المعارف" تصنیف حضور شہنشاہ ہند الولی غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "قربت الوحدت" تصنیف حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "سرالعبودیت" تصنیف حضور بابا صاحب گنج شکر مسعود العلمین رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "صحیفہ بیان صابری" مندرجہ احکامات حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" تصنیف حضرت خواجہ شمس الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" تصنیف حضرت سلطان المشائخ۔ سید خواجہ نظام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "اسرار القرشی" تصنیف حضرت شاہ جلال الدین محبوب

الٰہی صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" تصنیف حضور مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مکتوب نطاب "تحفۃ الوحدت" تصنیف حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب گنگوہی قطب عالم دستگیر سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر جمیع حضرات متقدمین اور متاخرین کی اطلاع اس دولت ارشاد فیض بنیاد کی بطور اعلان کی جاتی ہے کہ جملہ سلاسل کے صاحبان خاندان دولت باطن سے محروم نہ رہ جائیں اور ارشاد تعلیم طریقت حضرت سرور کائنات خلاصہ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا یہی وسیلہ کامل حصول حاجاتِ دارین اور حصول کیفیات کونین کا ہے مسدود نہ ہوجائے ۔۔

حضرات طالبانِ خدا دولت ذوق و شوق اور حضرات واصلان خدا کیفیت وصالِ ذات سے دائما کامیاب رہیں کہ مخلوق کی فلاحیت کثرتِ وجود سراپا جود حضرات اولیاء پر منحصر ہے اور تاثیرات ختم صابری کا مختصر احوال یہ ہے کہ یہ ختم طالب صاحب مرفوع الاجازت اس خاندان کو تعلیم فرمایا جاتا ہے کہ یہ مزاولت تلاوت بلاناغہ اس ختم سریع التاثیر کے کفائے مہمات دینی اور قضاء حاجات دنیوی اس طالب صاحب مرفوع

الاجازت کے داخلان سلسلہ اور دوستان ہم نشینان جلسہ کے رہتے ہیں اگر کسی بھی اہم ضرورت کے واسطے اکیس روز کا چلہ کیا جائے بحالت فوت نہ ہونے کسی طرح کے شرائط لوازمات ماوجب کے تو انجام اس مہم کا بطور سہل الوصول اندر میعاد مذکورہ ہوجاتا ہے اور اس کے فیضان کی تاثیر سے کوئی حاجت مند محرومِ مدعا نہیں رہتا۔ *

باب (۲۶)

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کا بموجب حکم حضرت مخدوم صابر پاک رحمۃ اللہ علیہ کے قلعہ آمیر کو جانے کا

حضرت شاہ ولایت رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوب نطاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ "میں بیس برس کامل سوائے مدت خدمت گزاری حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور عرصہ ادائے حبس کبیر کے حضور مخدوم صابر پاک کے پس پشت مبارک با ادب دست بستہ کھڑا رہا اور سوائے وقت نماز پنجگانہ یا تعمیل حکم حضرت مخدوم اپنی جائے قیام متصل درخت گولر پس پشت مبارک سے کہیں نہیں گیا اور اس عرصہ میں بموجب ارشاد حضرت مخدوم ۵۴ ہزار بار میری نفی ہوگئی اور پھر بموجب ارشاد عالی ۵۴ ہزار بار میرا اثبات ہوگیا اور اس عرصہ متعددہ بالا میں کبھی مجھ کو آثار انقلاب موسم کے پائے نہیں گئے یعنی نہ کبھی برسات

میں بارش ہوتی نہ گرمی میں تموز آفتاب نہ سرما میں برف کی سردی محسوس ہوتی۔ ہر وقت مثل شب ماہ ایام بہار کے اعتدال رہتا تھا اور شب تاریک میں بھی روشنی مہر ولایت حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کی زیادہ تر روشنی ماہ شب افروز سے تجلی بخش ہوتی تھی اور جس روز سے کہ قطعہ زمین جائے محفوظہ میں نور سرخ مثل یاقوت کے لمعان ہو کر تابہ آسمان پہونچا تھا اور ایک حال پر قائم تھا روز ارشاد وصیت سے حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت چار روز پس پشت مبارک تشریف فرما رہے۔ علیم اللہ ابدال سے پتہ و نشان و نقشہ جامع مسجد کلیر کا اور تعداد مردانِ مغضوبان کی اور پیمائش جائے محفوظہ جو آتش قہر سے امن پاکر مخزن انوارِ ہورہی تھی۔ انیسویں ماہ مذکورہ الصدر و سنہ صدر روز دوشنبہ کو بعد نماز عصر داخل لشکر علاء الدین غوری صوبہ ملک کڑہ برادرزادہ و داماد سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی کے ہوئے اور ایک شخص سوار مسمی شیخ سلیمان بن عبدالصمد بن اسمعیل بن قادر بخش ابن داؤد خراسانی کے قیام فرمایا اور اس شب میں شیخ سلیمان کو بیعت توبہ سے مشرف فرمایا اور کہہ دیا کہ ہمارا حال کسی سے مت بیان کرنا اور ایک چادر رنگ صابری یعنی چھال ببول اور گل ارمنی میں رنگ کر بمنزلہ بے چوبے کے کھڑی کرلی تھی۔ شب کو

تمام حضرات اقطاب و اغیاث و رقباء و نجبا و نقباء و ابدال و رجال الغیب حاضر ہوا کرتے تھے اور دن کو حضرات اولیاء ہم عصر واسطے ملاقات اور عرض حاجات کے تشریف لاتے تھے ایک سال مکمل ہونے کے بتاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری کو روز چہارشنبہ کا گزر گیا اور شب پنجشنبہ کی آئی قریب نصف شب کے حضرت خواجہ شمس الارض شاہ ولایت نے سب حاضرین سے فرمایا کہ "آج تم تشریف لے جاؤ فقیر کی طبعیت اس وقت حاضر نہیں ہے"۔ جب سب حاضرین رخصت ہوگئے اور تنہائی ہوئی حضرت شاہ ولایت نے شیخ سلیمان خادم سے ارشاد فرمایا کہ چراغ ہمارے پاس رکھ دو کلام اللہ شریف کی تلاوت سے دل کو بہلاؤں، جب شیخ سلیمان نے چراغ پاس رکھ دیا۔ حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ سلیمان روشنی چراغ کی تیز کردو مجھ کو سوائے صورت منور حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے حرف کلام مجید کا نظر نہیں آتا۔ خدا خیر کرے آج کیا ہونے والا ہے۔ تھوڑے عرصہ میں ہوا تند اور سرد نہایت شدت کے ساتھ چلی کہ تمام لشکر کے چراغ گل ہوگئے اور آگ سرد ہوگئی۔

حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت چراغ کی روشنی میں کلام اللہ شریف کی تلاوت کرتے رہے پھر رات باقی رہے علاء الدین غوری حاکم

لشکر نے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور مخفی رہے اور میری فوج یہاں پر تباہ ہو گئی۔ حضور شاہ ولایت ہفت اقلیم کے ہیں مجھ لاچار کی مدد فرمائیں کہ کفار پر فتح یاب ہو جاؤں۔ حضرت شاہ ولایت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تو نے مجھ کو کس دلیل سے شاہ ولایت جانا؟

اس نے عرض کی کہ حضرت تمام لشکر کے چراغ گل ہو گئے اور آگ سرد ہو گئی ہے اور حضور کا چراغ روشن ہے یہ بہت بڑی دلیل ہے اور مجھ کو نجومیوں نے اس شب کے احوال کی مفصل خبر دی تھی۔ بموجب اس کے معائنہ کرتا ہوں۔ مجھ کو تو معلوم ہے کہ حضور کے انگلی اٹھانے سے قلعہ فتح ہو جائے گا۔

حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت نے علاء الدین غوری حاکم لشکر سے فرمایا کہ تم صبح کو ہم سے کہنا، علاء الدین حاکم لشکر حضرت موصوف کے سامنے سے تھوڑے فاصلہ پر جاکر تا صبح دست بستہ کھڑا رہا۔ بتاریخ چودھویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری مرقوم الصدر صبح پنجشنبہ کو بعد فراغ وردحرز یمانی شریف، سیف اللہ حرز مرتضوی، ملقب بہ سلطان الاوراد بہ ترکیب غوثی معنوی کی انگشت شہادت پر فف کر کے جانب قلعہ کے اشارہ فرمایا۔ اسی وقت برج حصار سنگین قلعہ کا زمین میں بیٹھ گیا اور لشکر علاء الدین

غوری کا قلعہ آمیر میں داخل ہوگیا۔ لشکر میں فتح کے شادیانے بجنے لگے اور سپاہ لشکر لوٹ میں مشغول ہوگئی۔

حضرت مخدوم شاہ محمد حسن صابری قدوسی نعمانی مجدد الوقت معشوق الہی رحمۃ اللہ علیہ مولف کتاب حقیقت گلزار صابری تحریر فرماتے ہیں کہ (بحوالہ ص ۳۳) ۔ ایک احوال عجیبہ متعلقہ فتح آمیر قلعہ ، مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" مصنفہ حضور سلطان المشائخ حضرت محبوب الہی رحمۃ اللہ علیہ اور تاریخ فیروز شاہی میں یوں لکھا ہے کہ "وسط ۶۸۹ ہجری میں سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی والی دہلی نے ایک لشکر جرار بہ افسری علاء الدین غوری قلعہ آمیر کی فتح کو روانہ کیا مگر جب مقابلہ ہوتا تو کفار غالب آتے اور لشکر اسلام کو شکست ہوتی اور اس احوال کی اطلاع وقتاً فوقتاً حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی اقطاب دہلی صاحب مکتوب نطاب "مقناطیس الوحدت" بذریعہ عرضداشت کرتا رہتا تھا اور حضرت محبوب الہی سن کر خاموش ہوجاتے ۔جب قریب ایک سال کے ہونے کو آیا اور علاء الدین غوری نے متواتر شکستیں پائیں تو مجبور ہو کر سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی والی دہلی ایک روز بتاریخ تیرہویں ماہ صفر ۶۹۰ ہجری روز سہ شنبہ وقت صبح کے حضرت سلطان المشائخ محبوب الہی کی خدمت میں حاضر

ہو کر قدمبوس ہوا اور بعجز تمام عرض کیا کہ حضرت ایک سال کا عرصہ ہوا کہ میرا لشکر قلعہ آمیر پر لڑ رہا ہے اور فتح نہیں ہوتی۔

حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نے سن کر فرمایا کہ "تو اور تیرا علاء الدین غوری دونوں غافل ہیں"۔ حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت شمس الارض، علاء الدین غوری کے لشکر میں موجود ہیں اور ان سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر صاحب ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء بطور پیش خبری فرما چکے ہیں کہ ان کی انگلی مبارک کے اشارہ سے قلعہ فتح ہو جائے گا اور لشکر اسلام غالب آجائے گا۔ تو علاء الدین غوری کو لکھ کہ باوجود کہ تو نجومیوں سے حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت کے بارے میں خبر سن چکا ہے اور ان سے غافل ہے فی الفور تو ان سے رجوع کر اور خواستگار فتح کا ہو۔ بعون اللہ تعالیٰ کے ان کی توجہ اور اشارہ انگشت مبارک سے قلعہ آمیر فتح ہو گا۔

یہ سن کر سلطان جلال الدین والی دہلی نے علاء الدین غوری کو لکھا کہ تو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی رونق افروزی سے بے خبر ہے۔ اس فرمان کے دیکھتے ہی صاحب ممدوح کی خدمت میں جا اور فتح کا ملتجی ہو۔ جو کہ علاء الدین غوری نجومیوں سے آپ کی خبر مجملا

سن چکا تھا۔ فرمان شاہی کے صادر ہونے سے مفصل مطلع ہو کر حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کا جویا ہوا۔

آخر روز سختی باد تند و سرد کہ جس سے تمام لشکر کے چراغ گل ہوگئے تھے اور حضرت موصوف کے مقام پر چراغ روشن دیکھ کر جس کا بیان اول ہوچکا ہے۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کی خدمت میں گیا اور متمنی کشود کار کا ہوا۔ بالاخر حضرت شاہ ولایت کی انگشت معظم کے اشارہ کی برکت سے لشکر علاء الدین غوری کو نصرت نصیب ہوئی اور قلعہ آمیر فتح ہوا اور سلطان جلال الدین فیروز شاہ خلجی نے پانچ برس بادشاہت کی، محل جلوس کا نام کھیلو کھر تھا سن جلوس اس کا ۶۸۹ ہجری مطابق ۱۲۹۰ عیسوی اور زمانہ انتقال کا اس کا ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۵ عیسوی تھا۔ *

باب (۲۷)

احوال حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کا کلیر شریف آنے کا اور حضرت مخدوم صابر پاک کی وفات اور تکفین اور نماز جنازہ کا اور دو سنگ سرخ یک جانب راست یک جانب چپ تھوڑے تھوڑے فاصلہ سے کھڑا کرنا اور صورت برزخ کبری کی بنا دینا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے جانے کا

حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت کے مکتوب نطاب میں تحریر ہے بوقت فتح ہوجانے قلعہ آمیر کے حضرت شاہ ولایت نے اپنا کلام اللہ شریف بدست اسلم بن محمود بن نعیم شاہ بخشی فوج کے گیارہ روپے شکرانہ پر ہدیہ فرمایا اور اس جمع میں سے آٹھ روپے کا پندرہ درعہ پارچہ اونی سبز واسطے کفن کے اور ایک روپیہ کا درعہ پارچہ اونی برنگ سفید واسطے تہ بند کے خرید فرمایا اور دو روپے میں سے آٹھ آنے کا روغن زرد یعنی گھی بوزن دو رطل اور چار آنے میں آہنی توا اور دو آنے میں گلی دیگچی اور ایک آنہ میں سبوچہ و آفتابہ اور طباق گلی اور ایک آنہ میں کفچہ چوبی خرید کر تبرکات اور مقاوضات معنوتہ کو کمر سے باندھا اور سامان توشہ کا ہاتھوں

میں لے کر اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے کلیر شریف کی جانب روانہ ہوئے بزور ولایت نہایت سریع السیر تشریف لے جاتے تھے کہ اثنائے راہ میں علیم اللہ ابدال آہ و زاری کرتے ہوئے ملے اور عرض کرنے لگے آج سات روز کا عرصہ ہوا ہے کہ مجھ کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء نے عالم وجوب میں حضور انور کی خدمت میں رہنے کو حکم دے کر ارسال فرمایا تھا آج مجھ کو قدمبوسی حضور کی حاصل ہوئی ہے۔ اس قدر دیر اِس کا سبب میرے علم میں نہیں ہے اب جو کچھ ارشاد ہو بجا لاؤں۔ حضرت شاہ ولایت نے علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ ہمارے ساتھ چلے آؤ اور بیان کرو کہ تم نے میری روانگی کے بعد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک سلطان الاولیاء کا احوال کس طرح پر معائنہ کیا اور اب وقت روانگی کے کس کیفیت سے دیکھ کر چلے ہو۔

علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ جس حال پر آں جناب ملاحظہ فرما کر تشریف لائے تھے اسی طرح ایک حال پر میں نے تشریف رکھتے دیکھا ہے کوئی تازہ حال میرے دیکھنے میں نہیں آیا۔ لیکن جس وقت یہ خادم حضرت کی خدمت سے رخصت ہوا تو آپ دوزانو روبرو کعبہ جائے محفوظ میں جہاں اب مزار شریف ہے اس کے قریب بیٹھے تھے بعد تمام اس گفتگو کے

عرصہ پچاس قدم پر جاکر حضرت شاہ ولایت کو ٹھوکر لگی اور زمین پر گر پڑے۔
تھوڑے عرصہ میں اٹھ کر ملاحظہ فرمایا تو زمین کلیر شریف پر حاضر تھے اور
علیم اللہ ابدال ہمراہ نہ تھے۔ جمال الدین ابدال کو معہ یک صد نفر جنات
کے زمین محفوظ مخزن الانوار سے تھوڑے فاصلہ پر حاضر دیکھا اور ان سے
آگے تمام چرند اور پرند صحرا کو متصل زمین محفوظہ مخزن الانوار کے حلقہ بند
حاضر پایا اور اس حیطہ انوار میں نور سرخ مثل یاقوت کے اس کثرت سے
تابہ آسمان بلند دیکھا کہ کوئی چیز اندرون اس احاطہ کے نظر نہیں آتی تھی۔
اولاً حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت نے باہر احاطہ انوار
سے جانب سے مشرق کے قریب درخت گولر کے توشہ تیار فرمایا بعد فراغ
آنکھیں بند فرماتے ہوئے مع توشہ حضرت بادشاہ دو جہاں کے جسم اطہر
کے قریب پہنچ کر خدمت غسل اور لباس پہنانے کی بموجب احکام وصیت
مفصلہ بالا کے انجام فرمائی۔ بعد فراغ آنکھیں کھول کر ملاحظہ فرمایا تو نظر آیا
کہ جسم مبارک حضرت مخدوم پاک کا جائے اقامت پر کہ جہاں اب مزار
مقدس ہے تشریف فرما ہے اور معلوم ہوا کہ وقت نماز مغرب قریب ہے
اس وقت شاہ ولایت شمس الارض نے افسوس کیا کہ ایسے شیخ اجل کی نماز
جنازہ میں اکیلا پڑھوں اسی خیال میں جائے نماز بچھائی تو دور سے ایک

صاحب صابری لباس پہنے نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے نقرہ گھوڑے پر سوار اور نیزہ ہاتھ میں لئے تشریف لاتے ہوئے مغرب کی جانب سے نظر آئے اور جلد قریب پہنچ کر آواز دیا کہ شمس الدین خبر دار نماز مت پڑھنا اور نہایت جلد گھوڑے سے اتر کر جائے نماز پر امام کی جگہ پر کھڑے ہوگئے اور نماز پڑھائی اور حضرت کے تشریف لانے کے وقت سے جائے محفوظہ کے تجلیات انوار بترتیب کم ہوتے ہوئے قریب نصف کے فرو ہوگئی تھیں اور جب بعد نماز سلام پھیرنے کے حضرت شمس الدین شاہ ولایت نے جنوب اور شمال کی طرف دیکھا تو جنوب سے شمال تک صف بہ صف حضرات رقباء و نقباء و نجبا اور ابدال و اغیاث و اقطاب و رجال الغیب اور قوم جن اور ملائکہ اور اکثر حضرات اولیاء ہم عصر جن کو بسبب استفادہ کیفیت باطن خاندان حنفیہ علوی ولایت روح جذبیہ کے ستر جگہ بجسم موجود ہونے کا اختیار حاصل تھا۔ نماز میں شامل پایا۔

بعد فراغ نماز جو توشہ متبرکہ پر فاتحہ پڑھنے کو کھڑے ہوئے تو نظر آیا کہ جائے محفوظہ سے مشرق تک ہزارہا صف شرکاء نماز کی تھیں اور وہ باطن کی نماز یہ تھی جس کی خبر پہلے تحریر ہوچکی ہے بعد فراغ فاتحہ حضرات شرکاء نماز کو بسبب کثرت اژدہام کے اس توشہ متبرکہ پر انگلی لگا کر چکھ لینے

کی بھی فرصت نہ ملی اس عرصہ میں علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال نے دونوں سنگ سرخ جو کہ حضرت سید امام الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے سرہانے حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین صاحب بختیار کاکی اولین الارواح رکھواتے تھے طلب کئے۔ فی الفور دو اجنہ نے وہ سنگ سرخ مذکورہ لاکر علیم اللہ ابدال کے حوالے کئے اور علیم اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال دونوں نے تختہ ہائے سنگ مذکور ذرا فصل سے اوپر جسم مطہر حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے مثل خس پوش کے کھڑے کردے اور سرہانے کی طرف سے بالکل بند کردئے اور پائے انداز کا رخ کھلا رہا اور ایک سوراخ بالائے سنگ ہا جو دونوں سنگ مذکورہ کے ملنے سے قائم ہوتا تھا اور علاوہ پائے انداز کے ہر سہ طرف سے سب نے مل کر مٹی سے دفعتاً بند کردیا۔

اس عرصہ میں حضرت شمس الدین شاہ ولایت حمان صفات سوار کی طرف مصروف ہوئے اور وہ امام نماز جنازہ بعد فاتحہ جلد نقرہ گھوڑے پر سوار ہونے لگے۔ حضرت شاہ ولایت نے دل میں خیال کیا کہ اگر کسی نے مجھ سے سوال کیا کہ " تمہارے حضرت شیخ کی نماز جنازہ کس نے پڑھائی تھی"۔ اس وقت کیا جواب دوں گا۔ یہ خیال کر کے قریب گھوڑے کے

تشریف لے گئے اور وہ حضرت امام نماز جنازہ گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑانا چاہتے تھے کہ حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت نے کہ اس وقت تمام تبرکات مفاوضات معنوۃ کمر سے بندھے ہوئے تھے گھوڑے کی لگام پکڑ کر عرض کی کہ "حضرت آپ کون صاحب ہیں جو آپ نے میرے حضرت شیخ کی نماز جنازہ پڑھائی ہے"۔ یہ عرض سن کر حضرت امام نماز جنازہ نے گھوڑے کو دوڑایا اور طرفۃ العین کے بعد نقاب چہرہ منور سے ہٹا کر ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین، فقیر کی نماز فقیر ہی پڑھا کرتا ہے"۔

یہ ارشاد سن کر بحالت دوش ہمراہ گھوڑے کے جو خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت نے جو چہرہ منور کی طرف دیکھا معا غفلت طاری ہو گئی اور لگام گھوڑے کی ہاتھ سے چھوٹ گئی اور زمین پر گر پڑے۔ اس احوال عجیبہ کو اکیس حضرات صاحبان مکاتیب نطاب مفصل الصدر میں متفق اللفظ و المعنیٰ تحریر فرما کر ایک امر کیفیت عجیبہ کا بیان فرمایا ہے۔ (حسب صراحت مولف کتاب حقیقت گلزار صابری، حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم شاہ محمد حسن صابری قدوسی نعمانی مجدد الوقت معشوق الٰہی رامپوری رحمتہ اللہ علیہ، صفحہ ۳۴۰ مذکورہ کتاب)۔ *

باب (۲۸)

احوال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب کے صحرائے شہر فرخار میں پہنچ کر بیدار ہونے کا اور سیر کرتے ہوئے پانی پت پہنچنے کا

مکتوب نطاب "فردوس الوجوب" میں تحریر ہے کہ جب حضرت شاہ ولایت کو ہوش آیا تو معلوم ہوا کہ علیم اللہ ابدال حضرت والا کے کفِ پا کو بہت آہستہ آہستہ سہلا رہے ہیں۔ حضرت شاہ ولایت نے علیم اللہ ابدال سے دریافت فرمایا کہ یہ کونسی جگہ ہے انہوں نے عرض کی کہ حضرت یہ جگہ شہر فرخار متعلقہ ترکستان کے ہے پھر حضرت شاہ ولایت نے ارشاد فرمایا کہ آج کونسا روز ہے علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ حضور آج پندرہویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری روز جمعہ ہے اور سوا پہر دن چڑھا ہے"۔

پھر حضرت شاہ ولایت نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ ابدال جس وقت میرے ہاتھ سے گھوڑے کی باگ چھوٹی تھی اور میں گر پڑا تھا تم کہاں رہے۔

علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ جس وقت حضور والا کے دست مبارک سے باگ چھوٹی تھی اور حضور والا گر پڑے تھے تو حضور رحمت گنجور میری نظر سے غائب ہوگئے تھے۔ میں بے اختیار خود بخود شہر تخت گاہ ترکستان میں پہونچ گیا اور مرتبہ ابدالی سے معطل ہوگیا۔ لاچار ہو کر ایک عورت میمونہ نامی بنت مسعود بن ہرمز بن مجید شاہ عراقی داخل سلسلہ سہروردیہ کے گھر مقیم ہو کر عالم خاموشی میں رہا۔ جب حضور انور نے مرتبہ بطون سے ظہور فرمایا اور اس جگہ موجود الوجود ہوئے۔ میرے قلب پر القا ہوا اور بموجب حکم باطن کے اسی وقت سے کیفیت ابدالی پر مامور ہو کر یہاں خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت شاہ ولایت نے ارشاد فرمایا کہ علیم اللہ اس جگہ کے قطب یعنی حاکم باطن کو بلا لاؤ علیم اللہ ابدال سید معصوم علی قطب شہر فرخار کو حاضر لائے۔ حضرت شاہ ولایت نے حکم دیا کہ یہاں پر ہمارے جسم کا نشان ہوگیا ہے۔ ایک روضہ یہاں پر تیار کروادو اور سید معصوم علی قطب شہر فرخار نے بزور ولایت سردار محمد عظیم بن مغل بن محمد اسلم خراسانی کو جو شاہ ترکستان کی طرف سے فرخار اور چگل وغیرہ پر مقرر تھا طلب کر کے روضہ کی تیاری کے لئے آمادہ کردیا کہ روضہ کی تیاری سنگ سبز سے ہونے لگی۔۔

(حضرت شاہ محمد حسن صابری معشوق الہی مجدد الوقت مولف کتاب حقیقت گلزار صابری ص ۳۴۳ پر تحریر فرماتے ہیں کہ وہ جگہ جہاں پر حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات زمین پر گرے تھے فقیر نے بھی بچشم خود معائنہ کیا ہے کہ شہر فرخار سے ایک سوسات قدم جانب مشرق کے واقع ہے اور روضہ سنگ سبز سے طول پندرہ قدم اور عرض سات قدم میں تعمیر ہے اور حضرت شاہ ولایت الٹی کروٹ سے ریگ پر گرے تھے نشان دست و پائے مبارک کا آج تک اسی طرح قائم ہے اور تاقیام عالم رہے گا۔ یک سر مو دست و پا کے نشان میں فرق واقع نہیں ہوا ہے۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا آج ہی یہ نشان ہوا ہے)۔

تیسرے روز بتاریخ سترہویں ماہ ربیع الاول ۶۹۰ ہجری مرقوم الصدر روز یکشنبہ وقت صبح کے حضرت شاہ ولایت حمان صفات معہ علیم اللہ ابدال کے اس جگہ سے روانہ ہوئے ایک سال کامل کوہ ترکستان پر قیام فرمارہے کہ حضرات رقباء، نجبا، نقباء و اقطاب و اغیاث ابدال اور رجال الغیب اور اولیائے ہم عصر ملک عرب کے حاضر ہوا کرتے تھے بعد ایک سال کے ملک خطا کی طرف تشریف فرما ہوئے تین ماہ شہرو دیار ملک خطا میں مقیم

رہے اور مسمی ظاہر نامی شاہ ملک خطا کو مسلمان کر کے ملک کاشان کو تشریف لے گئے۔ تیرہ روز قیام کر کے طہران میں تشریف فرما ہوئے اپنے برادر عموزاد سید عبدالغفور صاحب کے مکان میں نو ماہ قیام پذیر رہے وہاں سے دمشق پہونچ کر قریب کوہ کے چھ ماہ قیام فرمارہے تمام ابدال حاضر ہو کر فیضیاب ہوا کرتے تھے وہاں سے بدخشاں پہونچ کر سات روز قیام فرمایا اور وہاں سے قندہار پہونچ کر گیارہ روز تشریف فرما رہے اور وہاں سے کابل پہونچ کر مظہر شاہ درویش طریق چشتیہ کے مکان پر اکتالیس روز قیام فرمایا اور وہاں سے پشاور پہونچ کر دو روز قیام کیا اور وہاں سے لاہور پہونچ کر نظام احمد عرف محمود اکبر غوث اس جگہ کے مکان پر تشریف فرمارہے اور وہاں سے ایک شبانہ روز میں اسم اعظم چشتیہ تلاوت فرماتے ہوئے بزور ولایت بتاریخ چوتھی ماہ ذی قعدہ ۶۹۳ ہجری کو روز یکشنبہ وقت عصر کے شہر پانی پت میں داخل ہوئے۔ دو برس آٹھ مہینے بیس روز سفر میں گزرے اور بروز داخل ہونے شہر پانی پت شریف کے فی الفور حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت نے ان دونوں سنگ سرخ مذکورہ کی خبر جو جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ پر مثل خس پوش لگا کر مٹی سے چھپا دئے گئے تھے۔ معرفت علیم اللہ

ابدال کے دریافت کر آتے اور یہ معمول رکھا کہ ہر مہینے کی پہلی تاریخ معرفت علیم اللہ ابدال کے خبر منگا لیا کرتے تھے اور علیم اللہ ابدال جمال الدین ابدال سے تاکید کر دیتے تھے کہ حضور مخدوم پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے جسم اطہر کے پائے انداز کو گرد و غبار نہ جانے پائے اس کے جواب میں جمال الدین ابدال عرض کرتے کہ پائے انداز حضور مخدوم پاک پر جنات مقرر کردئے گئے ہیں۔ بارہ جن شب کو اور بارہ جن دن میں اپنے دونوں ہاتھوں سے پائے انداز کی خدمت اور خبر گیری کرتے رہتے ہیں گرد و غبار تو دوسری چیز ہے وہاں ہوا کا سرایت کرنا بھی غیر ممکن ہے۔

حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت اپنے مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس وقت سے میں نے حضرت امام نمازِ جنازہ کے گھوڑے کی باگ پکڑی اور زمین کلیر شریف سے بھی علحدہ ہوا اس وقت سے تلوار قہاری حد بارہ کوس زمین سوختہ میں ہر چہار طرف گھومنے لگی اور بموجب ممانعت مخدوم پاک کے نہ میں گیا نہ علیم اللہ ابدال کا گزر ہوا بلکہ اس کے بعد سے کسی کو جانے کا حکم نہ تھا اور اس میں اسرار الٰہی تھا جو قابل افشائے عام نہیں ہے اور تعریف تلوار

قہاری کی یہ تھی کہ مثل رعد کے نعرہ مارتی تھی اور مثل برق تجلی حد بارہ کوس کے ہر چہار طرف گھومتی تھی اور ہر شبانہ روز میں چوبیس ہزار مرتبہ طواف کرلینا اس کو فرض عین تھا۔ حضرت شاہ ولایت ارقام فرماتے ہیں کہ اس شمشیر قہاری کے گھومنے کا حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر بابا مسعود العٰلمین قطب عالم اغیاث الہند ازروئے باطن اس طرح انتظام فرما گئے تھے کہ مجھ کو دعائے سیف اللہ و صمصام اللہ و حرز یداللہ کی اجازت بمرتبہ غوثی معنوی اور اقطابی روحی اور ابدالی تجلی آثار صفاتی جس کو "نور باناری" کہتے ہیں عطاء فرما کر ارشاد کیا تھا کہ شمس الدین بابا تو میرے حجاب کرنے کے بعد جب کہ تو میرے مخدوم صابر کی خدمت میں ہو تو ان تینوں وردوں کو ہر روز غسل کر کے اس طرح تلاوت کیا کرنا اول دعائے سیف اللہ کو معاً بعد نماز فجر کے تین بار تلاوت کر کے تین جانب شمال و مشرق و مغرب کو فف کردینا۔ دوم ورد صمصام اللہ کو بوقت دوپہر قبل زوال کے ایک بار پڑھ کر جنوب کی جانب اور دوسری بار تلاوت کر کے زمین کی طرف فف کردینا۔ سوم حرز یداللہ کو بوقت نصف شب پانچ مرتبہ میرے مخدوم صابر پاک کی جانب منہ کر کے تلاوت کرنا اور جب پانچویں مرتبہ تلاوت کر چکو تو منہ اپنا جانب آسمان کر کے بتصور میرے برزخ کے فف

کردینا اور اکیس بار دونوں ہاتھوں کو زمین پر زور زور سے مار دیا کرنا۔ بعدہ حضرت بابا صاحب نے تاکید ارشاد فرمایا کہ: دیکھ شمس الدین بابا! قاعدہ تلاوت اور اوراد مذکورہ کو ہرگز ہرگز فراموش مت کرنا جس روز تجھ سے یہ ترکیب ادا نہوگی اسی روز تو جل کر خاک سیاہ ہوجائے گا۔ اس ارشاد کے بعد حضرت بابا صاحب نے فرمایا کہ بابا شمس الدین تو منہ کھول کر میرے پاس آ۔ حضرت شاہ ولایت منہ کھولے ہوئے بابا صاحب حضور کے قریب آگئے۔ حضرت بابا صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت شاہ ولایت کے منہ میں دی اور امر فرمایا کہ شمس الدین بابا! میری زبان کو مثل پستان مادر کے چوس۔ حضرت شاہ ولایت نے زبان مبارک کو خوب چوسا۔ جب یہ خوب چوس چکے تو بابا صاحب نے زبان مبارک نکال کر فرمایا کہ شمس الدین بابا اب تو تلاوت اور اوراد مذکورہ کو ہرگز ہرگز فراموش نہ کرے گا۔

حضرت خواجہ شمس الدین شاہ ولایت تحریر فرماتے ہیں کہ " میں شہر پانی پت میں تین سال اور تین ماہ ارشاد تعلیم طریقت مرتبہ سلوک خوش اسلوب میں مصروف رہا اور حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم علاء الدین علی احمد صابر ختم اللہ الارواح سلطان الاولیاء کے ۷۰۵۰۹ ستر ہزار پانچ سو نو خرقے

مکتوب نطاب فردوس الوجوب میں تحریر کیا ہوں "۔

ہر روز حضرات رقباء، نجبا و نقباء ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب حاضر ہو کر احکام کی تعمیل بجالاتے تھے اور اولیاء حضرات مفصلہ ذیل ہم مجلس رہا کرتے تھے ۔ حضرت شیخ رکن الدین علاء الدولہ سمنانی صاحب اور حضرت سید علی موعظمی، حضرت سید امیر حسینی سادات، حضرت شیخ سلطان ولد قدس صاحب اور حضرت سلطان رحمت اللہ صاحب اور حضرت شاہ فضل اللہ صاحب مرید حضرت صدر الدین صاحب بن حضرت شیخ بہاء الدین احمد ملتانی اور حضرت امام الدین ابدال صاحب سلسلہ قلندریہ اور حضرت سید اجمل امجد ابدال صاحب مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ مداریہ اور حضرت جلال عبدالقادر صاحب قطب المضار اور حضرت ابن مطرف اندلوسی اور حضرت جلال الدین غوث مذاق بن حضرت رکن الدین صاحب سہروردی اور حضرت راجی قتال بخاری صاحب مکتوب نطاب " نور القدم " صاحب مجاز مرفوع الاجازت سلسلہ سہروردیہ ۔ ان حضرات کے علاوہ کثیر فضلاء کاملین بھی شریک محفل ارشاد تعلیم طریقت کے ہوا کرتے تھے ۔ یہ سب حضرات تین روز دورے میں اور ایک روز مجلس میں رہا کرتے تھے ۔

باب (۲۹)

احوال بیعت نہ کرنے مجیب النساء کا خلفاء حضرت قطب عالم سے بہ سبب دفینہ ہونے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کے اور حال وجد میں اکیس روز غائب ہوجانے حضرت قطب عالم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا

بموجب مکاتیب نطاب خلفاء حضرت قطب عالم حضرت شاہ محمد عبدالقدوس گنگوہی سلطان التارکین رحمۃ اللہ علیہ کے مفصلاً تحریر ہے کہ بتاریخ اکیسویں محرم ۹۰۲ ہجری روز یکشنبہ بوقت صبح مسجد لاہور میں ایک عورت فاضلہ مسماۃ مجیب النساء بنت سید غلام احمد بن سید عزیز اللہ بن سید نور احمد بن سید جلال بخاری مع شیرینی فاتحہ واسطے بیعت ہونے کے خاندان قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں پاس حضرت شیخ عبدالصمد صاحب مکتوب نطاب "آیت القدس" و "خواص الواحدیت" خلیفہ حضرت مشکل کشا شاہ محمد عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم سلطان التارکین کے حاضر ہو کر طالب شرف بیعت کے ہوئی۔ جب حضرت شیخ عبدالصمد صاحب قاعدہ بیعت

کرنے پر تشریف فرما ہوئے۔ اس عورت نے سوال کئے کہ حضور اول شجرہ صابریہ تابہ اسم مبارک سرور کائنات حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ و سلم تلاوت کیجئے۔ حضرت شیخ عبدالصمد صاحب نے شجرہ معظمہ تلاوت فرمایا۔ اس عورت نے اسماء متبرک کو شمار کیا بعد اختتام اس عورت نے سوال کیا کہ حضور اب مزارات حضرات سلسلہ عالیہ کے مجھ کو بتلایئے بعد حصول شرف بیعت مجھ کو مزارات کا طواف کر کے استفادہ کرنا فرض ہے۔

حضرت شیخ عبدالصمد صاحب نے مزارات تمامی حضرات شجرہ کے بیان فرمائے جب نام حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کا آیا وہ عورت فاضلہ کہنے لگی حضرت بارہ بارہ کوس تک وہاں تو شمشیر قہاری دورہ کرتی ہے وہاں پر رسائی ہونے کی کیا صورت ہے یہ سوال سن کر حضرت شیخ عبدالصمد صاحب خاموش ہوئے اور وہ سلام کر کے شیرینی لے کر چلی گئی اور کہنے لگی کہ افسوس خاندان صابریہ سے ہم کم بخت محروم رہے۔ اب کس تدبیر سے خاندان صابریہ کی کیفیت باطن حاصل کریں۔ بعد اُٹھ جانے کے اس عورت فاضلہ مجیب النساء نے اکثر لوگوں کو ورغلایا کہ خاندان صابریہ میں داخل سلسلہ بیعت ہونا مناسب نہیں کہ حضرت بادشاہ

دو جہاں مخدوم صابر پاک کی بارگاہ تک رسائی حاصل نہیں ہوتی آگے کو شجرہ کیوں کر پڑھا جائے۔ اس عورت فاضلہ کے ورغلانے سے اس نواح کی خلق اللہ نے خلفائے حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس قطب عالم سے بیعت کرنا موقوف کیا بلکہ تین ہزار سات سو بیس آدمی داخلان سلسلہ خلفائے حضرت قطب عالم صاحب سے منحرف ہوکر راندۂ درگاہ ہوگئے۔

عرائض مندرجہ احوال مفصلہ بالا مرسلہ خلفائے نواحی کے حضرت قطب عالم کی خدمت میں پہونچیں اور حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری کریم الطرفین محل اور موقع کے لحاظ سے اپنے پیر و مرشد قطب عالم کی خدمت میں عرض کردیتے تھے اور کبھی دیگر حضرات شرکائے مجلس بھی لیکن حضرت قطب عالم صاحب ممدوح کسی صاحب کو جواب اس کا نہیں دیا کرتے تھے۔ بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الاول ۹۰۷ھ کو روز جمعہ بعد نماز اشراق کے حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس صاحب قطب عالم تخلیہ حجرہ سے بعد فراغ معمولات محفل عام میں تشریف لائے۔ اس روز اتفاق سے تمام خلفائے حضرت قطب عالم بتعداد ساڑھے سترہ سو حاضر بارگاہ عرش پناہ تھے اور حضرت قطب عالم پر حال وجد طاری تھا۔ اسی غلبہ حال وجدان میں حضرت قطب عالم صاحب نے اپنے خلفاء سے خطاب کرکے ارشاد

فرمایا کہ اے لوگو تم نے اس فقیر کے وسیلے سے خدا کو پہچانا اکثر خلفاء نے باتفاق عرض کیا کہ ہم نے خدا کو نہیں پہچانا ہے مگر ہاں اتنا پہچانا ہے کہ حضور انور کو مقام فنا فی الرسول کا حاصل ہے اور بعضے خلفاء کو ہیبت حق سے طاقت جواب عرض کرنے کی نہ ہوئی ۔ باردوم پھر قطب عالم نے حضرت جلال الدین تھانیسری کی طرف خطاب فرما کر ارشاد کیا کہ جلال الدین تو نے بھی فقیر کی خدمت کر کے خدا کو پہچانا ؟ ۔

حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے دست بستہ ہو کر عرض کیا کہ حضور انور اس غلام نے تو حضور کو پایا۔ یہ التماس کر کے حضرت پیر و مرشد کے قدموں پر سر رکھ دیا اور حضرت قطب عالم صاحب نے حضرت شاہ جلال الدین کو اپنے سینہ فیض گنجینہ سے لگاکر ارشاد فرمایا الحمد للہ اتنے لوگوں میں سے ایک شخص نے تو خدا کو پایا اور پہچانا بعد اس ارشاد فیض بنیاد کے حضرت قطب عالم صاحب پر غلبہ کیفیت وجدان کا ترقی پذیر ہوا یہاں تک کہ رقص کرنے لگے اس وقت زبان مبارک سے یہہ ابیات تصنیف حضرت شاہ شیخ فرید گنج شکر بابا مسعود العلمین قطب عالم اغیاث الہند کے صادر ہوتے تھے اور تمامی خلفاتے حاضرین پر بھی حسب استعداد حال طاری تھا ۔

ابیات

مَن نہ اَم و اللہ یاراں مَن نہ اَم
جانِ جانم عقلِ عقلم تَن نہ اَم
نورِ پاکم آمدہ درمشتِ خاک
کور چشماں را اگر روشن نہ اَم
من ولیم من علی و من نبی
جم نہ ام رستم نہ ام بہمن نہ ام
نُورِ مَن درتنگ نائے تن مجو
آفتابم ذرۂ روزن نہ ام
اُوست اندر سِرّ مَن ظاہر شدہ
من نہ ام مسعود باللہ من نہ ام

****

بعد تھوڑے عرصہ کے حضرت قطب عالم سلطان التارکین کی طبعیت اسلوب سلوک پر آئی اور فرحت چہرہ مبارک پر نمایاں ہوئی۔ حضرت شاہ جلال الدین نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت تمام مخلوق طعن و تشنیع

کرتی ہے اس سلسلہ کے فقیروں پر اور سلسلہ قدوسیہ صابریہ چشتیہ میں
بیعت ہونے سے انکار کرتی ہے اگر جسم مبارک حضور بادشاہ دو جہاں
مخدوم صابر پاک کا جو درمیان دو پتھروں کے موجود ہے اور وہاں شمشیر
قہاری گھومتی ہے اگر مزار مقدس تیار ہوجائے تو نہایت بہتر ہے ۔ یہ ارشاد
سن کر حضرت قطب عالم صاحب کی زبان سے یَاھُوَ یَامَنْ ھُوَ یَامَنْ لَیس
لَہٗ اِلَّا ھُوَ اور تین بار لا لا لا صادر ہوا اور زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور
جسم مبارک خرقہ اور چادر میں سے غائب ہوگیا۔ خرقہ اور چادر زمین پر خالی
پڑے ہوئے تھے ۔۔*

باب (۳۰)

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے خرقہ اور چادر میں آجانے کا اور مسماۃ مجیب النساء کے گنگوہ میں آنے کا اور اولیاء اللہ و خلق اللہ کا واسطے دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر پاک کے حد بارہ کوس پر حاضر ہونے کا

مکاتیب اولیائے کرام میں تحریر ہے کہ جب حضرت قطب عالم اکیس روز کامل خرقہ اور چادر میں سے غائب رہے اور یہ معاملہ شہرت پذیر ہوا اسی عرصہ میں مجیب النساء بھی لاہور سے گنگوہ شریف پہونچ گئیں اکیس روز کامل یہ حال رہا کہ ہزارہا عوام الناس در دولت دائرہ حضرت قطب عالم پر جمع ہوا کرتے تھے اور تمامی حضرات رقباء، نقباء، نجبا و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب اور اولیائے ہم عصر مفصلہ ذیل و تمامی خلفاء بتعداد مرقوم الصدر اندر دائرہ شریف کے حاضر ہو کر دور سے طواف خرقہ اور چادر مبارک کا کر کے جب قریب خرقہ اور چادر مبارک کے جاتے تھے باآواز بلند جمع ہو کر سُبُّوحٌ، قُدُّوسٌ، مخدومٌ، رحیمٌ پڑھتے تھے۔ تھوڑے

تھوڑے عرصہ میں ایسا اتفاق ہوتا تھا کہ قریب خرقہ و چادر کے پہنچ کر ہیبت حق سے ہر ایک شخص متحیر ہو جاتا تھا۔ بائیسویں روز بتاریخ انیسویں ماہ ربیع الاول ۹۰۰ ہجری کو روز پنجشنبہ بوقت نماز اشراق کے حضرت قطب عالم یکایک اس سرعت کے ساتھ کہ کسی کو اٹھتے ہوئے نظر نہ آئے خرقہ پہنے اور چادر اوڑھے اس جگہ سے اٹھ کر حاضرین سے فرمانے لگے۔ اے لوگو تم سب لوگ کیا عرض کرتے ہو کہو بہ سبب ظہور ہیبت حق کوئی شخص جواب عرض نہ کرسکا مگر حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری کریم الطرفین صاحب مکتوب نطاب " امانت الواحدیت " نے دروازہ دائرہ شریف کا کھول دیا اور ایک مجمع کثیر معہ عورت فاضلہ مجیب النساء لاہوری کے اندر دائرہ شریف کے آنے لگا حضرت قطب عالم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ بابا جلال الدین یہ سب خلقت فقیر کے پاس کیوں آئی ہے۔ حضرت جلال الدین نے دست بستہ عرض کیا کہ حضرت یہ سب مخلوق عرض کرتی ہے کہ دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں مخدوم صابر پاک کا ہو جائے کہ خلق اللہ زیارت سے مشرف و مستفیض ہو کر مدعائے کونین میں کامیاب ہو۔۔

اگر حضور کے زمانہ میں حضرت مخدوم کا دفینہ نہ ہوا تو اور ایسے مرتبہ کا شیخ اجل عالم ناسوت میں کا ہے کو ظہور کرے گا کہ جو دفینہ حضرت

مخدوم کو انجام فرمائے گا ورنہ خلق اللہ فیض یابی مزار مقدس سے محروم رہے گی اور حضور کے بعد کوئی شخص خاندان قدوسیہ صابریہ کو قبول نہیں کرے گا اب بھی اکثر لوگ اس سلسلہ کو منقطع کہتے ہیں۔ یہ التماس سن کر حضرت قطب عالم نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین کیا تیری مرضی بھی خلق اللہ کے موافق ہے؟

حضرت شاہ جلال الدین صاحب نے گزارش کی کہ جو مرضی حضور انور کی ہے وہی مرضی غلام کی ہے۔ حضرت قطب عالم صاحب نے ارشاد فرمایا کہ جلال الدین خاندان حنفی صابریہ چشتیہ میں داخل ہونے سے کون منکر ہے۔ حضرت جلال الدین نے التماس کیا کہ حضرت ایک عورت فاضلہ مجیب النساء نامی لاہور سے یہاں تک لوگوں کو بہکاتی چلی آئی ہے۔ حضرت قطب عالم نے ارشاد فرمایا کہ وہ عورت کہاں ہے۔ حضرت جلال الدین صاحب نے اس عورت فاضلہ کو حاضر کیا۔ حضرت قطب عالم اس عورت کو دیکھ کر تعظیم کے لئے کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ تیرے سبب سے حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کا آج سے سولھویں روز دفینہ ہوجائے گا۔ وہ تاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ٧٠٩ ہجری روز جمعہ ہوگا۔

عورت فاضلہ محبیب النساء نے حضرت قطب عالم سے عرض کیا کہ
حضرت مجھے بیعت سے مشرف کیجئے۔ حضرت قطب عالم نے ارشاد فرمایا
کہ تو اپنی بات پر قائم رہ بعد دفینہ حضرت مخدوم صابر پاک تجھ کو داخل
سلسلہ کرلیا جائے گا اور اسی وقت حضرت قطب عالم نے حضرت شاہ
جلال الدین تھانیسری کو تمامی مُفاوضاتِ معنویہ اسناد خلافت نامجات اور
مکتوبات نطاب اوراد منضبط اوقاتِ شبانہ روز اور تبرکات ملبوسات و غیرہ
ہم ہر قسم حضرات پیران سلسلہ حقی صابریہ چشتیہ کے عنایت فرما کر
صاحب مجاز مرفوع الاجازت اولوالعزم و المرتبت مثل اپنے کر کے امین اللہ
ابدال کو خدمت میں مامور کردیا اور ارشاد فرمایا کہ جلال الدین! عوام الناس
میں سے جو دفینہ ثانی میں شریک ہونا چاہتے ہیں ان کو حد بارہ کوس پر حاضر
آنے کی ہدایت کر کے روانہ کردیجیو اور اسی وقت یعنی بتاریخ انیسویں ماہ
ربیع الاول ۹۰۷ ہجری سے حضرت قطب عالم حجرہ خلوت گاہ میں تشریف لے
گئے اور مراقب ہوگئے اور دس روز یعنی اٹھائیسویں ماہ مذکورہ روز دوشنبہ کی
صبح تک کسی سے ہم کلام نہیں ہوئے اور نہ اس حجرہ سے نکلے ایک گوشہ حجرہ
میں دست بستہ رہتے تھے۔ خلفائے حضور جب واسطے تسلیمات کے
اندرون حجرہ تشریف لے جاتے تھے تو کبھی حضرت قطب عالم صاحب حجرہ

میں تشریف فرما ہوتے تھے اور کبھی بغیر بر آمد ہوئے حجرے کے دروازے میں سے غائب ہوجاتے تھے۔ چھٹے روز بتاریخ چوتھی ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ ہجری مرقوم الصدر کو روز پنجشنبہ بعد نماز اشراق ہر ایک شہر و دیار کوہستان تبت و ہفت اقلیم وغیرہ سے اولیائے ہم عصر کی بہ اختلاف عرصہ متواتر شروع ہوئی۔ کیفیت یہ تھی کہ جو صاحب تشریف لاتے تھے بغیر دریافت کئے حاضرین بارگاہ سے بے تکلف حضرت قطب عالم صاحب کے سامنے حجرہ میں بیٹھ جاتے تھے اور آداب تسلیمات بھی ادا نہیں کرتے تھے حضرات خلفاء بارگاہ نے حضرات تشریف لانے والوں سے دریافت کیا کہ آپ سب اصحاب اس طرح بے تکلف کس وجہ سے تشریف لاکر بغیر ادائے مراسم سلام علیک اور آداب کے حاضر ہوتے ہیں۔ حضرات تشریف لانے والوں نے جواب دیا کہ ہم کو حضرت قطب عالم سلطان التارکین ہر ایک جگہ سے اپنے ہمراہ واسطے شریک ہونے دفینہ ثانی حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے لے کر آئے ہیں اور اکثر عوام الناس سے بھی یہی امر سنا گیا۔

حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری کریم الطرفین حضرات اولیائے ہم عصر کو مہمان رکھکر خدمت میزبانی کی بجالاتے تھے اور عوام الناس کو واسطے

قیام حد بارہ کوس کی ہدایت کر کے روانہ فرمادیتے تھے۔

ساتویں روز بتاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۰ ہجری مرقوم الصدر کو شب جمعہ بعد نماز تہجد کے ذوالجناں شہزادہ جن معہ گیارہ ہزار جنات علمائے فاضل کے کہ یہ سب گروہ جنات حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رضی اللہ عنہ سے داخل سلسلہ طریقت کے تھے حاضر ہوئے اور حضرت قطب عالم سے قدمبوس ہو کر عرض کرنے لگے کہ حضور انور کے طفیل حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے وجود انور کی زیارت نصیب ہو جائے گی۔ حضرت قطب عالم نے ارشاد فرمایا کہ ذوالجناں تجھ کو دمشق میں کیوں کر خبر ہوئی کہ آج کے روز حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء کا مزار مقدس تیار ہو گا۔

ذوالجناں شہزادہ جن نے عرض کیا کہ حضرت آج شب کو مجھے حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی محبوب سبحانی سرکار نے عالم مثال میں بشارت دی تھی کہ تو بہت جلد تختہ آبنوسی جو میرے حجرہ غربی میں پاس سید منیر الدین بن شہاب الدین کے رکھے ہوئے ہیں لے جاکر مجدد قطب عالم کے حوالے کردے کہ آج میرے مخدوم کے دفینہ درونی برزخ

صغریٰ کا یہی روز ہے اور مجذوب قطب عالم سے کہتے کہ تختہ سنگ زعفرانی جو جلال الدین ابدال نے تبت سے منگوائے ہیں ان کو تعمیر دوم میں اور جو مجذوب نے تختہ ہائے سنگ سرخ کے منگوائے ہیں ان کو تعمیر سوم میں اور ان تختہ ہائے آبنوسی کو تعمیر اول میں شامل کرنا۔ بموجب حکم کے حاضر ہوا ہوں اگر حکم ہو تو حضور کے ہمراہ چلوں۔ حضرت قطب عالم نے ارشاد فرمایا ذوالجناں! ہمارے پاس بھی پانچ تختے سنگ سرخ کے امین اللہ ابدال سے منگوائے ہوئے موجود ہیں ان تختوں کو بھی تم اپنے ہمراہ لے جاؤ اور ایک سو پچھتر خلفائے حضرات اولیائے ہم عصر ہمارے مہمانان اور سولہ سو ستاسی ہمارے خلفاء اور ترتالیس ہمارے جن خلفاء کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ۔ حد بارہ کوس زمین سوختہ سے تین کوس کے فاصلہ پر قیام کرنا اور تاصدور حکم ثانی ہرگز اندرون حد بارہ کوس کے قدم نہ رکھنا۔ یہ حکم سن کر شہزادہ جنات حضرت قطب عالم سے قدمبوس ہو کر رخصت ہوا اور حضرت شاہ جلال الدین نے پانچوں تختے سنگ سرخ کے اور حضرات ممدوح الصدر کو ہمراہ شہزادہ جن کے کر دیا اور اسم اعظم چشتیہ کی تلاوت کی اجازت دی۔ *

باب (۳۱)

احوال حضرت قطب عالم صاحب کے ہمراہی اولیائے ہم عصر واسطے دفینہ حضرت بادشاہ دوجہاں صاحب کلیر شریف جانے کا

(بموجب حوالہ جات حقیقت گلزار صابری صفحہ ۴۲۴ تا صفحہ ۴۲۹)

اولیائے کرام کے مکاتیب میں تحریر ہے کہ بتاریخ پانچویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۰ ہجری شب جمعہ قبل نماز فجر کے حضرت قطب عالم نے امین اللہ ابدال بنگالی کو حضرت شاہ عبدالرزاق صاحب جھنجھانوی کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ہم تمہارے منتظر ہیں خیر ہے تم کیوں نہیں آئے۔ امین اللہ ابدال نے ایک ساعت میں واپس آکر عرض کیا کہ حضرت عبدالرزاق نے بعد تسلیمات عرض کیا ہے۔ میں علیل ہوں۔ حضرت قطب عالم نے ارشاد فرمایا کہ عبدالرزاق قیامت تک علیل رہے گا مخدوم کا منکر خدا کا منکر ہے۔ ان کلمات کے صادر ہوتے ہی تمام اولیائے حاضرین مجلس

ے قلب پر یکبارگی القا و الہام درجہ اول کا صادر ہوا کہ عبدالرزاق کا باطن
ح ہو گیا اور کیفیت باطن سلب ہو گئی۔ بعد نماز فجر صبح حضرت قطب عالم
ہ جملہ تبرکات اور ملبوسات اور مکتوبات وغیرہ مفاوضات معنونہ کے
ہمراہی اولیائے ہم عصر مہمانان ۲۸ عدد صاحبان مکاتیب نطاب اور تین
ار چار سو پچھتر ہفت اقلیم کے اولیائے ہم عصر جو صاحبان مکاتیب
اب نہیں ہیں اور اپنے تیرہ خلفائے مکرم صاحبان مکاتیب نطاب اور
ت حضرات خلفاء رشید قوم جن صاحبان مکتوب اور امین اللہ ابدال اور
ضرت شاہ جلال الدین تھانیسری کریم الطرفین کے ساتھ حضرت قطب
لم اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو روانہ ہوئے۔ حد
رہ کوس پر پہنچ کر نماز چاشت ادا فرمائی اور حضرت شاہ عبدالحمید صاحب
رف حضرت شیخ زین گجراتی اولین ولایت روح جذبیہ یعنی رقباء، نقباء، نجبا
ابدال و اوتاد و اغیاث و رجال الغیب متعینہ ہر ایک شہر و دیار افواج کو
بارہ کوس زمین سوختہ پر حاضر پایا کہ حد بارہ کوس کے چاروں طرف حلقہ
تش تھے اور بعد فراغ نماز چاشت عصاء زیتونی کو زیر زنخداں رکھ کر حضرت
طب عالم متصل زمین سوختہ آتش قہر کے حد بارہ کوس پر کھڑے ہوئے
ر تمام حضرات ہمراہیاں پس پشت حضرت قطب عالم کے دست بستہ

باادب کھڑے ہوگئے۔ جب قطب عالم صاحب نے چاہا کہ اپنا قدم راست زمین سوختہ حد بارہ کوس کے اندر رکھیں تو ایک آواز مثل گرجنے رعد کے بلند ہوئی اور شمشیر قہاری مثل برق کے اپنے دورہ کی جگہ پر زمین سے دو نیزہ اوپر معلق موجود ہوگئی۔ حضرت قطب عالم صاحب نے شمشیر قہاری کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یا اللہ اگر تو نے فقیر پر وار کیا تو سر یہاں ہوگا اور تن حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کے قدموں پر تڑپ کر جا پہونچے گا۔ بعد اس ارشاد کے حضرت قطب عالم کھڑے کھڑے مراقب ہوکر عالم وجوب میں حضور مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء کی جناب میں رجوع ہوکر التماس کیا کہ حضرت مجھ کو تو حضور انور نے اجازت عطاء کی ہے پھر شمشیر قہاری کے حائل ہونے کا کیا سبب ہے؟

حضور مخدوم پاک کی جانب سے ارشاد ہوا کہ عبدالقدوس مردوں کا وار خالی نہیں جاتا۔ تو اپنی نفی کر کے ایک ہاتھ سیدھا اور بایاں پیر بڑھادے یہ شمشیر وار کر کے زمین پر گر پڑے گی۔ آستین اور تہ بند کا کنارہ ترش جائے گا تجھ پر کسی طرح کا صدمہ نہیں آئے گا تو شوق سے شمشیر قہاری کو لے کر میرے پاس چلے آنا۔

حضرت قطب عالم صاحب نے حکم کی تعمیل کی اور شمشیر قہاری وار کر

کے زمین پر گر گئی کنارہ آستین خرقہ جانب راست اور کنارہ تہ بند جانب
پائے چپ کا ترش گیا۔ حضرت قطب عالم صاحب نے شمشیر قہاری کو
اپنے مجموعہ اوراد کے جزدان میں رکھ لیا اور اس روز سے یہ شناخت اولاد
قدوسیہ کی جاری ہوئی اور تاقیام عالم جاری رہے گی۔ بعد اس معاملہ کے
حضرت قطب عالم معہ جمیع ہمراہیان کے حد بارہ کوس کے اندر حضرت
بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء کا نام مبارک تلاوت
فرماتے ہوئے تھوڑے ہی عرصہ میں احاطہ انور جائے محفوظہ کے قریب
میں پہنچ گئے۔ جمال الدین ابدال اور تناوے اجنہ متعینہ کو سرگرم خدمت
پایا اور تمامی حضرات نے معائنہ کیا کہ نور سرخ مثل لعل عالم تاب کے
جائے محفوظ میں سے آسمان کو جاتا ہے اور خوشبوئے لطیف مشک اور
گلاب اور الائچی کی نہایت خوش اسلوبی سے مہک رہی ہے کہ مشام جان کو
بہ ترقی قوت کیفیتِ باطنی معطر کرتی ہے مگر اندرون احاطہ نور سرخ کے نظر
کام نہیں کرتی تھی۔ حضرت قطب عالم نے سب مخلوق حاضرین حد بارہ
کوس کو اندر احاطہ زمین سوختہ حد بارہ کوس کے طلب فرمالیا اور حکم دیا کہ
اے بندگان خدا تم سب لوگ معائنہ کرو کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم
کا وجود مقدس ہر دو سنگ سرخ مذکورہ کے اوپر زمین کے معہ لباس مبارک

اس وقت تک بدستور موجود ہے سب لوگوں نے بچشم خود معائنہ کیا۔ جب سب لوگ معائنہ کر چکے تو حضرت قطب عالم صاحب نے جمال الدین ابدال اور امین اللہ ابدال کے ہاتھوں سے ہر دو سنگ سرخ مذکورہ کو جسم مبارک حضور مخدوم پاک سے علحدہ کرائے اور کل حاضرین کو امر فرمایا کہ آگے پیچھے حلقہ باندھ کر گرد بگرد کھڑے ہو جائیں چنانچہ اول حلقہ حضرات خلفاء قطب عالم کا اور دوسرا حلقہ تمام اولیائے ہم عصر صاحب کیفیت سلوک اور جذب کا اور تیسرا حلقہ عوام الناس کا چوتھا حلقہ قوم جنات کا اس ترتیب سے تمام مخلوق حاضرین کو سوا کوس کے اطراف میں فراہم کر دیا کہ انوار جائے محفوظہ کے سب کو نظر آتے تھے۔ جمال الدین ابدال معہ جنات متعینہ کے کھانا کھلانے اور پانی پلانے کی خدمات بہ احتیاط تمام انجام دے رہے تھے کہ کسی ایک متنفس کو بھی اژدہام کثیر میں شرکت کی تکلیف نہیں ہوئی۔

حضرت قطب عالم حضرات اولیائے ہم عصر کو حد انوار جائے محفوظہ پر قائم کر کے حضرات خلفائے رشید صاحبان مکاتیب اور امین اللہ ابدال بنگالی کے احاطہ انوار جائے محفوظہ کے اندر تشریف لے گئے اور حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری سے ارشاد فرمایا کہ تم مکتوبات صحیفہ بیان

صابری اور "فردوس الوجوب" اور مصور الودود کو معائنہ کرتے رہو اگر کوئی امر خلاف تحریرات مکتوبات نطاب مذکورہ صادر ہوتے دیکھو تو اسی وقت مکتوب ہمارے سامنے کردو، بعدہ تھوڑے عرصہ تک حضرت قطب عالم نے زیر درخت گولر قیام فرماکر اس حدیث شریف کا جو حضور سرور کائنات فخر موجودات شہنشاہ دوسرا سردار انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ و سلم نے بطور پیش گوئی فرمائی تھی وعظ فرمایا اور ارشاد کیا کہ وہ یہ ہے کہ بتاریخ چودھویں ماہ رجب، ہجری کو بروز جمعہ بعد نماز فجر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ اور بعد کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اسی وقت آگئے تھے ان نو حضرات جلیل القدر صحابہ کے روبرو حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سات نبی اللہ سے جو باالتخصیص ایک ایک معجزہ ظہور میں آیا تھا وہ ہفت اعجاز تھا۔ شاید کہ حضور کے زمانہ میں ایسے معجزات ظہور میں نہ آدیں۔

حضرت سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا کہا تو نے
عبداللہ بن جابر پھر کہو۔ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت آدم علیہ السلام سے اولاد کی کثرت ہونا اور حضرت ادریس علیہ
السلام کا چودہ برس خورد و نوش ترک کرنا اور دنیا میں زندہ رہنا اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام کا خدا سے ہم کلام ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا
مردوں کو زندہ کرنا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا آگ قاہرہ نمرود جبار
میں جانا اور آگ کا ٹھنڈی ہو جانا اور حضرت عزیز علیہ السلام کا سو برس
تک جسم اور گدھے اور کھانے کا بحالت اصلی قائم رہنا اور حضرت خضر
علیہ السلام کا زندہ جاوید رہنا۔

یہ سن کر حضرت صاحب علم اولین و آخرین احمد بے میم علیہ التحیۃ
والتسلیم کو ایک جوش ذاتی پیدا ہوا اور فرمایا کہ اے جابر جو سات امر مذکورہ
محض نبیوں سے ظہور میں آئے وہ خدائے تعالیٰ نے میرے ہی نور کے
پرتو سے مراتب نبوت میں ظہور پذیر کئے اور چونکہ نبوت کو رونق ولایت
سے اور ولایت کو رونق نبوت سے جس طرح سات معجزے انبیاء سے
بمرتبہ نبوت ظہور میں آئے اسی طرح ساتوں معجزات کے عوض میں میرے
بعد علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے نو سو برس تک میری امت کے

اولیاء سے بمرتبہ ولایت یہی ساتوں کرامتیں ظہور میں آویں گی بلکہ ان کے علاوہ ایک کروڑ پانچ لاکھ ستاسی ہزار سات سو ترسٹھ (۱۰۵۸۷۷۶۳) خوارق میرے اولیاء سے صادر ہوں گے۔

حضرت قطب عالم صاحب نے اس حدیث شریف کو بیان کر کے اس کے ظہور کی تشریح اس طرح فرمائی:

(۱) اول معجزہ آدمی کا عوض حضرت محی الدین عربی صاحب کی صورت مقدس سے ہوا کہ ایک روز آپ بادشاہ کے محل میں تشریف لے گئے اس روز آپ پر ولایت آدمی کا ظہور تھا محل میں جو عورت بوڑھی و جوان، بالغ و نا بالغ آپ کے سامنے آئی نظر کے اثر سے سب حاملہ ہوگئیں حتیٰ کہ جو شکم مادر میں لڑکی تھی وہ بھی حاملہ ہوگئی بعد انقضائے مدت نو مہینے کی تمام عورتوں کے فرزند زندہ تولد ہوئے ہر بچہ بقدر وجودِ زچہ وجود رکھتا تھا جب آپ نے دوسری نظر ڈالی تب وہ مثل وبائے طاعون ہلاک ہوگئے۔

(۲) دوسرے معجزہ موسوی کا بدل حضرت قطب ربانی غوث الصمدنی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے وجود سے ظاہر ہوا کہ جب آپ پر

ولایت موسوی کا دور ہوتا اور کوئی طالب صادق آپ کے پاس آتا اور کہتا کہ حضرت میں چاہتا ہوں کہ اللہ جل شانہ کو دیکھوں اور اس کا آواز سنوں تو آپ فرماتے کہ تو دیکھنے کا متحمل نہ ہوگا آواز سن لے۔ چنانچہ آپ اس کو اپنے حجرہ میں لے جاکر آواز حق سبحانہ و تعالی سنا دیتے اور ذکر سلطان جاری ہوتا اور جو طالب صادق یہی چاہتا کہ خواہ میں متحمل ہوں یا نہوں مگر لقائے الہی سے بہرہ مند ہوجاؤں تو آپ کو پہاڑ عمیق کے قریب لے جاتے نیچے طالب کو کھڑا کرتے اور آپ اوپر پہاڑ کے چڑھتے اور وہاں آپ شغل نوری بانار کر کے اس کی طرف معائنہ فرماتے وہ رویت تجلی آثار صفاتی سے ممتاز ہوتا لیکن لقائے اقدس کی تاب نہ لاکر اسی وقت جل کر خاک سیاہ ہوجاتا تھا۔

(۳) تیسرے معجزہ عیسوی کا بدل حضرت مولانا شمس تبریز صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے وجود مطہر سے ظاہر ہوا کہ جب آپ پر ولایت عیسوی کا ظہور ہوتا تھا تو آپ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مشہور شان احیائی قُم باذنی فرماتے جس کا بیان اظہر من الشمس ہے۔

(۴) چوتھے معجزہ ابراہیمی کا بدل حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی اجمیری شہنشاہ ہندالولی شفاعت امر رحمتہ اللہ علیہ کے وجود

پاک سے ہوا اور بظہور ولایت ابراہیمی آپ نے سات بار آتش قہر میں اپنی نعلین مبارک ڈالدیں اور ہر بار اپنے صاحبزادے والا تبار میاں فخر الدین صاحب اور دیگر خدام کو بھیج کر نعلین نکلوالیں اور ہر بار نعلین نکالنے والے آتشیں قہر سے صحیح سلامت نکل آئے ۔

(۵) پانچویں معجزہ ادریسی کا عوض یہ ہوا کہ حضرت شاہ شیخ فرید الدین گنج شکر بابا صاحب مسعود العلمین قطب عالم اغیاث الہند رحمۃ اللہ علیہ نے چھتیس برس مجاہدہ کیا اور کچھ نہ کھایا۔ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء نے حضرت بابا صاحب کے لنگر خانہ میں بارہ سال لنگر تقسیم کیا اور کچھ نہ کھایا۔ اور بائیس برس بارہ یوم کلیر شریف میں قیام گزیں رہے کل چوتیس برس بارہ یوم ہوئے کچھ نوش نہ فرمایا یا بلحاظ آداب حضرت شیخ دو برس کم رکھے ۔ حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات رحمۃ اللہ علیہ نے انیس برس اپنے ہادی برحق حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کی مقدس صورت دیکھ کر اور تین برس حالت فراق ظاہری میں کل بائیس برس کچھ نوش نہ فرمایا اور جمال حضرت واحدیت سے سیر رہے ولایت ادریسی کا عروج بمرتبہ اتم ظاہر ہوا ۔

(۶) چھٹے معجزہ عزیزی کا ظہور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے وجود اقدس سے ہوا اور حضرت مخدوم کو بعد پروازگی روح مقدس ولایت عزیزی بہ عروج تمام حاصل تھی کہ قریب تین سو برس کے وجود منور مع لباس مطہر کے اسی طرح قائم رہا۔ چنانچہ اب موجود ہے جو تم سب لوگ معائنہ کرتے ہو۔

(۷) ساتویں معجزہ خضری کے عوض اولیائے امت محمدی میں یہ ہوا کہ جس طرح حضرت خضر علیہ السلام زندہ اور قائم ہیں اسی طرح حضرت محمد اکبر عرف محمد حنیف صاحب فرزند حضرت مولا علی کرم اللہ وجہ کے چار فرزند زندہ حیات ابدی کے ساتھ موجود ہیں اور تاقیامت زندہ اور موجود رہیں گے۔ (اس کا مفصل بیان کتاب حقیقت گلزار صابری کے آخر میں درج ہے)۔

اس وعظ و ارشاد کے بعد حضرت قطب عالم صاحب نے بموجب حکم مندرجہ مکتوب نطاب " مصور الودود " تصنیف حضرت شاہ سیف الدین عبدالوہاب صاحبزادہ حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ جدامجد حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ایک چادر رنگ گل ارمنی تبرکات حضرت

محبوب سبحانی قطب ربانی میں سے نکال کر کے احوال اس چادر کا مکتوب مفصل میں اس طرح پر ہے کہ اس چادر حلۂ بہشتی کو ملائکہ بحکم الٰہی حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی غوث اعظم کی خدمت میں بتاریخ چوبیس ماہ رجب ۵۱۲ ہجری کو روز شنبہ لائے تھے اور بموجب حکم الہام باطن حضرت غوث اعظم نے اس چادر شریف کو واسطے کفن مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک کے مکتوب میں تحریر فرماکر امانت رکھا تھا اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت نے بحکم الہام باطن اس کفن ثانی کو واسطے پہنانے بدست مجددِ عصر صاحب دفینہ کے ملتوی رکھا تھا۔ حضرت مشکل کشا بندگی قطب عالم صاحب نے اس چادر متبرکہ کو دو تہ کر کے نو قدم کے فاصلہ پر جسم مبارک سے بمقابلہ جسم مبارک اور درخت گولر کے قصر زمین جانے ادائے حبس کبیر چھ سال حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت حمان صفات رحمتہ اللہ علیہ پر بچھادی تھی اور بموجب حکم مجوزہ مکاتیب خود بھی آنکھیں بند فرمائیں اور سب کو آنکھیں بند کر لینے کا حکم دیا۔ تھوڑے عرصہ میں جو آنکھیں کھولیں جسم منور بادشاہ دو جہاں سلطان الاولیاء کو چادر پر رونق افروز پایا۔ حضرت قطب عالم صاحب نے اول پارچہ خرقہ جو مہر منور کے نیچے تہ کیا ہوا رکھا تھا مع خاک

پاک زمین جائے مقدس (مہر مقدس) کے اٹھا کر ایک سبز رنگ کی چوبی ڈبیا میں بند کر کے حضرت جلال الدین تھانیسری کے سپرد فرمایا۔ اور قبل نمازِ زوال چادر رنگ صابری اپنی بطور جائے نماز کے بخیال آداب جسم مبارک سے تھوڑے فاصلہ پر بچھائی۔ اول صف میں ساڑھے سترہ سو خلفاء اپنے کھڑا کئے کہ وہ صف اول زیر درخت گولر تھی اور پس پشت حضرت قطب عالم صاحب کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب تھانیسری کھڑے تھے اور ان کے چپ و راست جانب تیرہ حضرات خلفاء صاحبان مکاتیب کھڑے تھے اور دوسری صف میں جملہ حضرات اولیائے ہم عصر اور حضرات نقباء، رقباء، نجبا و ابدال و اقطاب و اغیاث و رجال الغیب کہ مابین صف اول و دوم کے درخت گولر تھا کھڑے تھے اور حضرت شاہ عبدالحمید صاحب عرف شیخ زین گجراتی اولین ولایت روح جذبیہ صاحبزادہ کلاں حضرت قطب عالم صاحب کے صف دوم میں پس پشت حضرت شاہ جلال الدین تھانیسری کے کھڑے تھے اور تیسری صف میں جنات اور انسان داخلان سلسلہ بیعت ہر ایک حضرات اولیائے ہم عصر کھڑے تھے یعنی کہ اس تیسری صف میں وہ شخص نہ تھا جو کسی جگہ داخل سلسلہ بیعت حضرات پیران عظام نہ تھا اور یہ صف باہر احاطہ انوار کے تھی اور چوتھی

صف میں جن و انس عوام الناس بے تعداد اور بے شمار صف بہ صف
کھڑے تھے ۔ حضرت قطب عالم صاحب مجدد عصر

بموجب اس عبارت حکمیہ مندرجہ مکتوب " مصور
الودود " کہ نماز جنازہ مخدوم علی احمد صابر صاحب سلطان
الاولیاء کے بروز دفینہ روح پر فتوح حضرت قطب ربانی
غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی
محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی کی پڑھائی گئی کہ
وہ روز اس عالم سے حجاب کا ہوگا شریعت تمام و کمال
سے ادا ہوگی۔

جائے نماز پر منتظر کھڑے ہوئے تھے دفعتہ جسم مبارک حضرت قطب عالم ممدوح کا جا نماز سے صف اول میں پاس جناب شاہ جلال الدین صاحب کے آپہونچا۔ تمام حاضرین معائنہ کرتے تھے کہ چادر جائے نماز پر نور سفید مثل الماس کے زمین سے آسمان تک منور تھا اور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک سلطان الاولیاء کے جسم منور سے نور سرخ مثل لعل عالمتاب کے زمین سے آسمان تک لمعان تھا اور نور سفید مثل الماس میں سے کہ جانماز پر تھا آواز تکبیروں کا بلند مسموع ہوتا تھا اور بعد تکبیروں کے

سلام کا آواز بھی سب شرکاء نماز کو مسموع ہوا ۔ جس وقت تکبیر کا آواز حضرات اہل باطن کے کان میں پہونچتا تھا معاً نفی ماسوا اللہ کی ہوجاتی تھی اور ہر ایک صاحب باطن کو عرفان تمام و کمال کے ساتھ ہوجاتا تھا بعد فراغ نماز اور فاتحہ کے حضرت قطب عالم نے پھاوڑہ اپنے ہاتھ میں لے کر نصف درعہ مٹی جسم مبارک حضرت بادشاہ دو جہاں کے نیچے کی کھودلی اور اپنی چادر رنگ صابری میں باندھ کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب کے سپرد کردی اسی وقت رجال الغیب قبر کھودنے کے واسطے حاضر آئے تھوڑے عرصہ میں قبر عمیق سوا پانچ درعہ کھد کر تیار ہوگئی اس کیفیت سے کہ قصر زمین سے گیارہ گرہ عرض قبر کا رکھ کر ایک درعہ اوپر کو اور بعد ایک درعہ کے بہ عرض نیم درعہ کے تالب فرش زمین تین درعہ اوپر کو کھودی اور حضرت قطب عالم صاحب نے جو نصف درعہ مٹی اپنے ہاتھ سے کھودی تھی حضرات رجال الغیب نے ایک درعہ مٹی اول کھود کر بہ طرف بائیں قبر علحدہ رکھی کہ وہ مٹی صرف تعمیر درجہ اول میں کام آئے اور سب مٹی قبر کی جانب پائین قبر کھود کر رکھی گئی اور حضرت قطب عالم صاحب نے جمال الدین ابدال کو حکم دیا کہ تم اپنے جنات متعینہ کو واسطے لانے چونا ، سنگ مرمر اور سنگ سرخ کے روانہ کردو کہ ایک پہر کے عرصہ میں سب سامان

زیر و بالا کی تعمیر کا مہیا کر دیں۔ جمال الدین ابدال نے جنات متعینہ کو جا بجا ارسال کر دیا اور حضرت قطب عالم صاحب نے خلفائے حاضرین اندر احاطہ انوار جائے محفوظہ کو واسطے بند کرنے آنکھوں کے حکم دیا اور خود بھی آنکھیں بند فرما کر تصور درست ہوجانے کفن مبارک کا جسم منور پر کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد آنکھیں کھول کر کفن کو بموجب قاعدہ جسم اقدس پر درست پایا اور روح پر فتوح حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کو بھی اپنے پاس موجود دیکھا اور معانی انوار سرخ کو جو زمین محفوظہ میں سے آسمان کو جاتے تھے اس قدر کم پایا کہ حضرات حاضرین بیرون احاطہ انوار کو باہم دگر دیکھنا میسر نہ ہوا۔ اس وقت حضرت قطب عالم صاحب نے جمیع حاضرین اندر احاطہ انوار کے نماز ظہر کی با جماعت ادا فرمائی اور حضرات اولیاء ہم عصر نے اپنی اپنی صف میں قائم رہ کر نماز ظہر سے فراغ حاصل کیا اور بعد نماز کے حسب دستور دست بستہ صف بہ صف کھڑے ہوگئے۔ اسی طرح تمام عوام الناس اور جنات بھی ظہر کی نماز پڑھ چکے بعد فراغ نماز ظہر حضرت قطب عالم صاحب نے حضرت شاہ محمد ابو القاسم گرگامی صاحب تواریخ ظہرت نامہ کو اپنے پاس اندر احاطہ انوار کے طلب فرمایا اول حضرت قطب عالم صاحب نے جسم مبارک کے

نیچے کی نصف درعہ زمین جو اپنے ہاتھوں کھود کر چادریں باندھ لی تھی۔ خود قبر میں اتر کر بچھا آئے حضرت شاہ جلال الدین صاحب کو حضور بادشاہ دو جہاں کے پائے مبارک کی طرف اور حضرت محمد ابوالقاسم گرگانی صاحب کو کمر مبارک کی جانب مامور فرمایا اور خود قطب عالم صاحب سر مبارک کی طرف رہے تینوں حضرات والا صفات نے جسم منور کو بہ آداب تمام قبر میں اتارا غیب سے آواز یَاھُوَ یَا مَنْ ھُوَ یَا مَنْ لَیْسَ لَہٗ اِلَّا ھُوَ کی بلند ہوئی۔

تمام حضرات اولیائے حاضرین صف بہ صف نے روح مطہر حضرت سرور کائنات اشرف المخلوقات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کو مع ارواح حضرات صحابہ عظام اور تمامی حضرات اولیائے متقدمین اور متاخرین کے برسر قبر منور تشریف فرما دیکھا اور اکثر حضرات اولیائے حاضرین اپنے اپنے حضرت شیخ واصلین سے یعنی جو اس عالم سے رحلت فرما گئے تھے اس وقت قدمبوس ہو کر فیضیاب تعلیم لسانی کے ہوئے۔ جب جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کا زمین قبر پر رونق افروز ہوا تمام قبر نور سرخ اور سبز اور زرد سے منور ہو گئی اور خوشبوئے مشک اور عنبر سے تمام صحرا معطر ہو گیا اور جب سب ارواح مقدسہ مع حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے گئیں۔ آسمان پر آواز مرحبا

صل علی مرحبا کا نہایت شور و غل کے ساتھ سب حاضرین خاص و عام کو
مسموع ہوا۔ حضرت قطب عالم صاحب مجدد عصر نے قبر منور میں اتر کر
شاخ سبز مثل زمرد کو بالائے ناف جسم منور سے کہ کفن دو چادر رنگ گل
ارمنی حلہ بہشتی بن آگئی تھی نکالا اس وقت انوار سبز مثل زمرد کے تمام قبر
میں لمعان ہو گئی سرخ پر سبزی غالب آگئی۔ حضرت قطب عالم صاحب
نے سب حاضرین اولیائے ہم عصر کو زیارت اس شاخ سبز کی قبر منور سے
باہر لاکر کرائی۔ پھر اس شاخ کو دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑا بدستور بالائے
ناف مبارک قبر میں تشریف لے جاکر رکھا اور ایک ٹکڑا اپنے سیدھے ہاتھ
میں لے کر قبر منور سے باہر درجہ تعمیر اول پر تشریف لائے اور اپنے ہاتھ
سے تختہ ہائے آبنوسی جائے تعمیر درجہ اول پر جو بہ عرض گیارہ گرہ کھدوائی
ہوئی تھی لگائے اور پھر واسطے فراغ نماز عصر قبر منور سے باہر تشریف لائے
بعد فراغ نماز عصر حضرت قطب عالم صاحب نے تختہ ہائے آبنوسی پر
کھڑے ہو کر حضرت شاہ جلال الدین صاحب اور شاہ محمد ابوالقاسم صاحب
گرگامی اور امین اللہ ابدال اور جمال الدین ابدال سے مٹی کا گارہ بالین قبر
کی جانب بنوا کر اور اٹھوا کر کڑہ سنگ سرخ سے لگایا اور چار گرہ اونچا چبوترہ
اوپر تختہ ہائے آبنوسی کے لگا دیا اور پھر مغرب کی نماز ادا فرمائی اور بعد نماز

مغرب قبر کی درجہ دوم تعمیر چونا اور سنگ مرمر اور سنگ سرخ سے تیار کی
اس تعمیر کی خدمت میں حضرات اولیائے ہم عصر ممدوح الصدر براہ
سعادت اندوزی شریک ہوئے پھر عشاء کی نماز ادا فرمائی۔ بعد نماز عشاء قبر
تعمیر دوم کی استرکاری کر کے بعد نصف شب تمام حاضرین خاص و عام
باادب کھڑے ہوؤں کو بیٹھ کر آرام لینے کا حکم دیا اور تلاوت اور دیگر
معمولات میں مشغول رہے۔ تاریخ چھٹی ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ ہجری مرقوم الصدر
روز شنبہ کو بعد نماز اشراق کے حضرت قطب عالم نے تختہ ہائے سنگ
زعفرانی تعمیر پختہ درجہ دوم پر رکھ کر کٹرہ اور چارگرہ چبوترہ تابوقت عصر تیار
فرمایا اور بعد نماز تمامی حاضرین خاص و عام کو حکم دیا اب جس طرح چاہو بیٹھ
کر اور لیٹ کر آرام کرو اس تعمیر کٹرہ اور چبوترہ کی خدمت میں حضرات رقباء
نقبا نجباء ابدال و اقطاب و اغیاث اور رجال الغیب مع شاہ عبدالحمید
صاحب عرف شیخ زین اولین ولایت روح جذبیہ صاحبزادہ کلاں حضرت
قطب عالم صاحب کے شریک ہو کر فیض یاب ہوگئے۔

بتاریخ ساتویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ ہجری روز یکشنبہ کو بعد نماز فجر کے
حضرت قطب عالم صاحب موصوف نے تعمیر قبر درجہ سوم کی شروع فرمائی
تابہ نماز مغرب دونوں جانب پختہ دیواریں تیار فرمالیں۔ اس تعمیر کی خدمت

میں خلفائے صاحب مجاز حضرات اولیائے ہم عصر کے شریک ہوگئے۔ اور مستفید کیفیات باطن کے ہوئے بعد نماز مغرب استرکاری شروع فرمائی تا بہ نماز صبح آٹھویں ماہ ربیع الثانی ۹۰۷ ہجری روز دوشنبہ تک فارغ ہوئے اور بعد نماز اشراق تختہ ہائے سنگ سرخ کی تعمیر قبر درجہ سوم پر رکھی اور کڑہ لگاکر تا بوقت نماز عصر تربت تیار کرلی اور اپنی چادر رنگ صابری جس پر نماز جنازہ ادا ہوئی تھی اوپر تربت منور کے ڈال دی۔ جمال الدین ابدال نے گلاب کے ہار تربت پر چڑھائے۔ حضرت قطب عالم صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ فقیر نے قبر مبارک کے تین درجے بحکم حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کے تعمیر کئے ہیں مجھ کو حضرت مخدوم نے عالم ارواح میں قبل تعمیر قبر مبارک فرمادیا تھا اور ارشاد کیا تھا۔ قدوس مجدد ہم نے یہ تین درجے تجھ سے اس واسطے تعمیر کرا رہے ہیں کہ ہم علی قدر مراتب پر ہر درجے میں اپنی طریقت کے محبوب اور دوستوں سے ملاقات کیا کریں گے۔ بعد فاتحہ حضرت قطب عالم صاحب مع تمامی حضرات حاضرین خاص و عام حد بارہ کوس زمین سوختہ سے باہر تشریف لے آئے اور مقیم ہوگئے۔ حضرات خلفاء اور حضرات اولیائے ہم عصر صاحب مرتبہ سلوک اور ولایت روح جذبیہ کے اور ذوالجناں شہزادہ جن معہ

گیارہ ہزار جنات کے حاضر رہے اور قریب لاکھ آدمی مخلوق عوام الناس
کے جو شریک ہوگئے تھے وہ سب لوگ اپنی اپنی جگہ کو چلے گئے روز جمع
ہونے مخلوق خاص و عام کے حد بارہ کوس پر جمال الدین ابدال نے ہر
ایک متنفس کو آب و طعام حسب بخواہ ہر ایک کے تقسیم کیا کہ کسی کو بجز
تین روز باادب کھڑے رہنے کے اور کچھ تکلیف کسی طرح کی نہیں ہوئی۔
بعد نماز مغرب حضرت قطب عالم صاحب نے حد بارہ کوس زمین سوختہ پر
پہونچ کر چادر رنگ صابری حضرت شاہ جلال الدین صاحب کی اوڑھ کر
مراقب ہوگئے اور منہ اپنا چادر سے چھپالیا۔ نصف شاخ زمردین جو وقت
دفینہ سے ہاتھ میں تھی تابوقت مراقب ہونے کے سب حاضرین کو معائنہ
ہوئی کہ روشنی شاخ سبز سے تمام ہاتھ نور سبز سے منور تھا۔

مکاتیب اولیاء اور خلفاء میں تحریر ہے کہ بتاریخ آٹھویں ماہ ربیع الثانی
۹۰۷ ہجری روز دوشنبہ بوقت مغرب سے تا تاریخ انتیسویں ماہ مذکور روز
دوشنبہ تک حضرت قطب عالم مجدد عصر ایک حالت پر مراقب بیٹھے رہے
اکیسویں روز قبل نماز اشراق جمال الدین ابدال نے حاضر ہو کر گزارش کیا
کہ حضرت اہل حقیقت کا خانہ کعبہ تیار ہوگیا ہے۔

یہ التماس سن کر حضرت قطب عالم صاحب چادر سے منہ کھول کر

کھڑے ہو گئے ۔ اس وقت ہاتھ میں وہ شاخ سبز زمردین موجود نہ تھی اور اس عرصہ اکیس روز میں بھی جمال الدین ابدال خدمت مہمانداری حضرات حاضرین حد بارہ کوس کے دونوں وقت انجام پہنچاتے رہے ۔ حضرت قطب عالم صاحب مع جملہ ہمراہیان موصوفہ بالایعنی ساڑھے سترہ سو خلفاء اور حضرات اولیائے ہم عصر صاحب مرتبہ سلوک اور ولایت روح جذبیہ اور ذوالجناں شاہزادہ جن معہ گیارہ ہزار جنات فاضل کے حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک کا نام مبارک تلاوت کرتے ہوئے کلیر شریف کو تشریف لے چلے ۔

زمین محفوظہ معدن الانوار میں پہونچ کر نماز چاشت ادا فرمائی اور چوب زیتوں کا بنگلہ چوبی خورد اوپر مزار شریف کے تیار پایا کہ جمال الدین ابدال نے جنات متعینہ سے سامان منگوا کر تیار کرلیا تھا اور انوار سبز زمردین مزار مقدس سے تابہ آسمان محیط دیکھا ۔ حضرت قطب عالم صاحب نے مع ہمراہیان سات بار طواف مزار منور کیا ۔ ہر ایک صاحب باطن کو کیفیت مرتبہ فنا فی اللہ کی بدرجہ اتم و اکمل حاصل تھی ۔ بعد فراغ طواف حضرت قطب عالم صاحب نے مع ہمراہیان مزار مبارک پر فاتحہ پڑھیں اور جمال الدین ابدال کو معہ ننانوے جن متعینہ کے خدمت معمول قدیم پر مامور فرما

کر معہ حضرات خلفائے خود اور حضرات اولیائے ہم عصر سالکین کے گنگوہ کی طرف روانہ ہوگئے۔

وصل صابر پیا کی علامت یہ تھی
شمس دیں سے کرامت جو ظاہر ہوئی
حسب فرمان صابر چلے شمس دین
کھائی ٹھوکر اٹھے سامنے لاش تھی
شیر دو لاش کے پاسباں بن گئے
اس طرح سو رہے تھے وہ حق کے ولی
جب غسل کا کفن کا ارادہ کیا
دونوں باتوں کی تکمیل خود ہوگئی
سینکڑوں غیب سے آگئے مقتدی
پیش تب کردیا توشہ صابری
وصل کے بعد بھی یہ کرامت رچی
قبر میں لاش بھی خود ہی رکھی گئی

●☆●☆●☆●

باب (۳۲)

احوال صدور خوارق عجیبہ و فیضان مزار مقدس حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اقتباس احوال حقیقت گلزار صابری

مکاتیب مفصلہ بالا حضرات متاخرین میں سات ہزار تین سو پچھتر خوارق عجیبہ اور کرامات غریبہ جو بعد دفینہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء علیہ الرحمۃ کے مزار مقدس پر صادر ہو کر گوش زد خاص و عام کے ہوئے اور جن کا سلسلہ تا بقیام عالم ہر روز ہر لحظہ ہر ساعت ہر دم صدور کرامات و ظہور خوارقات کا ہوتا رہتا ہے اور ہوتا رہے گا ان کے منجملہ سات خوارق کا یہاں اظہار کیا جاتا ہے (بموجب ص ۶۳۸ کتاب حقیقت گلزار صابری)

● اول خرقہ : مولوی محمد نور اللہ صاحب ساکن پچھراؤں کہ ایک مدت تک حضور مخدوم پاک سلطان الاولیاء کے آستانہ بوسی کے شرف سے مشرف رہے وہ حضرت مولف کتاب حقیقت گلزار صابری چشم دید واقعہ

بیان فرماتے تھے کہ والی لاہور راجا رنجیت سنگھ کا لشکر کلیر شریف کے قرب و جوار میں پہونچ کر بصارت چشم سے محروم ہوگیا جس سے خائف و معذرت خواہ ہو کر واپسی کا عازم ہوا تو دوبارہ بصارت واپس آگئی تو حضور بادشاہ دو جہاں کی عنایات کا یقین کر کے سجدہ شکر بجالاتے ہوئے واپس ہوگیا۔

● دوسرا خرقہ: ایک روز گولر کے درخت متبرک میں سے ایک شاخ سبز ٹوٹ کر گری اور اس کے ٹوٹنے میں صدائے تکبیر حاضرین بارگاہ کو مسموع ہوئی اور ٹوٹی ہوئی شاخ میں سے زیادہ خون جاری ہوا جس پر حاضرین کی رائے کے مطابق اس شاخ کو کفن پہنا کر دفن کیا گیا۔

● تیسرا خرقہ: ایک مرتبہ قریب زمانہ عرس شریف میں حاضرین بارگاہ کو خیال ہوا کہ اس قدر ہجوم خلقت کے استعمال کے واسطے پانی کہاں سے میسر ہوگا۔ بعد اس گفتگو کے مولوی نور اللہ صاحب موصوف سو گئے۔ حضور مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے عالم مثال میں ارشاد فرمایا کہ سقاوہ مسجد کا پانی سے بھر دیا جائے بہشت کا چشمہ اس سے منسوب کردیا جائے گا۔ اس سقاوہ کا پانی تمام مخلوق کو کافی ہوگا چنانچہ وہی سقاوہ حسب الحکم پانی سے بھر دیا گیا اور زائرین کعبہ طریقت کو وہ پانی

سقاوہ مسجد کا کافی ہوا۔

● چوتھا خرقہ : ایک دفعہ دو انگریز شکار کھیلتے ہوئے بارگاہ عرش پناہ کی طرف گزرے ایک انگریز نے بندر پر بندوق کی چوٹ کی۔ ضارب و مضروب دونوں قضا کا شکار ہوگئے۔ دوسرا انگریز خائف ہو کر واپس فرار ہوا۔

● پانچواں خرقہ : ایک دفعہ گنگا کی نہر کی تیاری کے دوران نہر کا داغ بیل نقار خانہ بارگاہ عالیہ پر ایک انگریز لایا۔ شب کو تمام رات چوب شامیانہ سے خود بخود لٹکا رہا۔ صبح کو حاضر آستانہ ہو کر خانقاہ مبارک پر روشنی اور نذر کا سامان کیا اور نہر میں خم ڈالا۔

● چھٹا خرقہ : ایک معاملہ فقیر شاہ محمد حسن صابری مولف کتاب نے بچشم خود معائنہ کیا کہ ایک شخص ساکن رامپور محلہ گھیر احمد خاں رزڑ مسمی حضرت نور خاں حضرت پیر دستگیر روشن ضمیر شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد سے مع اہل و عیال خود شرف اندوز بیعت توبہ طریقت با شریعت کا ہوا تھا۔ اتفاقاً حسن خاں سوداگر کا ملازم ہو کر گھوڑے خریدنے کے واسطے میلہ ہردوار کو گیا تھا اس کے پیچھے اس کی زوجہ داخل سلسلہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے۔ بہ تقاضائے وحشت خاطر حضرت پیر و مرشد ممدوح کی خدمت میں حاضر ہو کر اس نے عرض کیا

۔قبلہ انامی نے ارشاد فرمایا کہ غم نہ کر تیرا شوہر تیرے پاس زندہ آجائے گا۔
دوسری شب کو پھر اس عورت نے خواب میں دیکھا کہ ایک حضرت مجھ سے ارشاد فرماتے ہیں کہ ہمارا نام مخدوم صابر ہے تیرا شوہر ہمارے قرب و نواح میں بہ قضا فوت ہوگیا تھا مگر ہم تیرے پاس اسکو زندہ پہونچائے دیتے ہیں۔ چنانچہ سات روز کے بعد حضرت نور خاں مذکور یابو پر سوار زندہ اپنے مکان پر پہونچا اور مکان پر پہونچ کر چارپائی پر سورہا اور اس عالم سے انتقال کر گیا۔ حسن خاں سوداگر سے معلوم ہوا کہ میں میلہ ہر دوار کو جانے سے پہلے آستانہ حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوا اور شب کو برلب تالاب مقیم رہا۔ حضرت نور خاں دو تین روز سے علیل تھا۔ اس روز شب کو شدت مرض میں غافل ہوگیا۔ مجھ سے عالم خواب میں حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نور خاں یہاں مر گیا ہے۔ اس کو بیدار کر کے اپنے ہمراہ وطن کو واپس لے جاؤ۔ چنانچہ بیدار ہو کر جو حضرت نور خاں کو دیکھا تو آثار مرگ کے معائنہ ہوئے۔ بموجب حکم کے آواز دے کر بدقت تمام جگایا اور یابو پر سوار کر کے اپنے ہمراہ وطن کو واپس لایا۔ اثنائے راہ میں صحت کلی

حاصل تھی مرگ کے آثار مطلق ثابت نہیں ہوتے تھے۔ صرف خواب و خورش موقوف تھی اور کسی سے ہم کلام نہ ہوتے تھے۔

● ساتواں خرقہ: یہ ہوا کہ ہنگام عرس شریف حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء علیہ الرحمۃ بتاریخ تیرہویں ماہ ربیع الاول ۱۲۷۸ ہجری کو سعید ازلی شاہ رؤف حسن نے اس کتاب حقیقت گلزار صابری کو از اول تا آخر جلسہ عام میں پڑھا۔ جس میں صاحبزادگان حضرت مشکل کشا بندگی شاہ عبدالقدوس گنگوہی قطب عالم اور بہت سے فقراء و عوام الناس جمع تھے ہر ایک متنفس اس بیان معجز نشان کو سن کر مسرور و شاد ہوا لیکن اس کتاب کے بعض بیان سے غلام علی شاہ مجاور درگاہ عرش پناہ نے انکار کیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد تمام جسم اس کا کوڑھی ہو گیا اور بدن سے نہایت بدبو آنے لگی۔ جس کو تمام ساکنان کلیر نے معائنہ کیا اور ہر ایک نے صاف صاف منہ پر اس کے کہہ دیا کہ غلام علی شاہ وہ جو تو نے بعض احوال سرکار عالی جاہ حضرت بادشاہ دو جہاں سے انکار کیا تھا یہ اس کا نتیجہ مرتب ہوا ہے اے کم بخت توبہ کر اور اپنے خیال بد سے باز آ۔ آخر کار غلام علی شاہ تائب ہوا لیکن اسی حالت خراب میں قضا کر گیا۔

ان ساتوں خوارق مذکورہ محولہ کتاب حقیقت گلزار صابری کے بعد یہ

حقیر غلام ازل ثاقب صابری عفی عنہ نے گزشتہ دہے کے سال ۱۹۸۵ء کا واقعہ درج کرتا ہے جو ہندوستان کے اردو اخبارات میں شائع ہوا اور جس کی تصدیق اس غلام ازل کو دوران زیارت کلیر شریف ساکنان کلیر شریف سے بھی ہوئی۔ جس کو اس ثاقب غلام نے اپنی طویل مثنوی میں نظم کیا ہے۔ جو اس کتاب کے منقبتی حصہ میں شامل ہے۔۔

"پاکستانی پنجاب کے شہر پاک پٹن شریف جہاں حضور بابا صاحب مسعود العلمین گنج شکر قطب عالم اغیاث الہند علیہ الرحمتہ کا روضہ اقدس ہے۔ وہاں سے ایک خاتون اپنی کمسن لڑکی کے ساتھ کلیر شریف میں حاضر ہو کر بارگاہ عالی مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء علیہ الرحمتہ میں فرد کش تھی۔ اس دوران میں وہاں کے سرد تر ماحول سے متاثر ہو کر وہ ٹھٹھری ہوئی مر گئی۔ وہاں کے ڈاکٹر نے بھی اس کمسن کی موت کی تصدیق کردی۔ جس پر شدت غم سے نڈھال ہو کر اس نے بارگاہ عالی میں فریاد رس ہوئی اور عرض کرتی رہی حضور! آپ اس غوث اعظم سرکار کے لخت جگر ہیں جنھوں نے مردوں کو جلایا ہے۔ آپ اللہ کے محبوب نبی اور علی کے نازنین ہیں سلطان الاولیاء ہیں۔ صاحب اختیار ہیں میرے حال پہ رحم فرمائیے کہ میں اس لڑکی سے محروم ہو کر اپنے وطن کس طرح لوٹوں اپنے

لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گی آہ و زاری کے ساتھ اس فریاد و فغاں نے حضور مخدوم صابر پاک کی شان ولایت کو متوجہ کیا اور آخر کار سلطان الاولیاء کے فیض و کرم سے اس مردہ لڑکی میں جان پڑ گئی اور وہ شکر گزار ہو کر لڑکی کے ساتھ اپنے وطن کو واپس ہوئی۔ یہ واقعہ ۱۹۸۵ء کا ہے۔ ☆

باب (۳۳)

حال حضور بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا بعد وصال حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض کی محفل راگ میں حالت استغراق کے دوران تشریف لانے کا

بموجب مکتوبات نطاب حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب نطاب "اسرار القرشی" کے بتاریخ انیسویں ماہ شعبان ۶۹۰ ہجری کو روز پنجشنبہ بعد نماز فجر کے علیم اللہ ابدال نے بموجب حکم حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شاہ ولایت حمان

صفات کے حضرت شاہ جلال الدین صاحب قلندر ثالث کی جائے حبس کبیر پر پہونچ کر حضرت ممدوح کو باہر نکالا۔ حضرت ممدوح نے اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر شرط عبودیت ادا فرمائی تھوڑے عرصہ میں محفل راگ کی مرتب ہوئی۔ حضرات خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت حمان صفات کو حال وجد پیدا ہوا اور اسی محویت میں استغراق ہوگیا۔ ایک حضرت نے اسی محفل میں تشریف لاکر شرکائے محفل سے ارشاد فرمایا کہ جب اس فقیر کو ہوش آئے تو ہمارا سلام کہدینا اور کہنا کہ تو غافل تھا ہماری ملاقات تجھ سے نہیں ہوئی۔ یہ ارشاد فرمایا کر وہ حضرت تشریف لے گئے۔ جب حضرت شاہ شمس الدین شاہ ولایت کو استغراق سے افاقہ ہوا حاضرین محفل نے عرض کیا کہ ایک درویش نحیف جسم چہرہ منور مثل یاقوت سرخ رنگ نقاب پوش تشریف لائے تھے اور یہ پیغام ارشاد فرماکر تشریف لے گئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت شاہ ولایت نہایت بے قراری سے گریہ وزاری میں مصروف ہوئے اور فرمائے کہ افسوس میرے شیخ تشریف لائے اور میں غافل رہا۔ اس روز سے شاہ ولایت بجز حضرت شاہ جلال الدین کبیر الاولیاء قلندر ثالث کے اور کسی غیر شخص سے کلام نہیں فرمایا اور کوئی شخص حضرت شاہ ولایت تک پہنچ بھی نہیں

سکتا تھا اسی حال میں بتاریخ دسویں جمادی الثانی ۶۹۹ ہجری کو حضرت شاہ ولایت نے ذات احدیت صرفہ میں وصال فرمایا۔☆

باب (۳۴)

احوال حضرت شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب ردولوی زندان پیر کا حسب الطلب حضرت بادشاہ دوجہاں کے توشہ لینے کے واسطے کلیر شریف جانے کا

(بموجب ص ۳۶۱ حقیقت گلزار صابری)

مکاتیب نطاب اولیائے عظام میں تحریر ہے کہ بتاریخ بارہویں ماہ شعبان ۷۵۶ ہجری مرقوم الصدر شب چہار شنبہ کو بعد نماز تہجد کے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب مکتوب نطاب "منہاج الواجدین" نے عالم ارواح میں معائنہ فرمایا کہ حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء نے ارشاد فرمایا کہ نور الحق! تجھ کو حضرت رسول خدا نے مخدوم ہفتم درجہ کا کیا۔ تجھ کو لازم ہے کہ سترہویں تاریخ شب دوشنبہ کو

میرے پاس حاضر ہو میں تیری مخدومیت پر مہر کردوں اسی وقت حضرت
مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب نے حضرت شاہ جلال الدین
صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی خدمت میں حاضر ہو کر احوال معائنہ کا
گزارش کیا۔ حضرت موصوف نے ارشاد فرمایا الحمد للہ خدا مبارک کرے
پانچ روز تک تعلیمات حصول شرف دیدار جسم منور حضرت بادشاہ دو
جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ اور شمشیر قہاری کے
حملہ سے محفوظ رہنے کے فیض یاب فرما کر بتاریخ سترہویں شب دوشنبہ
بعد نماز مغرب حضرت نور الحق احمد عبدالحق صاحب کو حضرت شاہ جلال
الدین نے بہ ہمراہی علیم اللہ ابدال کے اسم اعظم چشتیہ کی اجازت دے کر
کلیر شریف کی طرف روانہ فرمایا اور خود حضرت ممدوح معتکف ہوگئے۔
قریب نماز تہجد اثنائے راہ میں حضرت زندان پیر کے قلب پر القا ہوا کہ نور
الحق! ایک شاخ سبز شجر تین یعنی انجیر کی اس درخت انجیر میں سے لے لو
اور ہمارے جسم پر بالائے ناف رکھ دینا۔ معاً بصدور حکم الہام جلی حضرت
مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب نے درخت انجیر میں سے ایک
شاخ سبز توڑ کر ہاتھ میں رکھ لی اور نماز تہجد حد بارہ کوس زمین سوختہ پر پہونچ
کر ادا فرمائی بعد فراغ نماز اندر حد بارہ کوس زمین سوختہ کے جانے کا ارادہ

فرمایا۔ ہر چند شمشیر قہاری نے حملے کئے لیکن حضرت پیر و مرشد کی تعلیمات کے باعث حضرت زندانِ پیر پر کوئی وار شمشیر قہاری کا نہ پہونچا۔ آخر کار علیم اللہ ابدال اور مخدوم زندان پیر حضرت بادشاہ دو جہاں کا اسم مبارک باطنی تلاوت فرماتے ہوئے قریب جائے محفوظہ معدن الانوار کے پہونچے۔ جمال الدین ابدال کو مع یک صد نفر جنات متعینہ سابق باہر احاطہ جائے محفوظہ کے حلقہ کش پایا۔ تھوڑی دیر جمال الدین ابدال کے پاس قیام فرماکر حضرت زندان پیر معہ علیم اللہ ابدال کے شاخ سبز سیدھے ہاتھ میں لئے ہوئے قریب جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں کے پہونچے اور درخت انجیر کی شاخ سبز اسی طرح پر جانب پائے انداز کے دونوں سنگ سرخ جو کسی قدر کشادہ تھے اس میں ہاتھ بڑھاکر بالائے ناف مبارک رکھ دئے۔ کہ علیم اللہ ابدال کو مطلق علم نہ آیا اور بمجرد رکھ دینے بالائے ناف کے وہ شاخ انجیر مثل زمرد کے درخشاں ہوگئی اور جسم منور حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک رحمۃ اللہ علیہ اقامت قدیم پر جہاں اب مزار مقدس ہے کفن سبز پارچہ اونی کا تشریف فرمائی اس پر ایک شاخ سبز مثل زمرد بالائے ناف مبارک رکھی ہوئی دیکھ کر علیم اللہ ابدال سے ارشاد فرمایا کہ یہ شاخ سبز کہاں سے آئی تھی اور کس نے رکھی تھی۔

علیم اللہ ابدال نے عرض کیا کہ حضرت یہ شاخ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرش بریں سے بحکم الٰہی لائے ہیں اور حضرت خواجہ شمس الدین صاحب شمس الارض شاہ ولایت کی زبان سے اس شاخ کے بارے میں یوں سنا ہے کہ یہ شاخ مجدد کے زمانہ تک یونہی رکھی رہے گی کہ مجدد زمانہ اس شاخ کو ہمراہ جسم مبارک کے دفن کرے گا اس واسطے کہ زمین چہار طرف حد بارہ کوس تک سوخت ہوگئی ہے۔ اگر یہ شاخ ہمراہ جسم مبارک کے دفن نہ ہوگی تو روز قیامت تک بجز اس درخت گولر کے دوسرا درخت اس زمین سوختہ میں ہرگز پیدا نہ ہوگا مجھ کو خوب معلوم ہے کہ یہاں پر صرف دو قطعہ زمین کے آتش قہر سے امن پائے ہوئے ہیں روز دوشنبہ تاریخ سترہویں مذکور الصدر کو حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کی جانب سے حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب کو شمشیر جلالی عطاء ہوئی اور روز سہ شنبہ اٹھارہویں تاریخ کو شمشیر جمالی اور روز چہار شنبہ تاریخ انیسویں کو دعائے حرزیمانی شریف حرز مرتضوی ملقب بہ سیف اللہ و سلطان الاوراد بترکیب قیومی روحی و غوثی معنوی کے جو حضرت بادشاہ دو جہاں سلطان الاولیاء نے معاملہ تباہی کلیر میں تلاوت فرمائی تھی اور توشہ مبارک جو حضرت خواجہ شمس الدین صاحب نے

حضرت بادشاہ دو جہاں کے نذر کیا تھا مرحمت فرمایا۔ اور شب پنجشنبہ تاریخ بستم کو بعد نماز عشاء عالم ارواح میں حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک نے حضرت شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب کی مخدومیت پر اپنی مہر ولایت فرماکر ارشاد فرمایا کہ مخدوم شاہ نور الحق تم اودھ کو جاؤ اور حبس کبیر چھ ماہ کامل کا گِل درِ گِل ہو کر کرنا صبح پنجشنبہ بتاریخ بیسویں شعبان ۷۵۶ ہجری مرقوم الصدر حضرت سید شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب بحصول نعمت ہائے بے مثال اور دولت بے زوال کے کامیاب مقاصد ہو کر مع علیم اللہ ابدال کے اسم اعظم چشتیہ تلاوت کرتے ہوئے پانی پت شریف کو روانہ ہوئے اور اس تین روز کے عرصہ میں احوال درخشاں ہونے انوار کا جائے محفوظہ سے نکل کر آسمان کو جاتا تھا اور اس وقت یہ آواز غیب سے سات بار مسموع ہوتا تھا۔

اللھم صل و سلم و بارک علی محمدن السلام و النبی الامی معلم المکوت و الناسوت والمقرب الجبروت والاھوت متمکن الحضرۃ الھاھوت و النور الفالق الظلمات و الفارق بین الموجودات و المعدودات۔

اور جب نور اسمان سے زمین پر صادر ہوتا تھا پانچ بار یہی آواز غیب

سے سنا جاتا تھا۔

حضرت شاہ محمد حسن صابری قدوسی معشوق الٰہی رحمتہ اللہ علیہ مولف کتاب حقیقت گلزار صابری رقم فرماتے ہیں کہ جس مرتبہ تعلیم کیفیت باطن کے ساتھ حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب حد بارہ کوس زمین سوختہ کے اندر حملہ شمشیر قہاری سے محفوظ رہ کر تشریف لے گئے تھے۔ عروج اس کیفیت کا حضرت بادشاہ دو جہاں مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے جسم منور کے قریب ہونے سے ترقی پذیر ہو گیا تھا اور درخت انجیر کی شاخ ناف مبارک پر رکھنے کے وقت کیفیت حضرت مخدوم زندان پیر کے باطن میں محیط ہو گئی تھی کہ علیم اللہ ابدال کا دریافت اس مرتبہ سے قاصر رہا۔ علیم اللہ متحیر ہو کر بجز اس امر کے کچھ نہ کہہ سکے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام عرش بریں سے لاتے ہیں اس تحیر میں علیم اللہ ابدال کو زمانہ ماضی و حال کا امتیاز نہ رہا۔ جو شرف اور فضیلت کیفیت اس وطن سلسلہ عالیہ قدوسیہ صابریہ چشتیہ کو بسبب حصول مراتب علوالعزمی شہنشاہی ولایت کے حاصل ہے اور تا بقیام عالم بترقیات روزافزوں حاصل ہوتی رہے گی کہ خاندان مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبہ ہرگز مقطوع نہیں ہوتا کسی طریقہ پر بہ حسن تعلیم کہ ابتداء سے انتہا تک ہر

ایک مرتبہ اور درجہ پر سلوک اور جذب بقدر مناسب پیدا ہوتا چلا آتا ہے۔ میسر نہیں ہوا تصور کرنا چاہیے کہ علیم اللہ ابدال کہ جس کے روبرو حضرت قطب ربانی غوث الصمدانی شیخ محی الدین ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانی کریم الطرفین حسنی حسینی رحمۃ اللہ علیہ اور بادشاہ دو جہاں مخدوم پاک سلطان الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ شمس الدین شمس الارض شاہ ولایت اور حضرت شاہ جلال الدین صاحب کبیر الاولیاء قلندر ثالث کی تعلیم و طریقت شروع ہوئی اس جیسا واقف حضرت مخدوم شاہ نور الحق احمد عبدالحق صاحب زندان پیر کی کیفیت باطن کا امتیاز نہ کر سکے۔ عَلیٰ ھٰذَا القیاس ہر ایک صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبہ اس خاندان عالی کا بحصول کیفیت ولایت روح جذبیہ کے اپنے اپنے زمانہ میں حضرات رقباء، نقباء، نجبا اور ابدال و اغیاث و اقطاب و اوتاد و رجال الغیب اور سوا ان کے اور جو عہدے مخفی رکھے گئے ہیں فرمان روا ہوتا ہے چہ جائیکہ اس سلسلہ عالیہ کا حمّانؔ صفات مجدد صاحب مجاز مرفوع الاجازت علوالعزم و المرتبہ ہو۔ ☆

●☆●☆●☆●☆●

حق حق حق

منقبتی حصہ

شانِ مخدوم صابر پاک

علیہ الرحمۃ والرضوان

منظومہ غلام ازل ثاقبؔ صابری و قادری عفی عنہ

حق حق حق

منقبت

حضور شہنشاہ ہند الولی شفاعت امر
حضرت غریب نواز رضی اللہ عنہ

مری نسبت کا کعبہ ہے تمہارا آستاں خواجہ
سلام شوق اپنا بھیجتا ہے آسماں خواجہ

ولائے عاشقاں خواجہ ضیائے واصلاں خواجہ
عقیدت کی نگاہوں میں فرازِ آسماں خواجہ

شہنشاہ ولایت ہو عطائے سرور کونین
تمہارے در پہ جھکتا ہے سرِ ہندوستان خواجہ

ستارے ہند کے تابع تمہاری چشم و ابرو کے
کھڑا ہے دست بستہ سامنے دورِ زماں خواجہ

نگاہ لطف گر سرکار کی اٹھ جائیگی اس سے
تو پارہ پارہ پھر ہو جائے گا ہندوستاں خواجہ

لگے ہیں راہ سے ان کی نہیں غم کوئی دشمن ہو
ہمارے رہنماء خواجہ ہمارے پاسباں خواجہ

زمانہ کیا دکھائے گا ہمیں آنکھیں عداوت کی
ہمارے درمیاں ہیں جب ہمارے مہرباں خواجہ

جسے چاہو اسے کردو عطا یہ نعمت عظمیٰ
تمہارے در پہ پلتی ہے حیاتِ جاوداں خواجہ

غلامان شہ والا یہی اب عرض کرتے ہیں
کرم فرمایئے ہم پر شہِ ہندوستاں خواجہ

کروڑوں دشمنوں کی دشمنی ہو جائے گی باطل
اگر اک آپ ہو جائیں جو ہم پر مہرباں خواجہ

علی کے وارثِ اعظم ، حسینی شان کے حامل
سلامت ہو قیامت تک ہمارا کارواں خواجہ

کمربستہ عدو جو ہیں انہیں مغلوب کردیجئے
تم ہی ہو ہند کے مختارِ کامل بے گماں خواجہ

بحقِ خواجۂ عثمان ، سنو معروضۂ ثاقب
غلامانِ ازل ہو جائیں پھر سب شادماں خواجہ

حق حق حق

منقبت

حضور قطب الاقطاب خواجہ بختیار کاکی اولین الارواح

علیہ الرحمتہ والرضوان

و

حضور گنج شکر بابا مسعود العٰلمین قطب عالم اغیاث الہند

رحمتہ اللہ علیہ

ولایت میں دونوں قمر اور انجم شہید محبت حریق محبت
بنے حشر تک معرفت کا اجالا سعید محبت لئیق محبت

کروڑوں میں ہے ان سے حسن عقیدت بہار آفریں ان سے گلزار سنت
بنے ہند میں دین و ملت کے محسن فرید محبت حدیق محبت

خودی کو مٹا کر خدا کے بنے جو نبی کی محبت میں کامل ہوئے جو
بنے گلشن ہند کے حسن و زینت، وحید محبت رفیق محبت

عقیدت کے سر ان کے آگے ہوئے خم، قیامت تلک ان کا ڈنکا بجے گا
ولایت کے مہتاب کی یہ دو کرنیں نوید محبت رفیق محبت

یہ انوار ہیں خواجہ خواجگان کے بہار آفریں گلشن چشت کے ہیں
ہوئی جن سے پر نور صبح طریقت ورید محبت غریق محبت

ولایت کی دنیا کے تابندہ انجم ، تجلی شمس و قمر کے ہیں مظہر
عقیدت کی دنیا ہے ان سے منور ، کلید محبت ، رفیق محبت

سعید ازل ہم سمجھتے ہیں خود کو کہ ہاتھ آگیا ان کا دامان نسبت
وہ جن سے زمانے نے پائی ہے عظمت ، حمید محبت ، صدیق محبت

بڑے ناز سے کہہ رہا ہے یہ ثاقبؔ بھرم اپنا قائم ہے ان کے کرم سے
ہیں فیضان غوث الوریٰؒ کے بھی حامل مجید محبت شہیق محبت

حق حق حق

منقبت

حضور مخدوم صابر پاک سلطان الاولیاء علیہ الرحمۃ والرضوان

ہیں مرے دل کے نگیں صابرِ ذیشاں واللہ
آپ سا کوئی نہیں دین کا سلطاں واللہ

غرقِ انوار خدا واصل ذات مولا
تم پہ اتراتی ہے اب عظمت انساں واللہ

سلسلہ صابری تا حشر رہے گا روشن
ایسی نسبت جو ملی، آپ کا احساں واللہ

میری تقدیر کے مختار ہیں مخدوم پیا
آپ کا لطف و کرم ہے مرا درماں واللہ

ہم خطا کار ہیں سرکار! مگر آپ کے ہیں
آپ کے ہاتھ میں ہے عزتِ پیماں واللہ

آپ کے روضہ اقدس کا نظارا کرلوں
ہے بہت دن سے مرے دل میں یہ ارماں واللہ

مجھ کو ایوانِ رسالت کی جھلک دکھلا دیں
آپ چاہیں تو یہ ہوجائے گا ساماں واللہ

مقطع

ثاقب خستہ جگر، ایک غلام عرفاں
آپ کی شان مبارک پہ ہے نازاں واللہ

حق حق حق یا حی ھو

منظوم احوال

حضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ والرضوان و نظارہ بارگاہ کلیری

اوج پانے لگیں آج نظریں مری
دیکھ صابر پیا کی یہ بارہ دری

سرور دین کی دل میں یاد آگئی
جن سے تقدیر کونین روشن ہوئی

جیسے نبیوں میں حضرت کی عظمت رہی
ان کے ولیوں کو بھی ایسی عظمت ملی

ان کے اصحاب تھے سارے مثل نجوم
ان کے انوار لے کر ہوئے سب ولی

وہ تھے صدیقؓ و فاروقؓ و عثمانؓ، علیؓ
ان سے پھیلی ولایت کی ہر روشنی

چاند تارے ولایت کے غوث الوریٰ
شاہِ ہند الولیؒ، شاہ مخدوم علیؒ

بزم میثاق میں جن کا رتبہ کھلا
ایک قرب ذبیحؑ، ایک قرب نبیؐ

روح مخدوم علی نزد حضرت ذبیحؑ
سجدہ کرنے کو جیسے ہی آگے بڑھی

جبرئیل امین، تب پروں میں اٹھا
پھر سے اسکو صفِ اولیا میں رکھی

نقشِ زیبائے انگشتِ روح الامیں
پشت پر ان کے مہر ولایت بھی تھی

یہ ہیں خلاقِ عالم کے اقرب ولی
جن سے اسلام کو تقویت ہے ملی

بزم لاہوت میں ان کا رتبہ کھلا
شاہ جعفرؒ کو ان کی بشارت ملی

اولیائے زمانہ کو تھی آگہی — اپنے مکتوب میں سب نے تحریر کی
ان سے اسلام کی کھیتی ہو گی ہری — شاہِ کونین کی تھی بشارت یہی
چشت کا چاند جب ہند میں آگیا — ہند میں دین کو اور ملی روشنی
آج تک بول بالا ہے جن کا یہاں — خواجہ خواجگان ہیں وہ ہند الولی
حکم سرکار سے ہند میں آگئے — ساتھ خواجہ پیا کے جماعت بھی تھی
اس میں تھے قطب دین مختیار اک جواں — جن کو ہندالولی کی نیابت ملی
ان کے نائب ہوئے ہیں فرید زماں — جن کو گنج شکر کی ہے شہرت ملی
علم میں فضل میں اور فیوضیات میں — شخصیت ان کے جیسی کہاں کوئی تھی
غوثِ اعظم کے نور نظر بھی رہے — عمر بھی اک طویل ان کے حصے میں تھی
مرتبہ ان کی عظمت کا کیا جانیں ہم — جن کی تدفین کے وقت آئے نبی
ایک ان کے خلیفہ نظام الدین تھے — سب مریدوں میں تھی خاص وابستگی
آپ محبوب الٰہی سے مشہور تھے — دین کو ان سے یاں سربلندی ملی
دوسرے اک خلیفہ جو تھے بھانجے — وہ علاء الدین۔ صابر پیا کلیری
یہ دو تارے بھی رشک قمر بن گئے — ان پہ گنج شکر کی نظر جب پڑی
ایک محبوب ہوئے ایک مخدوم ہوئے — وہ نظام الدین اور شاہ مخدوم علی

ہے یہ معلوم دِلّی ہے محبوب کی　　جائے فیضان ، کلیر ہے مخدوم کی
منقبت لکھ رہا ہوں میں مخدوم کی　　وہ جو تنویر تھے حضرت غوث کی
غوث اعظم کے نور نظر سیف الدین　　ان کے فرزند عبدالرحیم قادری
حضرت عبدالرحیم کی بنے روشنی　　میرے مخدوم صابر وہ جان علی
باپ کا سایا جب ان کے سر سے اٹھا　　آپ کو ماں نے ماموں کی شفقت میں دی
آپ کے ماموں مسعود گنج شکر　　اپنی بیٹی بھی دی اور ولایت بھی دی
تھی ولایت عجب مظہرِ ذوالجلال　　زوجہ جب سامنے آگئی جل گئی
ماموں زاد آپ کے تین پائے وفات　　بات جب ان کی سوءِ ادب بن گئی
ذاتِ حق میں رہے آپ ہر دم فنا　　صبر کی زندگی نازش بندگی
سالہا سال تقسیم لنگر کئے　　بے نیاز خور و نوش تھی زندگی
شان قہر و جلالِ خدا آپ تھے　　آپ سا ہے کہاں اور کوئی ولی
دین نے پائی ہے ان سے اک زندگی　　اور طریقت کو ان سے ملی روشنی
آپ کے فیض سے چمکے اک شمسِ دیں　　جن سے روشن ہوئے ہیں ستارے کئی
اپنے اپنے زمانہ میں یکتا رہے　　اس جلال قلندر سے تا ہاشمی
عبدِ حق نور حق جو تھے زندانِ پیر　　وہ بھی ہیں آپ کے سلسلہ کے ولی

جن سے ڈنکا طریقت کا ہر سو بجا — عبدالقدوس ہیں اور بطن الولی

جن سے روشن طریقت کی منزل ہوئی — ہیں محمد حسن قدوسی صابری

نازش اولیا تھے وہ عارف حسن — ان کے نائب ہوئے قطب دیں ہاشمی

دوسرے جانشیں تھے میاں بوالحسن — جن کے ذمے رہا منصب باطنی

ہاشمی سے ہوا فیض ہر سو عیاں — دیکھو موڑ تاڑ میں اس کی تاریخ بنی

صابری فیض دکن میں ہے ضوفشاں — شمع روشن ہیں اب خواجہ ہاشمی

پاک پنجاب میں جن سے جاری ہے فیض — نائب ہاشمی ، مصطفیٰ صابری

گلشن حضرت صابر پاک میں — میری معراج ہے یہ مری حاضری

بُقعۂ نور ہے آستانِ حضور — جس سے شرماتی ہے چاند کی چاندنی

دیکھ کر رقص کرتی ہے میری خوشی — ہے یہ انوار احمد کی جلوہ گری

رنگ غوث الوریٰ سے مزین یہ ہے — جالیوں میں ہے یہ جو حسیں دلکشی

سبز گنبد کا ، گنبد ہے جلوہ نما — دیکھ کر جس کو آتی ہے یاد نبی

صحن کو دیکھ یاد آئے صحنِ حرم — جھوم جھوم اٹھی ہے یہ مری شاعری

اب بھی گولر کا اس میں شجر ہے کھڑا — جس کو نسبت ہے صابر پیا سے ملی

یاد صابر پیا کے ہیں یہ ترجمان — ان کے گولر میں اب تک شفا ہے بھری

ایک تاریخ کی ہے نقیب عظیم
یاں کے گولر میں ہے وہ عجب روشنی

ہے شمال اور مغرب میں مسجد کھڑی
عاشقانِ نبی ﷺ سے جو ہر دم بھری

ہیں کمانیں عجب ہیں منارے عجب
دیکھی حسن عقیدت کی جلوہ گری

فرش گرما میں بھی اس کا رہتا ہے سرد
اس کے منظر میں دیکھی بڑی دلکشی

مرحبا اس میں پانی کی توفیر ہے
حوض اور چاہ سے مٹتی ہے تشنگی

وہ جو بٹتا ہے لنگر یہاں صبح و شام
اپنے سرکار کی دیکھو یہ پروری

زائرین رہتے ہیں ساری فکروں سے دور
دیکھ کر ہر سو ، ہوتی ہے دل کو خوشی

دور ہے سب سے فکر قیام و طعام
ہر گھڑی ہر زماں ہے سکونِ دلی

اولیاء کے لئے رب نے بشریٰ کہا
تا قیامت رہے گا یہ منظر یونہی

آکے قوال ہوتے ہیں نغمہ سرا
صحن میں گونجتی رہتی ہے نغمگی

ہے پرندوں میں وابستہ پاسِ ادب
اڑ کے جاتے نہیں روضے پر سے کبھی

بے زبانوں میں حسنِ عقیدت یہ ہے
بغض والوں کو ملتی نہیں آگہی

ہر سگ در میں دیکھی عقیدت بھلی
آگے بڑھتے نہیں در کی حد سے کبھی

پڑھنے والوں کو آئے نہ آئے یقیں
بات ہے اپنی آنکھوں سے دیکھی ہوئی

سب نبی اور ولی حق کے محبوب ہیں
حق تعالیٰ سے ان سب کو عظمت ملی

اسکی قسمت نے خوش ہو کے انگڑائی لی   جب غلام ازل کی ہوئی حاضری
وقت وہ کسقدر روح پرور رہا   رات جب ہوتے ہوتے ہوئی آخری
سارے ارمان بیدار ہوتے رہے   دل مچلنے لگا جب وہ نوبت بجی
ان کی عظمت کی وہ مدح خواں بن گئی   یوں تھی کوئل کے سُر میں عجب دلکشی
ذکرِ اللہ ہو ، ذکرِ اللہ ہو   سنتے سنتے مرے دل میں مستی بھری
آرزو ایک مدت سے جس کی رہی   عیدیوں ہوگئی قلب کی روح کی
اللہ اللہ روضے کے شام و سحر   مسکراتی رہی دل کی ہر اک کلی
میں سمجھتا رہا میری جنت ہے یہ   دل لبھاتی ہے کلیر کی ہر اک گلی
جو سکوں زندگی کو نہ اب تک ملا   میرے صابرؒ کے در پہ یہ دولت ملی
پاسبانوں کی طرح شجر تھے کھڑے   تھیں فضائیں مُعطر ، ہوا مد بھری
نہر کی خوشگواری کروں کیا بیاں   جیسے دوشیزہ اٹھلاتی کوئی چلی
جس کسی کو نہانے کی عزت ملی   روح کی قلب کی بھی صفائی ہوئی
تھا روانی میں حسن ترنم بھرا   اور کناروں پہ تھی زندگی ناچتی
اس کے پہلو میں باغات کی دلکشی   میں یہ سمجھا زمیں پر ہے جنت یہی
کتنا شیریں تھا کتنی لذت بھرا   آب میں آبِ زمزم کی تاثیر تھی

ایسا پانی کہیں اور پیا ہی نہ تھا
اس کے پاتے ہی بے خود ہوئی تشنگی

در پہ صابر کے جب یوں ہوئی حاضری
شہر کلیر کی تاریخ یاد آگئی

حکم بابا سے سرکار کلیر گئے
تھی ضرورت وہاں دیں کے تبلیغ کی

خود مسلمان تھے راہ حق سے ہٹے
کوئی حرمت نہ باقی رہی دین کی

شمع رشد و ہدایت جلی آپ سے
کاش لیتے وہ اس شمع سے روشنی

ماہتابِ ہدایت سے پھیری نظر
آگ دل میں عجب دشمنوں کے لگی

میرے سرکار سے سب ہی جلنے لگے
قاضی شہر بھی حاکم شہر بھی

دشمنی کا وہ سب ہی جتن کر لئے
چاہتے تھے بجھے فیض کی روشنی

بیٹھتے جب بھی مسجد میں آکر حضور
اپنی جا پر نہ رہنے دئے وہ کبھی

قاضی شہر نسل یزیدی سے تھا
اور ذموان حاکم میں تھی دشمنی

مسجد شہر سے جب نکالے گئے
حکم صابر سے مسجد الٹ ہی گئی

دی سزا ظالموں کو بہت ہی کڑی
لیکے سرکار صابر نے اذن نبی

قہر بن کر نظر ان کی جب اٹھ گئی
سب زمین تپ گئی ساری بستی جلی

حشر تک کے لئے ہے یہ محکم دلیل
بات محبوب کے اختیارات کی

دشمنی ان سے اچھی نہ ہوگی کبھی
حق کا محبوب ہوتا ہے حق کا ولی

بعد غوث الوری بعد خواجہ پیا رحمۃ اللہ علیہ — ان سا مختار کوئی نہیں ہے کوئی
آپ کو حق نے اونچا دیا مرتبہ — آپ کی مرضی حق کی رضا بن گئی
آپ کی شان ارفع و اعلیٰ بھلا — کیا کرے اللہ اللہ تصور کوئی
اک دفعہ اک برات آگئی تھی قریب — جس میں ساز اور باجوں کی آواز تھی
اس سے سرکار کو ناگواری ہوی — دیکھیے بات یہ اختیارات کی
آپ نے اک کٹورے کو الٹا دیا — ساری بارات نظروں سے اوجھل ہوئی
لیکے فریاد سب آستاں پر گئے — پر، کہیں پر بھی ان کی نہ بگڑی بنی
ان کو ہر آستاں سے ملا مشورہ — در پہ صابر رحمۃ اللہ علیہ کے جانے کی، کی رہبری
وہ جب آئے کٹورے کو سیدھا کیے — ساری بارات ویسے ہی پھر آگئی
جب وصال آپ کا ذاتِ حق میں ہوا — خود ہی اپنی نمازِ جنازہ پڑھی
وصل صابر پیا رحمۃ اللہ علیہ کی علامت یہ تھی — شمس دین رحمۃ اللہ علیہ سے کرامت جو ظاہر ہوئی
آندھیوں میں چراغ ان کا روشن رہا — ان کی انگلی سے صبح فتح مل گئی
حسب فرمان صابر رحمۃ اللہ علیہ چلے شمس دیں رحمۃ اللہ علیہ — کھائی ٹھوکر، اٹھے سامنے لاش تھی
شیر دو اس جگہ پاسباں بن کے تھے — سو رہے تھے جہاں ناز سے وہ ولی
جب غسل کا کفن کا ارادہ کیا — دونوں باتوں کی تکمیل خود ہو گئی

وصل کے بعد بھی یہ کرامت رچی
پیش تب کردیا توشہ صابری

یوں دیا درس رازِ فنا و بقا
غافلوں کے لئے تھی کھلی آگہی

انبیاء اولیاء ہم سے مردے نہیں
زندگی ان کو مل جاتی ہے دائمی

تین صد سال تھا جسم اندر کفن
مرحبا یوں رہا مثلِ گنج خفی

اہل باطن اجنہ کا پہرہ رہا
یوں دکھائی خدا نے یہ شان ولی

تیغ برقی جلالی کے باعث وہاں
کوئی انساں کو جانے کی جرات نہ تھی

طنز جب ایک بڑھیا نے اس پر کیا
قبر اطہر کی کوئی نشانی نہ تھی

قطب عالم کی ہمت بھی کام آگئی
اذنِ صابر رحمۃ اللہ علیہ سے تدفینِ نو ہوگئی

آستانہ حسیں رشک جنت بنا
اب زیارت کی دولت بھی عام ہوگئی

جن کے صدقے ہمیں یہ رسائی ملی
قطب عالم ہیں عبدالقدوس رحمۃ اللہ علیہ گنگوہی

زائرین یوں تو روز آتے ہیں سینکڑوں
عرس میں ہوتی ہے لاکھوں کی حاضری

اہل حاجت پتنگوں کی صورت چلے
شمع روشن ہے اب آپ کے فیض کی

اپنے صابر رحمۃ اللہ علیہ ہیں محبوبِ رب العلاء
دیکھیئے یہ کرامت ابھی حال کی

ہند کے بعض اخبار ہوئے ترجماں
اس کرامت کی ہر سمت شہرت ہوئی

ایک عورت جو پنجاب سے آئی تھی
وہ تھی بابا کے شہرِ پٹن پاک کی

اس کی ننھی سی بچی جو اک ساتھ تھی
سرد ماحول سے وہ ٹھٹھر کر مری

ڈاکٹر نے بھی جب اس کی تصدیق کی — شدتِ غم سے ماں نے بھی فریاد کی
واسطہ نسبت غوث اعظم کا دی — مرنے والوں کو جن سے ملی زندگی
مرحبا آپ محبوبِ رب العلا — نازنین نبی ، نازنین علی
خونِ حسنین کی تم میں ہے روشنی — غوث اعظم کے ہیں آپ لختِ دلی
غمزدہ نے جو فریاد یوں پیش کی — میرے صابر کی رحمت میں جنبش ہوئی
میرے صابر کو یہ بات آسان تھی — ساتھ ان کے مشیت جو حق کی رہی
پیارے صابر کا فیض و کرم دیکھئے — مردہ لڑکی وہیں زندگی پا گئی
یہ خبریاں کے اخبار میں جب چھپی — ہر مسلماں کے دل پر خوشی چھا گئی
بات یہ جو ہوئی کچھ نہیں دور کی — سال اس کا ہے انیس سو بچاسی
منکرانِ ولایت ذرا دیکھ لیں — اولیا کو ملی ہے جو یہ زندگی
حق کی مرضی میں جب یہ فنا ہو گئے — حق کی مرضی لحد میں ہے شکل ولی
اولیا سارے ہیں نائبین نبی — اس لئے خلق کی ہے یہاں حاضری
چشم مخلوق میں ہے یہ شانِ ولی — جز خدا کون جانے وہ شان نبی
رشد و فیضان کا سلسلہ ہے رواں — ہے یہ شانِ نبی ہے یہ شانِ علی
نور حق میں فنا ہو کے سارے ولی — دین حق کے لئے بن گئے روشنی
اولیاء نے عقائد کی تعلیم دی — رب کی مرضی یہی اور نبی کی یہی

ان عقائد و تعلیم پر جو رہے
ان کو رفعت ملی ، ان کو عظمت ملی

جب رذائل مصائب سے ہوتے ہیں پاک
ان میں آتی ہے تب عشق کی روشنی

بے محبت نبی ﷺ کے نہیں کوئی فیض
ان کی الفت کو لیکر ہوئے سب ولی

میرے صابرؒ کی چشم کرم کے طفیل
ہے دکن میں بھی اک مرکزِ صابری

فیض عرفاں کی روشن ہے شمع یہاں
ہے یہ عارف نگر مسکنِ ہاشمیؒ

دور آبادیوں سے الگ اک زمیں
اب ہدایت کی بٹتی ہے یاں روشنی

یاں طریقت کی شمعیں ہیں روشن یہ دو
مصطفیٰ صابری ، خواجہؒ ہاشمی

زندگی ان کی ہے اتباع نبی ﷺ
معرفت اور طریقت سے ہے یہ سجی

اپنے پیروں کے نقش قدم پر ہیں یہ
ان سے تقویٰ کا دامن نہ چھوٹا کبھی

دور نذرانوں سے اور ریاکاری سے
ان میں للّٰہیت کی صفت ہے بھری

اپنے پیروں کے نائب ہیں سچے یہی
جانتے ہیں یہاں آنے والے سبھی

قلب اور روح پاتے ہیں وجدان یاں
یاں کے ماحول کی ہے عجب دلکشی

نعت اور منقبت بے مزا میر کے
ذکر جہری کبھی شغلِ نوری کبھی

ہے صلوٰۃ و سلام اور وعظ و ہدیٰ
یونہی حضرت کی سنت چلی آرہی

ہے یہ فیضان لطف ولایت مآب
بن گیا مدح خواں ثاقبؔ صابری

بہار آستانہ مخدوم صابر پیا علیہ الرحمتہ الرضوان

نہ بات چھیڑیئے فردوس کے فسانے کی
بہار دیکھئے صابرؒ کے آستانے کی

ہر ایک سمت ہیں انوار اُن کی رحمت کے
یہی تو بات ہے اس جا جبیں جھکانے کی

مرے حضور ہیں وہ نازنینِ سرورِ کُل
ہے جن کے ہاتھ میں تقدیر سب زمانے کی

مرے خیال کی زینت ہے صورت زیبا
یہی سبیل ہے صورت انہیں دکھانے کی

انہیں کے در سے ہے معراج بندگی اپنی
یہی جگہ تو ہے تقدیر کے بنانے کی

زمانے بھر کی نگاہوں میں سرفراز رہا
عجیب شان ہے اس در پہ سر جھکانے کی

ہزار شکر کہ دامن ہے ان کا ہاتھوں میں
کہ حشر میں یہی دولت ہے کام آنے کی

وہ غوثؒ و خواجہؒ و صابرؒ ہمارے نگراں ہیں
نہیں کسی میں یہ طاقت ہمیں مٹانے کی

خیال دل کو جھکاتا ہوں ان کے سجدے میں
یہی تو بات ہے ان کو قریب لانے کی

یہاں سنورتے ہیں بگڑے ہوئے نصیب سبھی
روایتیں ہیں یہی صابری گھرانے کی

زہے نصیب سلامت رہیں مرے خواجہؒ
کڑی یہی تو ہے سرکار سے ملانے کی

زہے نصیب کہ ثاقبؔ ہے صابری بلبل
چمن میں ان کے نہیں فکر آشیانے کی

☆☆☆☆☆☆

نظارہ کلیر نگر (رجب ۱۴۰۵)

پیارا پیارا یہ کلیر نگر ہے
یہ صابر پیا جی کا پر نور گھر ہے

ہے منظر یہاں کا حسیں رشک جنت
عجب باغ ہیں یاں عجب تر نہر ہے

فضائیں معطر ہوائیں معنبر
بہار آفریں ہر طرف برگ و بر ہے

عجب لذت آگیں ہے پانی یہاں کا
یہ کوثر کا تسنیم کا ہم اثر ہے

یہ نوبت کا نغمہ عجب دل نشیں ہے
وہ کوئل کی تسبیح بھی خوب تر ہے

عجب شان کی ان کی بارہ دری ہے
تصدق مرا اس پہ دل اور جگر ہے

زمیں پر اگر کوئی قصر جناں ہے
یہی ہے یہی میرے صابر کا گھر ہے

جہاں بھر کے زوّار کا ہے یہ مرجع
علی علیہ السلام کا دلارا شہ بحر و بر ہے

مقدر کے مالک کا کتنا کرم ہے
تجلی گہِ نور زیب نظر ہے

وہ جس کے لئے دل ترستا تھا میرا
وہی آستانہ ہے اور میرا سر ہے

میں ان کی گلی میں پہنچ ہی گیا ہوں
بہشتِ بریں کی یہی رہگذر ہے

میں اترا رہا ہوں مقدر پہ ثاقبؔ
غلام ازل پر کرم کی نظر ہے

پہلی حاضری کے موقع پر نذرِ عقیدت

مجھ پہ ہیں میرے صابر پیا مہرباں
میری ادنیٰ جبیں کو ملا آستاں

ناز کرتا ہے اس پر مقدر مرا
اپنے مخدوم کے پاس ہوں میہماں

قطب عالم ہیں اغیاثِ ہندوستان
دستگیرِ جہاں حامیؒ بے کساں

آپ کو حق نے سلطان دیں کردیا
آپ کے زیر فرمان سارا جہاں

دشمنوں نے ہمیں کیوں ستایا بہت
میں سناؤں گا سرکار کو داستاں

سرفرازی مجھے آستاں سے ملی
اب نہیں غم، کہ سرکار ہیں مہرباں

خواجہؒ ہاشمی پر نگاہ کرم
آپ ہی کے چمن کے ہیں اک باغباں

بارہا یہ کرم اپنے ثاقب پہ ہو
در پر حاضر ہے اک شاعرِ آستاں

جذبات حضوری بہ آستاں

اپنے دل کی مسرت کا کیا ہو بیاں
سامنے ان کا روضہ ہے رشکِ جناں

غوث اعظم کے صابر ہیں لختِ جگر
آپ ہیں نازشِ خواجۂ خواجگان

ہیں شہنشاہ ملک ولایت حضور
آپ کے زیر فرمان دونوں جہاں

اپنی تقدیر پر ناز کرنا بجا
اے جبیں ہے یہ مخدوم کا آستاں

گل کھلاتا رہے گا قیامت تلک
ہے بہار آفریں آپ کا گلستاں

ہر نظر آکے کرتی ہے سجدے یہاں
دیکھئے ہر طرف خلد کا ہے سماں

در پہ ادنیٰ غلام ازل آگئے
اک نگاہ کرم ہو ادھر ضوفشاں

ان کے لطف و عطا کا ہو کیسے بیاں
سرنگوں ہوگئی ہے مری یہ زباں

گردشوں میں کہاں دم کہ آئیں قریب
ہم غلاموں پہ ہیں آپ جب مہرباں

خود بہاریں یہاں ڈھونڈھتی ہیں پناہ
اس چمن کا ہے جب آپ سا پاسباں

میری مشتاق منزل ہے خود مرحبا
دیکھ کر عظمت صاحبِ کارواں

جھولیاں اپنی قسمت کی بھر جائیں گی
لطفِ صابرؒ پیا ہے جو گوہر فشاں

آج تقدیر ثاقبؔ کے گل کھل گئے
در پہ آقا کے سر رکھ کے ہے شادماں

تاثرات حاضری آستانہ

مرا دل بہت پر سکوں ہوگیا ہے
وہ جب آکے یاں سرنگوں ہوگیا ہے

نظر آگیا جب مجھے آستانہ
یہ تسکینِ سوزِ دُروں ہوگیا ہے

نظاروں نے اپنا بنایا ہے دل کو
مرے ہوش پر کیا فسوں ہوگیا ہے

یہ دربار عالی ہے صابر پیا کا
یہاں ہر ادب سرنگوں ہوگیا ہے

کرم نے کہا ان کے ایسا ہی ہوگا
کہا عقل نے جب یہ کیوں ہوگیا ہے

مبارک ہو ثاقبؔ تجھے حاضری یہ
کرم ان کا تجھ پر فزوں ہوگیا ہے

التجائے غلام بحضور مخدوم پاک

غلام حرم ہوں مجھے بھیک دو
گدائے کرم ہوں مجھے بھیک دو
نگاہِ کرم سے نوازو مجھے
میں خاکِ قدم ہوں مجھے بھیک دو
میں ادنیٰ غلام خطا وار ہوں
میں ہر اک سے کم ہوں مجھے بھیک دو
مجھے کامیابی عطا کیجئے
کہ محروسِ غم ہوں مجھے بھیک دو
مجھے لوگ کہتے ہیں سب صابری
سوالِ بھرم ہوں مجھے بھیک دو
مجھے در کی پھر حاضری ہو عطا
رہینِ کرم ہوں مجھے بھیک دو
یہ ثاقب چلا ہے دکن کی طرف
میں باچشم نم ہوں مجھے بھیک دو

مناقب حضور مخدوم پاک علیہ الرحمتہ والرضوان

اپنی آنکھوں کے تارے ہیں صابر پیا
اپنے دل کے سہارے ہیں صابر پیا

روشنیٔ ولایت ہے جس پر فدا
ایسے روشن ستارے ہیں صابر پیا

ناز خواجہ پیا ، نازِ گنجِ شکر
غوث کے اک دلارے ہیں صابر پیا

بحرِ رحمت ہمارے حبیب خدا
اس کے روشن کنارے ہیں صابر پیا

آستاں پر غلامی کی معراج تھی
وہ جو لمحے گذارے ہیں صابر پیا

ہمکو کلیر نظر آیا رشک جناں
کتنے دلکش نظارے ہیں صابر پیا

ان کی چوکھٹ پہ سر رکھ کر نازاں ہوں میں
میری قسمت سنوارے ہیں صابر پیا

ہم غلاموں کو جو سرفرازی ملی
یہ کرم ہی تمہارے ہیں صابر پیا

ساری دنیا کی نظروں میں ممتاز ہیں
جب ہوئے ہم تمہارے ہیں صابر پیا

حشر میں دیکھ کر ان کا پرچم کہا
وہ ہمارے ، ہمارے ہیں صابر پیا

خواجہ ہاشمی پر ہمیں ناز ہے
یہ تمہارے ، تمہارے ہیں صابر پیا

یہ سلامت رہیں بول بالا رہے
ترجماں یہ تمہارے ہیں صابر پیا

اے ارادوں کا کعبہ نواز و ہمیں
آستاں کے اشارے ہیں صابر پیا

فکر فردا سے ثاقبؔ ہوئے بے نیاز
جان و دل تم پہ وارے ہیں صابر پیا

دیگر

میرے سرکار صابرؒ پیا ہیں — میرے دلدار صابرؒ پیا ہیں

ناز کرتی ہے جن پر ولایت — طرحدار آپ صابرؒ پیا ہیں

واصلِ نور حق ، باقیِؒ با خدا — رشک انوار صابرؒ پیا ہیں

رونق خلد ہے جن کی مشتاق — روح گلزار صابرؒ پیا ہیں

لیکے دامن میں نسبت کی دولت — ہم بھی سرشار صابرؒ پیا ہیں

صدقۂ عرس کی بھیک دیجئے — ہم بھی حقدار صابرؒ پیا ہیں

سارے محبوب ہیں تم پہ قرباں — جانِ ابرار صابرؒ پیا ہیں

غوثِ اعظمؒ کے لختِ جگر ہیں — حُسنِ اخیار ، صابرؒ پیا ہیں

اپنی کشتی کے حافظ و ناصر — اپنے سرکار صابرؒ پیا ہیں

حشر کا خوف ثاقبؔ نہ کرنا
تیرے مختار صابرؒ پیا ہیں

منقبت دیگر

دیکھئے آج رحمت کی بارش یہاں
ہے یہ بزمِ شہ خسرو دو جہاں
طوق نسبت لئے صابری جمع ہیں
کتنا پر کیف ہے اب یہاں کا سماں
ناز جن پر ہمارا وہ صابر پیا
فانیٔ ذات حق طائرِ لامکاں
غوث اعظم کے صابر ہیں نورِ نظر
فخرِ خواجہ ہیں یہ نازشِ چشتیاں
دوستوں کے لئے رحمتِ جاں نواز
دشمنوں کیلیے شکلِ برقِ تپاں
جدامجد کا مخدوم صدقہ ملے
ہم غلاموں کی بھر دیجئے جھولیاں
مجھ خطا کار کو ان کی نسبت ملی
ان پہ قربان ہے میرا دل میری جاں
لاج ثاقب کی رکھئے کہ ہے آپ کا
دشمنوں پر گریں قہر کی بجلیاں

منقبت دیگر

میرے سرکار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ — میرے دلدار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
نازنینِ نبی ﷺ فاطمہ رضی اللہ عنہا و علی رضی اللہ عنہ — رب کے مختار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
معرفت ناز کرتی ہے سرکار پر — اس کے گلزار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
ذات حق میں فنا کون ہے آپ سا — شاہِ ابرار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
اولیائے جہاں میں ہے اونچا مقام — سب کے سردار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
جن سے روشن طریقت کی دنیا ہوئی — رب کے انوار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
بے گماں ہے یہ مسجودِ قلب و نظر — حسن دربار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
اہل باطن کا سر جس سے کچلا گیا — حق کی تلوار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
روح فرطِ مسرت سے ہو گی نثار — جب ہو دیدار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ
طوقِ نسبت کا احساس ہے نقدِ جاں — ہم ہیں سرشار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ

اپنے ثاقبؔ کی قسمت کے مختار ہیں
میرے سرکار مخدوم علی احمد رحمۃ اللہ علیہ

عرض ثاقب

میری نظروں میں آجاؤ صابرؒ پیا
میرے دل میں سما جاؤ صابرؒ پیا

ہم غلام آپ کے چشم بر راہ ہیں
اپنی محفل میں آجاؤ صابرؒ پیا

ہر طرف چل رہی ہے یزیدی ہوا
پھر سے اعجاز دکھلاؤ صابرؒ پیا

سبز گنبد کے جلووں کی خیرات دو
آرزو میری برلاؤ صابرؒ پیا

کردو باباؒ کے دربار میں باریاب
ان کا روضہ دکھالاؤ صابرؒ پیا

ہیں وہی دل کی خوشیاں بھی دل کا سکوں
اپنے روضے پہ بلواؤ صابرؒ پیا

اپنا صدقہ غلاموں کو کردو عطا
جھولیاں ان کی بھر جاؤ صابرؒ پیا

خواجۂ ہاشمی آپ کے ہیں حضور
سلسلہ ان سے پھیلاؤ صابرؒ پیا

آپ پر ناز کرتا ہے ثاقب غلام
اس کی قسمت کو چمکاؤ صابرؒ پیا

منقبت حضور مخدوم پاک

جو شاہِ دو عالم ہیں سرکار ہمارے ہیں
خواجہ کے پیارے ہیں بابا کے دلارے ہیں

وہ محبوب سبحانی جو غوث الاعظم ہیں
یہ ان کے جگر گوشے اور آنکھ کے تارے ہیں

وہ نور ولایت ہیں سب ان کے جِلو میں ہیں
اک شمسِ ولایت ہیں سب چاند ستارے ہیں

وہ واصل نورِ حق مختارِ مشیت ہیں
اک ان کی عطاء پر ہی سب ناز ہمارے ہیں

باطل نے اٹھایا سر ہر سمت یزیدی ہے
کچھ فکر نہیں ہم کو جب ان کے سہارے ہیں

چھوٹے نہ کبھی دامن ہاتھوں سے غلاموں کے
ہم جان و دل و ایمان سب آپ پہ وارے ہیں

انوار کی بارش ہے تسکین کے ساماں ہیں
مخدوم پیا کے گھر پُر کیف نظارے ہیں

محتاج عنایت ہم مختارِ کرم صابر
کچھ اپنا تصدق دو دامن کو پسارے ہیں

سرکار کی مدحت بھی سرکار کا احساں ہے
ثاقبؔ کے مقدر کو اسطرح سنوارے ہیں

منقبت دیگر

صابرؒ پیا ہیں راج دلارے
دل کے اجالے آنکھوں کے تارے
اعلیٰ ہے عظمت اعلیٰ ہے رتبہ
قربان ان پر چاند اور تارے
ان کی غلامی پہ نازاں ہیں ہم سب
دونوں جہاں کے وہی ہیں سہارے
اس سے بڑی کیا دولت ملے گی
ہم ان کے ہیں اور وہ ہیں ہمارے
ہوگا بھلا انجام ہمارا
ان کے کرم کے ہیں یہ اشارے
پروانۂ جنت یہ بنیں گے
ہم نے جو در پر لمحے گذارے
ثاقبؔ نے اپنی قسمت سنواری
لے لے کے ان کے صدقے اتارے

التجائے ثاقبؔ غلام

تمہارے در کا گدا ہوں مری پکار سنو
ہزار بار سنے اور بار بار سنو

غلام ہوں مجھے نظر کرم کی بھیک ملے
یہ التجا مرے سرکار نامدار سنو

تمہارے در سے ملی بھیک سرفرازی کی
تمہارا لطف و کرم میرا افتخار سنو

نظر میں آپ رہیں دل میں آپ کا مسکن
غلام آپ کا ہوں میرے شہریار سنو

تصورات میں سجدے ملے جبیں کو مرے
ہے آپ ہی سے مرے دل میں اک قرار سنو

شریک حال تمہارے کرم کو پاتا ہوں
یہ آنکھ جب کبھی ہوتی ہے اشکبار سنو

جو آپ چاہیں تو تقدیر کو بدل ڈالیں
خدا نے تمکو دیا ایسا اختیار سنو

تمہارا طوقِ غلامی ہے میری گردن میں
فقط اسی سے ہے میرا یہ اعتبار سنو

قدوم پاک کی ثاقب کو اک جھلک ہو عطا
جبین شوق ہے سجدوں کو بیقرار سنو

عظمتِ پرچم صابری

نازشِ چشتیاں پرچمِ صابری
دولتِ دو جہاں پرچمِ صابری

معرفت کے شہنشہ سے منسوب ہے
شمعہٗ عارفاں پرچم صابری

رنگ صابرؒ کو لیکر فضا میں کھڑا
نور کا ضوفشاں پرچم صابری

واصل ذات حق کا ہے یہ ترجمان
رحمتوں کا نشاں پرچم صابری

کوئی فتنہ اٹھے کوئی طوفان چلے
اپنا ہے پاسباں پرچم صابری

پرچم صابری

دیکھئے آج عارف نگر میں چڑھا، پرچم صابری پرچم صابری
سربلندی کا ہے اک نشاں برملا پرچم صابری پرچم صابری
اللہ اللہ کتنا حسیں دلربا پرچم صابری پرچم صابری
جس پہ منقوش ہے کلمہ طیبہ، پرچم صابری پرچم صابری
جس پہ نقش ہلالِ ولایت سجا، پرچم صابری پرچم صابری
مسکراتا ہوا انجم پُر ضیا، پرچم صابری پرچم صابری

دل کو خوشیاں نظر کو مسرت دیا، پرچم صابری پرچم صابری
لیکے آیا ہے وہ رنگ صابر پیا، پرچم صابری پرچم صابری
نازش مصطفیٰ، ناز غوث الوریٰ دیکھ کر خواجہ خواجگان نے کہا
ساتھ ہے جس کے دیکھو وہ فضل خدا پرچم صابری پرچم صابری
دامن حضرتِ قطب عرفاں پیا، ہم غلامان در کا ہے اب رہنما
جادۂ منزلِ معرفت کا دیا، پرچم صابری پرچم صابری
ناز کرتے ہوئے سب نظر آئیں گے، شاد ہونگے غلامان صابر پیا
حشر میں صابریوں کا دے گا پتہ، پرچم صابری پرچم صابری
شان کاکی پیا، حسن گنج شکر، ناز زندانِ پیر، قطب عالم کی آن
سارے ارباب باطن کا ہے مدعا، پرچم صابری پرچم صابری
ہرطرف نفسی نفسی کا عالم ہو جب اور اعمال سب بد حواسی میں ہوں
اپنی تسکیں کا ہوگا یہی آسرا، پرچم صابری پرچم صابری
نسبتِ پیر کامل کا صدقہ ہے یہ، ثاقب صابری کا نصیبہ کھلا
ایک ادنیٰ کو یہ کیا سے کیا کر دیا، پرچم صابری پرچم صابری

سلام بحضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ والرضوان

پیارے صابر پیا تم پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے ہیں آپ لختِ جگر　　اور گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں نور نظر

وارث مصطفیٰ تم پہ لاکھوں سلام

مظہرِ شانِ قہر و جلالِ خدا　　زعمِ باطل کا تم نے صفایا کیا

برقِ نورِ خدا تم پہ لاکھوں سلام

ذاتِ حق میں رہے آپ ہر دم فنا　　حق تعالیٰ سے حاصل ہوئی پھر بقا

باقیٔ با خدا تم پہ لاکھوں سلام

رات بھر آپ سجدے میں رکھتے تھے سر　　اور اذاں سن کے کہتے ہوئی کیا سحر

غرقِ ذاتِ خدا تم پہ لاکھوں سلام

ایک مدت تلک گرچہ قایم رہے　　ایک لقمہ نہ خود کے لئے تم لئے

شانِ صبر و غنا تم پہ لاکھوں سلام

قطبِ عالم ہو اغیاثِ ہندوستاں آپ کے زیرِ فرمان سارا جہاں
اے شہِ اولیاء تم پہ لاکھوں سلام

خود کے لاشے کی خود ہی پڑھائی نماز یوں فنا و بقا کا بتایا ہے راز
واصلِ کبریا تم پہ لاکھوں سلام

تم سے منسوب ہم جو ہوئے اے شہا بے شبہ ہم پہ فضل و کرم ہو گیا
لاج رکھنا پیا تم پہ لاکھوں سلام

عرض کرتا ہے اک آپ کا صابری رشکِ جنت بنے گلشنِ ہاشمی
بانیِ سلسلہ تم پہ لاکھوں سلام

حشر کے روز اے شاہ مخدوم علی دستِ ثاقب میں ہو دامنِ ہاشمی
سر پہ ہو سایہ پرچم صابری
لب پہ ہو یہ صدا تم پہ لاکھوں سلام

حق حق حق — یا حی ھو

تاثرات پیر طریقت سلسلہ عالیہ صابریہ چشتیہ مرفوع الاجازت و المرتبۃ

الحاج سید شاہ خواجہ معین الدین صاحب صابری ہاشمی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد للہ بفضل خدائے ذوالمنن برادرم ثاقب صابری کی عقیدت و سعادتمندی اپنے پیر کامل علیہ الرحمۃ کے فیضان و کرم فرمائی کے زیر اثر فیضان ولایت ٹرسٹ کے زیر اہتمام ایک قابل ناز تالیف شانِ مخدوم پاک علیہ الرحمۃ و الرضوان نہایت ہی دلکش پیرائے میں وابستگان و شیدائیاں حضور مخدوم ذیشان کی آگاہی کے لئے مستند اور خوش عقیدت آفرین احوال عظمت و جلال اور مناقب روح پرور کا حسین انتخاب پیش کر رہے ہیں جو برادران طریقت و عقیدت کے لئے مسرت بخش ہے۔۔

برادرم ثاقب صابری کی اب تک مطبوعہ تالیفات شان بندہ نواز، شان غریب نواز، شان غوث الوریٰ اور شان رحمت (گلدستہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ کتاب ایک بیش بہا اضافہ ہے۔ اس کتاب کی بہترین صورت گری میں ثاقب صاحب کی محض عقیدت مندانہ سرشاری کارفرما ہے جو نتیجہ ہے ان کے پیر کامل علیہ الرحمۃ اور دادا پیر حضور تاج الاولیاء شاہ محمد عارف حسن صاحب صابری قدوسی نعمانی قطب عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خوشنودی اور دعاؤں کا حاصل ہے جو ان کی عقیدت مندانہ اور والہانہ شاعری عارفانہ غزلیات اور ارشادات کی منظوم روئداد نے حاصل کیا ہے۔ برادرم ثاقب صابری نے اس کتاب میں حضور مخدوم صابر پاک علیہ الرحمۃ کے احوال کتاب حقیقت گلزار صابری مولفہ پیر دادا پیر مجدد الوقت معشوق الٰہی حضرت شاہ محمد حسن صابری قدوسی نعمانی سے منتخب کیا ہے۔ جو ہماری عقیدت کو روشنی عطاء کرتے ہیں مناقب بھی وجد آفریں ہیں اس پیش کش پر ہر طرح مبارکباد کے مستحق ہیں۔ دعا ہے کہ مستقبل میں بھی اللہ جل شانہ ان کی آرزوں کو پورا کرنے کی توفیق اور سعادتمندی عطاء کرے۔۔

فقط

فقیر سید خواجہ معین الدین صابری ہاشمی

خانقاہ صابریہ، سرپور کاغذ نگر

رمضان المبارک ۱۴۲۱ ہجری

بسم تعالی شانہ

تاثر از: فضیلت مآب الحاج مولانا سید شاہ طاہر رضوی القادری
صدر الشیوخ جامعہ نظامیہ

الحمد للہ! اللہ جل شانہ اپنے خاص اور محبوب بندوں کو اپنے اسماء و صفات کا مظہر بنایا ہے۔ صوفیا حضرات کا قول ہے۔ مافی العالم الا اللہ واسمائہ و صفاتہ۔ یعنی کائنات میں اللہ کے اسماء و صفات ہی کا ظہور ہے اولیاء اللہ میں سے کوئی صفت جلالی کے مظہر ہیں اور کوئی صفات جمالی کے مظاہر ہیں۔

حضرت مخدوم علاء الدین علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ کی شان میں کتاب احوال و مناقب پر مشتمل بہترین کتابت و طباعت کے ساتھ جناب ثاقب صاحب صابری کی جانب سے جو پیش کی جارہی ہے وہ عقیدت مندوں اور شیدائیوں کے لئے معتبر ذریعہ ہے۔ جس کا ماخذ ایک جلیل القدر قدوسی حنفی مجدد وقت پیر کامل علیہ الرحمۃ جو ادیب اور شاعر بھی تھے ان کی گرانقدر تالیف حقیقت گلزار صابری مطبوعہ ۱۸۵۷ء ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ سلسلہ عالیہ صابریہ کا فیضان ساری دنیا میں جاری و ساری ہے اور اس سلسلہ کے جلیل القدر اولیائے کرام فیض بخش طریقت رہے ہیں ان میں سے ایک حضرت شاہ انوار اللہ فاروقی صابری المخاطب بہ فضیلت جنگ علیہ الرحمۃ ہیں جن کا فیضان جامعہ نظامیہ جیسی عالمی دینی درسگاہ کی شکل میں فیض بخش ہے۔

ثاقب صاحب صابری کی بھی اس جامعہ سے وابستگی رہی ہے۔ اسی فیضان کی نسبت سے اس کتاب کی قابل قدر پیش کش کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔ دعا ہے کہ حق تعالی اس کو قبول فرمائے اور ان کے قائم کردہ فیضان ولایت ٹرسٹ کو اور ترقی عطا کرے۔

راقم

سید شاہ طاہر رضوی القادری

شیخ الشیوخ جامعہ نظامیہ حیدرآباد

حق حق حق ـــ یا حی ہو

تاثرات و توضیحات

از محترم خلیفہ مکرم سلسلہ عالیہ صابریہ جناب مولانا حافظ و ڈاکٹر سید بدیع الدین صاحب صابری کامل جامعہ نظامیہ و اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ عربی جامعہ عثمانیہ

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محترم جناب محمد امان علی صاحب ثاقب صابری شاعر اہلسنت و واصف غواصان طریقت اپنی عظیم مطبوعات شان بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ و شان غریب نواز، و شان غوث الوریٰ اور شان رحمت کے بعد وابستگان سلسلہ عالیہ صابریہ و محبان حضور صابر پاک علیہ الرحمہ کیلئے ایک انمول تحفہ اپنی کتاب "شان مخدوم صابر پاک علیہ الرحمہ و الرضوان" کی صورت میں پیش کر رہے ہیں۔

یہ کتاب نثر و نظم دونوں پر مشتمل ہے۔ آپ نے کتاب حقیقت گلزار صابری مولفہ مجدد الوقت معشوق الٰہی حضرت شاہ محمد حسن صابری قدوسی نعمانی علیہ الرحمہ سے نثر کے حصہ کا اقتباس پیش فرماکر عظیم سعادت حاصل کی ہے۔

حضرت صابر پاک علیہ الرحمہ و الرضوان کی زندگی کے بارے میں بیان کردہ حقائق کی بنیاد ان باطنی مکاتب پر ہے جن کا انکشاف سلسلہ چشتیہ صابریہ کے ایک جلیل القدر عارف کامل حضرت شاہ محمد حسن صابری نعمانی رامپوری نے اپنی کتاب حقیقت گلزار صابری میں کیا ہے۔ اسی طرح مصنف علیہ الرحمہ کی دوسری معرکۃ الآراء تصنیف تاریخ آئینہ تصوف انہی باطنی مکاتب اور روحانی سلطنت کے نظام کے بیان پر مشتمل ہے جیسا کہ حضرت شیخ بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمۃ و الرضوان اور دوسرے بزرگوں نے یہ پیش خبری دی تھی کہ بزرگوں کے باطنی مکاتب کے انکشاف کا کام حضرت مخدوم شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ کے ہاتھوں ہوگا۔ حضرت شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ کی روحانی عظمت کا مختصر سا خاکہ درج ذیل ہے۔

حضرت علیہ الرحمہ مادر زاد ولی تھے۔ دس برس کی عمر میں آپ کے عم مکرم حضرت میاں غلام شاہ معصوم قطب زمانی علیہ الرحمہ نے آپ کو بیعت حوالت اور ارشاد مع خلافت ناجات و اوراد اور تبرکات سے سرفراز فرما کر مزید امور باطنی کی تکمیل کے لئے بلاد عرب و عجم کی سیاحت کے لئے رخصت فرمایا۔

حضرت شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ سب سے پہلے حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں دہلی پہنچے۔ حضرت شاہ صاحب ہر مجلس وعظ میں یہ اعلان فرمایا کرتے تھے کہ اگر تم میں کسی کو شجرہ تلاوت

قرآن مجید کی اجازت ہو تو اس سے فقیر کو سرفراز کرے ۔ چنانچہ ۱۲۳۰ھ کی ایک مجلس وعظ میں حضرت شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ بھی موجود تھے ۔ اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال کی تھی ۔ مجلس وعظ کے اختتام کے بعد تنہائی میں حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ یہ فقیر مسکین صاحب اجازت سلسلہ تلاوت قرآن مجید ہے ۔ یہ سنکر شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ خوش ہوکر فرمانے کہ صاحبزادے! یہ فقیر طالب صادق ہے ۔ جس طرح تم کو یہ اجازت پہنچی اسی قاعدے سے فقیر کو ممتاز کرو، فقیر کو کوئی حجاب نفس واقع نہ ہوگا اور اس احسان کے بدلے میں فقیر وہ احسان کرے گا جس کو تم ہمیشہ یاد رکھوگے ۔ چنانچہ ۱۲۳۰ھ میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے آپ سے تلاوت قرآن مجید کی سند حاصل کی جس کا سلسلہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کے واسطے سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے ۔ اس کے بعد شاہ صاحب علیہ الرحمہ حضرت شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ کو دو سال اپنی خدمت میں رکھ کر کتب شریعت و کتب طریقت جیسے تفسیر جلالین و تفسیر مدارک و فصوص الحکم و فتوحات مکیہ وغیرہ کی تعلیم دی اور خاندانی تبرکات عطا فرما کر رخصت فرمایا ۔ (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: وصل عرفان محمدی ۔ ص: ۵۰،۵۱)

بعد اتمام تحصیل علوم اپنے سفر کو جاری رکھا ۔ تقریبا اکتیس (۳۱) سال سفر میں رہے ۔ اس طویل مدت میں جہاں آپ نے ان گنت بزرگوں سے فیض پایا وہیں ہزاروں طالبان راہ خدا کو اپنے بحر معرفت سے سیراب کیا ۔ آپ کے مریدوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچتی ہے ۔ جن کا تعلق ہند و پاک کے علاوہ افغانستان و ترکستان و بخارا و ایران و بغداد و کربلائے معلیٰ و نجف اشرف و بیت المقدس و مصر و قسطنطنیہ و اندلس اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے تھا ۔ آپ ممالک عرب وغیرہ میں حسن عرب ہندی کے نام سے مشہور رہے ۔ (حقیقت گلزار صابری ۔ ص: ۵۳۴)

اس طویل باطنی سفر کی تکمیل کے بعد ۱۲۸۰ھ میں حضرت مرشد حق پیر دستگیر روشن ضمیر شاہ محمد امیر شاہ صاحب قطب الارشاد صاحب حق رحمتہ اللہ علیہ نے خاندان صابریہ چشتیہ و قادریہ اور جمیع سلاسل جو ایک سو پچیس (۱۲۵) واسطوں پر مشتمل تھے ان میں خلافت سے سرفراز فرما کر خرقہ پہنایا ۔ ان تمام مذکورہ واسطوں اور ان کے علاوہ جن جن سلاسل میں آپ کو خلافت حاصل تھی ان کی تعداد دو سو سے متجاوز ہے ۔ حضرت شاہ محمد حسن علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب تاریخ آئینہ تصوف میں اس کی فہرست اور تفصیل بیان کی ہے جس کے ضمن میں دنیا کے مشہور تمام سلاسل داخل ہوجاتے ہیں ۔

آپ کے خلفاء کی تعداد جن کا تعلق بلاد عرب و عجم سے ہے (۱۱۶) ہے جن میں بعض قوم جنات سے بھی تھے ۔ ان تمام اسماء کی طویل فہرست حقیقت گلزار صابری میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے ۔

دکن میں آپ کا فیضان حضرت الحاج سید شاہ خواجہ قطب الدین احمد صابری ہاشمی علیہ الرحمۃ صاحب مکتوبات ہاشمیہ کے ذریعہ عام ہوا جنہیں حضرت شاہ محمد حسن علیہ الرحمہ کے فرزند حضرت شاہ محمد عارف حسن علیہ الرحمہ سے خلافت حاصل تھی۔ اس کتاب کے قارئین کیلئے یہ وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ حضرت مخدوم علی احمد صابر کلیری علیہ الرحمۃ و الرضوان جلالی شان کے مظہر اتم تھے اور فنائیت تامہ کے درجہ پر فائز تھے اور آپ سے انتہائی محیر العقول کرامات اور تصرفات کا ظہور ہوا۔ ان واقعات کو شک و شبہ سے بالاتر ہوکر محبت و عقیدت سے پڑھنے کی ضرورت ہے کیونکہ درحقیقت کرامت اسی کو کہا جاتا ہے جس کی حقیقت سمجھنے سے ہماری عقل قاصر ہو۔ اولیاء کے تصرفات کا انکار درحقیقت اللہ تعالی کی قدرت کا انکار ہے۔ انکار کی صورت میں یہ لازم آئے گا کہ اللہ تعالی اپنے محبوب بندوں کو ان جیسے تصرفات پر قدرت نہیں دے سکتا (نعوذ باللہ من ذالک)۔

اولیاء اللہ رب کی عطا کردہ خصوصی قوت سے تصرفات کرتے ہیں۔ ان کے افعال و اعضاء میں اللہ کی قدرت کی جلوہ گری ہوتی ہے۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے بلکہ ایک حدیث قدسی کا نچوڑ ہے جو صحیح بخاری شریف کے مبارک صفحات پر درخشاں ہے:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی کا فرمان ہے جو میرے ولی سے دشمنی کرے میں اسے اعلان جنگ دیتا ہوں۔ میرا بندہ فرائض سے بڑھ کر کسی محبوب شئی سے میرا قرب حاصل نہیں کرتا۔ میرا بندہ مسلسل نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنا لیتا ہوں تو میں اس کے کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور میں اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور میں اسکے ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اس کے پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے سوال کرے ضرور ضرور اس کو عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو ضرور ضرور اس کو پناہ دیتا ہوں۔"

جناب ثاقب صاحب صابری نے سلسلہ صابریہ کے سرتاج حضرت صابر پاک علیہ الرحمہ و الرضوان کے حالات جمع فرما کر وابستگان سلسلہ کیلئے عقیدت و محبت کا سامان فراہم کیا ہے۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ اس خدمت کو قبول فرما کر دارین کی سعادت عطا فرمائے۔ امین بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ والتسلیم

خاکپائے اولیاء

ڈاکٹر حافظ سید بدیع الدین صابری

رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ